علاماتِ قیامت
اور
نزولِ مسیحؑ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴

علاماتِ قیامت

اور

نزولِ مسیحؑ

نزولِ عیسیٰؑ کی ایک سو سولہ ۱۱۶ احادیث نبویہ کا نادر مجموعہ اور بیشتر علاماتِ قیامت
کی ایمان افروز تفصیلات

انتخاب حدیث

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

(سابق) مفتی اعظم پاکستان

ترتیب اور ترجمہ و تشریح

مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی

مفتی اعظم پاکستان

صدر جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴

ترتیب کتاب

تالیف حصۂ اوّل: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
انتخاب احادیث حصۂ دوم: حجۃ الاسلام علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ
ترتیب حصۂ دوم: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمّد شفیع صاحبؒ
ترجمہ و تشریح حصۂ دوم: مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذِ حدیث دار العلوم کراچی
تالیف حصۂ سوم: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

طبع جدید — شوال ۱۴۲۴ھ
باهتمام — محمّد قاسم
طباعت — زم زم پرنٹنگ پریس
ناشر — مکتبہ دار العلوم کراچی

ملنے کے پتے

مکتبہ دار العلوم کراچی ☆ اِدارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ المعارف احاطہ دار العلوم کراچی ☆ بیت الکتب بالمقابل مدرسہ اشرف المدارس گلشن اقبال
دار الاشاعت اردو بازار کراچی ☆ اِدارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور

فہرست مضامین

۷۸۶

دیباچہ طبعِ اوّل

یہ کتاب تین حصّوں پر مشتمل ہے، بنیادی حِصّہ حصّۂ دوم ہے جو والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے اپنے شیخ امامِ عصر حجۃ الاسلام علّامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ہدایت کے مطابق تالیف فرمایا تھا اور عربی زبان میں "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے نام سے پہلی بار دیوبند سے اور دوسری بار حلب (شام) سے شائع ہوچکا ہے، اور اب والد ماجد مدظلہم کے حکم پر احقر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اس کے مختصر حواشی بھی اردو میں تحریر کئے ہیں۔

پہلا حِصّہ حصّۂ دوم ہی کی ایک خاص انداز پر تلخیص ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات کا مقابلہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات سے کیا گیا ہے، یہ حضرت والد ماجد مدظلہم نے اردو ہی میں تالیف فرمایا تھا اور کئی بار "مسیح موعود کی پہچان" کے نام سے الگ شائع ہوچکا ہے۔

تیسرا حِصّہ علاماتِ قیامت کے بارے میں احقر نے تالیف کیا ہے اس میں وہ تمام علاماتِ قیامت ایک خاص انداز پر مرتّب کی گئی ہیں جو حِصّہ دوم کی احادیث میں آئی ہیں، نیز علاماتِ قیامت کے بعض اہم پہلوؤں پر قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی بحث کی گئی ہے۔

اب تینوں حصّے پہلی بار یکجا کتابی شکل میں "علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح" کے نام سے شائع کئے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ نافع اور مقبول بنائے، آمین۔

ناچیز محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم طلبہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۹/ صفر ۱۳۹۳ھ

عرضِ مؤلّف

آج سے سینتالیس سال پہلے شعبان ۱۳۴۵ھ میں جب کہ احقر دار العلوم دیوبند میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتا تھا دار العلوم کے صدر مدرس حجۃ الاسلام سیدی و استاذی حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نے نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جمع فرما کر ان کو کتابی شکل میں تدوین وتالیف کے لئے احقر کو مامور فرمایا تھا۔ حسب الحکم یہ کتاب تیار ہو کر اُسی وقت بنامُ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح شائع ہوگئی، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ مجموعہ احادیث صرف کسی فرقہ کا رد نہیں بلکہ علاماتِ قیامت کے متعلق احادیث معتبرہ کا اہم مجموعہ ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے پڑھنے اور یاد رکھنے کی چیز ہے مگر حسب ارشاد استاذ المحترم اس کو عربی زبان میں لکھا گیا تھا تا کہ عراق ومصر وغیرہ میں جہاں قادیانیوں نے نزولِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں فتنہ پھیلایا ہے اس کو پہنچایا جاسکے۔

اردو داں حضرات کے لئے احقر نے اس رسالہ کا خلاصہ بنامُ مسیح موعود کی پہچان، الگ لکھ کر شائع کیا۔ اس اردو رسالے میں حدیث سے ثابت شدہ مضمون اور علاماتِ مسیح موعود کو مختصر عنوان کی صورت میں لکھ دیا گیا اور تفصیل کے لئے اُس حدیث کا حوالہ دے دیا گیا جو رسالہ التصریح میں اس مضمون سے متعلق آئی ہے۔ التصریح میں احادیث پر نمبر ڈال دیئے گئے تھے۔ مسیح موعود کی پہچان میں اُن نمبروں کا حوالہ لکھ دیا گیا۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ التصریح کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ صرف اہلِ علم ہی کر سکتے تھے۔ ضرورت تھی کہ التصریح کا اردو ترجمہ ضروری تشریح کے

ساتھ کر دیا جائے۔

مگر زمانے کے مشاغل وذواہل نے اس کی فرصت نہ دی یہاں تک کہ یہ دونوں شائع شدہ رسالے بھی نایاب ہوگئے پھر ملک شام حلب کے ایک بڑے ماہر عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو علامہ زاہد کوثری مصری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں اور علوم قرآن و حدیث میں حق تعالیٰ نے ان کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے ان سے ابتدائی ملاقات تو ۱۹۵۶ء میں موتمر عالم اسلامی کے اجلاس منعقدہ دمشق میں احقر کی حاضری کے وقت ہوئی تھی، وہ غالباً ۱۳۸۰ھ میں کراچی تشریف لائے اور رسالہ التصریح پر خاص حواشی اور تحقیق کے ساتھ دوبارہ اشاعت کا عزم ظاہر فرمایا ایک نسخہ کتاب کا جو میرے پاس تھا موصوف کو دے دیا موصوف نے اپنی مہارت اور کمال علمی سے ماشاء اللہ کتاب کا حسن چند در چند کر دیا اور بیروت سے ۱۳۸۵ھ میں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔

اس کتاب کی تجدید نے پھر اس ارادے کی تجدید کر دی کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے رسالہ مسیح موعود کے ساتھ شائع کیا جائے اس لئے برخوردار عزیز مولوی محمد رفیع سلمہ، مدرس دارالعلوم کراچی کو یہ کام سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر و عافیت میں ترقیات ظاہرہ و باطنہ عطا فرمادے کہ انھوں نے بڑے سلیقہ سے رسالہ التصریح کی تمام احادیث کا نہایت سلیس و صحیح ترجمہ اور اس کے ساتھ حواشی میں خاص خاص تشریحات بھی لکھ دیں۔

اور ایک کام اور کیا جو اپنی جگہ ایک مستقل خدمت ہے کہ علاماتِ قیامت جو رسالہ التصریح میں منتشر طور سے آئی ہیں ان کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ ایک فہرست کی صورت میں جمع کر دیا۔ جس سے یہ کتاب علاماتِ قیامت کے اہم مباحث کا مرتب مجموعہ ہوگیا۔ اور اس رسالہ کے شروع میں علاماتِ قیامت سے متعلق چند اہم مباحث نہایت محنت و تحقیق کے ساتھ درج کر دیں جن میں علاماتِ قیامت کے مابین ظاہری تعارض کے شبہات کا ازالہ اور علاماتِ قیامت کی تین

قسموں پر تقسیم علامات بعیدہ ۔ متوسطہ اور قریبہ کی تفصیلات کے ضمن میں فتنہ تاتار اور نار حجاز پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء، ووفقہ لما یحب و یرضاہ ۔ اب زیر نظر کتاب تین مستقل رسالوں کا مجموعہ ہو گئی ۔ ایک ۱ مسیح موعود کی پہچان ۔ دوسرا التصریح کی احادیث کا ترجمہ اور شرح تیسرا اعلاماتِ قیامت ترتیب و تحقیق کے ساتھ، حق تعالیٰ مقبول و مفید بنادے وہو المستعان وعلیہ التکلان ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۱۵ رصفر ۱۳۹۳ھ

حصۂ اوّل

مسیح موعود کی پہچان

قرآن وحدیث کی روشنی میں علامات مسیحؑ
کا اجمالی نقشہ

تالیف

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب



الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔ آفتاب نبوت کے غروب کے بعد اسلامی دنیا پر ہزاروں مصائب کے پہاڑ ٹوٹے، حوادث کی خطرناک آندھیاں چلیں، فتنوں کی بارشیں ہوئیں خانہ جنگیاں اور فرقہ بندیاں ہونے لگیں۔ خصوصاً ہجری تاریخ کے ایک ہزار سال پورے ہونے کے بعد تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق گویا فتن کی لڑی ٹوٹ پڑی، جو دن آیا ایک نیا فتنہ لے کر آیا جو رات ہوئی ایک بھیانک ظلمت ساتھ لائی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن قادیانی فتنہ نے جتنا صدمہ عالم اسلام کو پہنچایا ہے اس کی نظیر اسلامی تاریخ میں نہیں پائی جاتی، اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے لباس میں بدترین کفر کی تبلیغ کی اور اس مکر سے ہزاروں مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ نبوت، وحی، شریعت مستقلہ کے دعوے کئے اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر بتلایا۔ عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو اکثر انبیاء علیہم السلام سے افضل کہا، بلکہ ہمارے آقا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری بلکہ آپ سے افضلیت کے دعوے کئے۔ آپ کے معجزات کل تین ہزار اور اپنے دس لاکھ بتلائے، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مغلظات گالیاں دیں، بہت سی ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ اسلامیہ کا انکار اور نصوص قرآن و حدیث کی تحریف کی۔ اپنے نبی ماننے والی ایک مٹھی جماعت کے سوا ساری اُمت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے کروڑہا مسلمانوں کو کافر وجہنمی کہا۔

یہ مرزا صاحب کے وہ دعوے ہیں جن کا راگ ان کی اکثر تصانیف میں مکرر سہ کرر الاپا گیا ہے۔ احقر نے ان کے اسی قسم کے پینتالیس دعوے خود ان کی تصانیف

سے نقل کر کے ان کی عبارتیں معہ حوالہ صفحات ایک مختصر رسالہ (دعاوی مرزا)[۵] جمع کی ہیں۔

الغرض مرزا صاحب کو یہ لمبے چوڑے دعوے دنیا کے سامنے پیش کرنے تھے لیکن انھوں نے دیکھا کہ ابھی تک مسلمان ایمان سے اتنے کورے نہیں ہوئے کہ ان کے ہر دعوے کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں اسی لئے اپنے دعویٰ اور عقائد کفریہ پر پردہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشے، وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ اور حیاتِ مسیح میں بحثیں اور جھگڑے بھی اسی مصلحت کے لئے ایجاد کئے گئے کہ لوگوں کی توجہ ادھر مصروف ہو جائے ورنہ

| حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات سے مرزا جی اور ان کے دعووں کا کوئی تعلق نہیں |

کیونکہ کسی شخص کا مسیح موعود یا نبی یا ولی بننا کسی دوسرے کی موت و حیات سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا بلکہ ان سب باتوں کا معیار صرف یہ ہے کہ اگر اس کے ذاتی اخلاق و صفات عقائد و اعمال معاشرت و معاملات اس کے متحمل ہیں اور شرعی قوانین اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے مانع نہیں تو تسلیم کیا جائے ورنہ نہیں۔ مگر ہم تھوڑی دیر کیلئے اس بات کو تسلیم کرلیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا جی کے دعوے کے مطابق) وفات پا چکے اور اب جس مسیح موعود کے نزول کی خبریں اسلامی روایات میں منقول ہیں وہ ان کے مثیل کوئی اور شخص ہوں گے تب بھی مرزا جی کے لئے مسیحیت کا ثابت ہونا محال ہے کیونکہ ؎

کس نیاید بزیرِ سایہ بُوم　　　　ور ہُما از جہاں شود معدوم

مرزا جی کے اعمال و اخلاق عمر بھر کے کارنامے دیکھنے والا آدمی تو ان کو مسلمان بھی نہیں سمجھ سکتا۔ مسیح موعود تو بڑی چیز ہے۔ بہرحال "عقل" اس مرزائی منطق کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو تو مرزا زندہ ہوں اور نبی بن بیٹھیں ورنہ اُن کی اور ان کے دعوٰں کی موت آجادے۔ ہاں ہمت اور عقل کی بات یہ تھی کہ اگر ان کو مسیح موعود بننا تھا تو مردِ میدان بن کر سامنے آتے اور اپنے اندر وہ صفات اور اخلاق و عادات دکھلاتے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اندر تھے اور خلق خدا کے لئے وہ

---

۵ یہ رسالہ اور ہر قسم کی دینی کتابیں "مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴" سے مل سکتی ہیں۔

کام کر جاتے جو مسیح موعود کے فرائض منصبی ہیں، پھر اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بھی ہوتے تو شاید لوگ انھیں بھول جاتے اور کہہ اٹھتے ؎

من کہ امروزم بہشت نقد حاصل می شود

وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم

لیکن یہاں تو اس کے نام صفر ہی نہیں بلکہ نقیض صریح موجود تھی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہوگا کہ وہ دنیا کو مسلمانوں سے اس طرح بھر دیں گے جیسے پانی سے برتن بھر جاتا ہے اور کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ مرزا جی تشریف لائے تو آپ کی برکت سے دنیا کے ستر کروڑ مسلمان (آپ کے فتوے کے مطابق) کافر ہو گئے خوب مسیحائی کی ؎

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی　　کون رہبر بن سکے جب خضر بہکانے لگے

دنیا تو اپنے مصائب سے عاجز ہو کر خود ہی مسیح کے انتظار میں ہے کہ وہ تشریف لائیں تو ہم ان کے قدم لیں لیکن کوئی مسیحائی بھی تو دکھائے ؎

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو　　جب جانیں کہ دردِ دل عاشق کی دوا ہو

الحاصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعوئ مسیحیت کو حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بحث ہی محض اس پالیسی پر مبنی ہے کہ لوگوں کی توجہ اس طرف جذب کر لی جائے تاکہ وہ مدعی مسیحیت کا جائزہ لینے اور اس کے اخلاق و اعمال معاملات و حالات کو حضرت مسیحؑ کی صفات سے تطبیق دینے کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ایسا کیا گیا تو اس خط منحنی کی تطبیق خطِ مستقیم پر کیسے ہو گی، یہاں کفر، جھوٹ، مکر و ہوا پرستی کے سوا کیا رکھا ہے تاویلات بلکہ تحریفات کرتے بھی نہ بن پڑے گی اور سوائے اس کے کہ سیکڑوں نصوص شرعیہ کی صریح تکذیب کر کے کفر کا ایک اور تمغہ حاصل کریں اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے اصولِ مرزائیت میں زبردستی وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو درج کیا گیا بلکہ اسی مسئلہ کو تمام اپنے مذہب و صداقت کا سنگ بنیاد بتلایا گیا۔ علماء جانتے تھے کہ مرزا صاحب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ذات اور ذاتی صفات عقائد

اخلاق معرکہ بحث نہ بنیں بلکہ لوگ اس مسئلہ میں اُلجھے رہیں کیونکہ اوّل تو یہ مسئلہ علمی ہے عوام اس کے حق و باطل کی تمیز ہی نہ کر سکیں گے۔ مناظرہ میں ہر قسم کی شکست و ذلّت کے باوجود بھی مرزاجی کو کہنے کی گنجائش رہے گی کہ ہم جیتے۔ اور اگر بالفرض اہلِ حق نے کہیں اُن کا منہ اس طرح بھی بند کر دیا کہ وہ بالکل نہ بول سکے تب بھی زیادہ سے زیادہ لوگوں پر یہ اثر ہوگا کہ ایک فروعی سی بحث ہے اس میں اگر ان کا خیال مخالف ہی ہے تو کوئی بڑی بات نہیں ایسے اختلافات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ غرض اس بحث کی وجہ سے مرزائیت کے عظیم الشان اور خطرناک فتنہ کو ہلکا اور خفیف اختلاف سمجھنے لگیں گے، علماء اس مکر کو سمجھے اور فرمایا کہ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　　من اندازِ قدت را می شناسم

اور اسی لئے اہلِ تجربہ نے اس بحث کو طول دینا شروع میں پسند نہ کیا بلکہ صرف اس کو کافی سمجھا (اور حقیقت میں اب بھی یہی کافی ہے) کہ مرزاجی کے حالات کا کچا چٹھا، لوگوں کے سامنے رکھ دیا جائے جس کو دیکھ کر وہ خود بخود کہہ اٹھیں کہ اگر دنیا کا ہر ایک انسان مسیح موعود بن سکے تو بن جائے لیکن مرزاجی تو اپنے کارناموں کی بدولت قیامت تک کسی طرح مسیح موعود کی خاکِ راہ بھی نہیں ہو سکتے[۱]۔ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں مرزائیت کا خاتمہ تو صرف اتنی بات سے ہو جاتا ہے۔ مرزائی ہونے کی حیثیت سے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کن اور اسہل و اقرب طریق کو چھوڑ کر وفاتِ مسیح علیہ السّلام کی غیر متعلق بحث پر زور دے اور نہ کسی مسلمان کے لئے بحیثیت مناظرہ یہ ضروری ہے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السّلام کی حیات کا ثبوت پیش کرے لیکن پھر دو وجہ سے علماء کو اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی۔ ایک یہ کہ فی نفسہٖ یہ مسئلہ اہم اور اجماعی مسئلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور قربِ قیامت میں پھر نازل ہوں گے نصوصِ قرآنیہ اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمّت کے قطعی دلائل اس کے ایسے شاہد ہیں

---

[۱] کیونکہ مرزاجی خود اپنے اقرار سے ہر بد سے بدتر ثابت ہو چکے ہیں۔

کہ کسی مسلمان کو اس سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں اور کسی تاویل و تحریف کی گنجائش نہیں۔

دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی نظر فریب چالاکی نے عوام پر یہ ظاہر کیا ہے کہ وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مرزائیت کا سنگِ بنیاد ہے اور اسی مسئلہ کے فیصلہ پر اس کی شکست اور فتح کا دار و مدار ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہو گئی تو گویا مرزا جی کی مسیحیت مسلّم ہو گئی اس لئے بھی علماءِ اسلام کو اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی کہ عوام اس مغالطہ میں نہ پھنس جائیں۔

نیز ایک یہ بات بھی اس کی طرف داعی ہوئی کہ مرزائی مبلغین نے عوام کے خیالات میں اس مسئلہ کے متعلق بہت سے اوہام پیدا کر دیئے تھے۔ ان کا ازالہ سب سے زیادہ ضروری تھا۔

اس لئے علماءِ اسلام اس طرف متوجہ ہوئے تو بفضلہٖ تعالےٰ مختلف زبانوں اور مختلف پیرایوں اور مختلف طرزِ استدلال میں بہت سے چھوٹے بڑے رسالے اس بحث پر لکھے گئے جن میں قرآن و حدیث کی ادلّۂ قطعیہ پیش کرنے کے ساتھ ہی مرزائی اوہام کی بھی قلعی کھول دی گئی۔

دار العلوم دیوبند جو ہندوستان میں مسلمانوں کا صحیح معنی میں مذہبی مرکز ہے اس نے جس وقت اس کی طرف توجہ کی تو دو سال کے عرصہ میں بہت سے رسائل اس موضوع پر تصنیف ہو کر مفیدِ خواص و عوام ہوئے خاص اس مسئلہ پر بھی رسائل ذیل تصنیف ہو چکے ہیں اور بعض زیرِ تالیف ہیں۔

کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	مصنفہ مولانا محمد ادریس صاحب مدرس دار العلوم دیوبند
الجواب الفصیح فی حیات المسیح	مصنفہ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدرس دار العلوم دیوبند
اعلام الخبیر فی حدیث ابن کثیر	مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیم و تبلیغ دار العلوم دیوبند
عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	مصنفہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند

ان سب رسائل میں آخرالذکر تصنیف سب سے زیادہ جامع اور لاجواب ثابت ہوئی جس نے اس بحث کا کلی خاتمہ کر دیا لیکن نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق جو احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں ان کا استیعاب اس میں بھی نہیں کیا گیا تھا اس لئے حضرت ممدوح نے مکرر اس طرف توجہ فرمائی اور ذخیرہ حدیث کی جتنی کتب اس وقت میسر آسکتی تھیں ان سب کا تتبع کر کے تھوڑے سے عرصہ میں تمام روایات کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں جمع فرما دیا حالانکہ اس کے لئے مسند احمد کی پانچوں عظیم و ضخیم جلدوں کو بھی حرف بحرف مطالعہ کرنا پڑا اور اب بحمد للہ یہ سو سے زائد احادیث کا مجموعہ اس بحث پر جمع ہو گیا۔

اس سے پہلے بھی بعض علماء نے اس موضوع پر رسالے لکھے ہیں لیکن اتنا مواد کسی نے جمع نہیں کیا۔ قاضی شوکانی نے اس بحث پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "التوضیح بما تواتر فی المنتظر والمهدی والمسیح" رکھا ہے اس میں اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے علاوہ مہدی علیہ السلام اور دجّال کی احادیث کو بھی شامل کر لیا ہے لیکن پھر بھی اس میں تیس سے زیادہ احادیث نہیں الغرض حضرت شاہ صاحب موصوف نے یہ احادیث کا مادّہ جمع فرما کر احقر کے سپرد فرمایا احقر نے حسب الارشاد اس کو عربی زبان میں لکھ کر "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے نام سے شائع کیا۔ لیکن اوّل تو یہ رسالہ عرب ممالک کے پیش نظر عربی میں لکھا گیا تھا پھر اس کی تفصیل بھی طویل تھی۔ اس لئے ابنائے زمانہ کی نزاکتِ طبع اور قلت فرصت کا خیال کر کے احقر نے تمام رسالہ کی روح اور خلاصہ اس طرح چند اوراق میں درج کر دیا کہ احادیث مندرجہ رسالہ میں جو جو علامات مسیح موعود کے لئے وارد ہوئی ہیں ان کو قرآن و حدیث کی تصریحات کے ساتھ اردو میں بیان کیا اور پھر مرزا صاحب کے حالات سے اس کا جائزہ لیا کہ ان میں یہ علامات کس حد تک موجود ہیں جس کے نتیجہ میں واضح ہوا کہ ان علامات میں سے ایک بھی انھیں نصیب نہیں اس رسالہ کو "مسیح موعود کی پہچان"

کے نام سے شائع کیا گیا تھا، اب جب کہ اصل کتاب کا ترجمہ ہو گیا ہے اِسے اُس کا حصۂ اوّل بنا کر ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کو دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی طرح گنجائش نہیں رہتی کہ وہ قادیانی مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا وہم بھی دل میں لا سکے۔ والتوفیق بید اللہ سبحانہٗ وعلیہ التکلان۔

العبد الضعیف

محمد شفیع غفرلہٗ



علاماتِ مسیحؑ کا اجمالی نقشہ

اور

مرزا قادیانی کے حالات سے ان کا مقابلہ

کیفیت	مرزا کے حالات کا مقابلہ مسیح موعود کے حالات مذکورہ سے	جن احادیث میں یہ اوصاف مذکور ہیں ان کا حوالہ مع نمبر حدیث جو ملحقہ رسالہ التصریح میں درج ہے	ان علامات اور اوصاف کا بیان قرآن وحدیث سے	نمبر ترتیب	مسیح موعود کی علامات اور اوصاف حمیدہ
	غلام احمد	قرآن مجید و احادیث مشہورہ بوجہ شہرت نقل حوالہ کی حاجت نہیں	عیسیٰ علیہ السلام	۱	نام مبارک
	مرزا جی کی کوئی کنیت ہی مشہور نہیں	ذَالِكَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ	ابن مریم	۲	آپ کی کنیت
〃	〃	اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	مسیح	۳	آپ کا لقب
〃	〃	اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۔	کلمۃ اللہ	۴	
〃	〃		روح اللہ	۵	
	چراغ بی بی	قرآن مجید و احادیث مشہورہ بوجہ شہرت نقل حوالہ کی حاجت نہیں	مریم	۶	آپ کی والدہ ماجدہ
	غلام مرتضیٰ	〃 〃	بنص قرآن آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے	۷	نفی والد
	مرزا جی کے نانا کو کون جانتا ہے	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي الآیۃ	عمران علیہ السلام	۸	آپ کے نانا

آپ کے ماموں	۹	ہارون	یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ (مریم)	ہارون سے مراد اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام نہیں کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گذر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا (کذا رواہ مسلم والنسائی والترمذی مرفوعًا)
آپ کی نانی	۱۰	امراۃ عمران (حنہ)	اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ الآیۃ	
	۱۱	اُن کی یہ نذر کہ اس حمل سے جو بچہ ہو گا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کردوں گی	اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا (آل عمران)	
	۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا الآیۃ ”	
	۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں	اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ”	
	۱۴	اس لڑکی کا نام مریم رکھنا	اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ ”	
والدہ مسیح موعود علیہ السلام حضرت مریم کے بعض حالات	۱۵	مس شیطان سے محفوظ رہنا	اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ ”	چراغ بی صاحبہ کو یہ کہاں نصیب ہوتا کیونکہ حدیث نبوی نے اس کو صرف عیسیٰ کا خاصہ قرار دیا ہے (بخاری ومسلم)
	۱۶	ان کا نشو و نما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کی برابر ہونا	وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا الآیۃ	چراغ بی صاحبہ کی حالت شاہد ہے کہ عام بچوں کی طرح ہوئی — حضرت مریم کے یہ معاملات خوارق عادات کے قبیل سے تھیں ہو سکتا ہے کہ وہ ارہاص یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی بنیاد تھی۔
	۱۷	مجاورین بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جھگڑنا اور حضرت زکریا کا کفیل ہونا	اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ الآیۃ	چراغ بی کو یہ عزت کہاں نصیب
	۱۸	ان کو محراب میں ٹھہرانا اور	كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ	چراغ بی کے رزق کا

	۱۹	اُن کے پاس غیبی رزق آنا	وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا الآیہ	حال سب کو معلوم ہے
	۲۰	ذکریا کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	〃 〃
	۲۱	فرشتوں کا اُن سے کلام کرنا	اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	〃 〃
	۲۲	اُن کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا	اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ (آل عمران)	〃 〃
	۲۳	اُن کا حیض سے پاک ہونا	وَطَهَّرَكِ 〃	مرزا جی کی والدہ کو یہ بات نصیب نہ تھی
	۲۴	تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل ہونا	وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ	〃 〃
حضرت مسیح علیہ السلام کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ	۲۵	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	اِذِ انْتَبَذَتْ (مریم)	〃 〃
	۲۶	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا	مَكَانًا شَرْقِيًّا	〃 〃
	۲۷	اُن کا پردہ ڈالنا	فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا	〃 〃
	۲۸	ان کے پاس بشکل انسان فرشتہ کا آنا	فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا	〃 〃
	۲۹	مریم کا پناہ مانگنا	اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ	〃 〃
	۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ ولادت حضرت عیسیٰ کی خبر دینا	لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا	〃 〃
	۳۱	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبت مرد کے کیسے بچہ ہوگا	اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ	〃 〃
	۳۲	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے	قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ (مریم)	مرزا جی کی والدہ کو یہ بات ہرگز نصیب نہیں ہوئی۔
	۳۳	بحکم خداوندی بغیر صحبت مرد کے ان کا حاملہ ہونا۔	فَحَمَلَتْهُ 〃	〃 〃

	۳۴	دردِ زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا	فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ (مریم)	〃 〃
آپکی ولادت کس جگہ اور	۳۵	مسکونہ مکان سے دور ایک باغ کے گوشہ میں	فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (مریم)	〃 〃
کس طرح ہوئی	۳۶	ایک کھجور کے درخت کے تنہ پر ٹیک لگائے ہوئے	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ	مرزاجی کی والدہ کو یہ بات ہرگز نصیب نہیں ہوئی
ولادت کے بعد کی حالت	۳۷	مریم کا بوجہ حیا کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا	قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم)	〃 〃
	۳۸	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا کہ گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہارے نیچے ایک نہر پیدا کر دی ہے۔	اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا	〃 〃
	۳۹	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کھجوریں	تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا	〃 〃
	۴۰	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھا کر گھر لانا۔	فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ	〃 〃
	۴۱	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا	يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا	〃 〃
حضرت مریم سے دفع تہمت کیلئے تائید غیبی	۴۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا اور فرمانا کہ میں نبی ہوں	اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا	مرزاجی کو ولادت کے قریب بچپن میں بولنا کہاں نصیب ہوا
مسیح موعود کا حلیہ	۴۳	وجیہہ ہونا	وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	یہاں تک سب علامات قرآن سے بیان کی گئی ہیں۔

	۴۴	قد وقامت درمیانہ	حدیث مندرجہ رسالہ التصریح نمبر ۱ بروایت ابوداؤد وابن ابی شیبہ و احمد و ابن حبان و صحیح ابن حجر فی الفتح	مرزا جی کا حلیہ اس کے خلاف تھا
	۴۵	رنگ سفید سرخی مائل	ایضاً	" "
	۴۶	بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی	حدیث نمبر ۱ کے حاشیہ پر حدیث بخاری	" "
	۴۷	بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں	حدیث نمبر ۱ ابوداؤد و احمد وغیرہما	" "
	۴۸	بال سیدھے ہوں گے پیچدار نہ ہوں گے	حدیث نمبر ۵ مسند احمد	" "
صحابہ میں آپکے مشابہ	۴۹	عروہ بن مسعود	حدیث نمبر ۶ مسلم، احمد، حاکم	" "
آپ کی خوراک	۵۰	لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں	حدیث نمبر ۲۰ رواہ الدیلمی	مرزا جی تو خوب بھونے ہوئے مرغ اور انڈے اڑاتے تھے
مسیح موعود کے خصائص	۵۱	مردوں کو بحکم خداوند زندہ کرنا	وَاُحْیِ الْمَوْتٰی	مرزا جی تو زندوں کو مارنے کی فکر میں تھے چنانچہ بہت سے لوگوں کے لئے مرنے کی دعائیں اور پیش گوئیاں کیں گو پوری نہ ہوئیں
	۵۲	برص کے بیمار کو شفا دینا	اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ (آل عمران)	مرزا جی سے تو ایک ابرص بھی اچھا نہ ہوا

	۵۳	مادرزاد اندھے کو بحکم الہٰی شفا دینا	اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ	مرزاجی سے تو ایک اندھا بھی اچھا نہ ہوا
	۵۴	مٹی کی چڑیوں میں بحکم الہٰی جان ڈالنا	فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ	مرزاجی کو یہ شرف کہاں نصیب
	۵۵	آدمیوں کے کھائے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا	وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (آل عمران)	″ ″
	۵۶	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں اُن کو بن دیکھے بتلا دینا	″ ″	″ ″
	۵۷	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الہٰی	وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ	″ ″
	۵۸	کفار کے نرغہ کے وقت آپکو آسمان پر زندہ اٹھانا	اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ	مرزاجی کی ناگفتہ بہ موت کا حال سب کو معلوم ہے
آخر زمانہ میں آپکا دوبارہ نزول	۵۹	قرب قیامت میں پھر آسمان سے اُترنا	حدیث ۱ سے ۴۵ تک تقریباً تمام احادیث میں صراحت ہے	مرزاجی کو یہ عزت کہاں نصیب
نزول کے وقت آپ کا لباس اور حلیہ	۶۰	دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوں گے	حدیث ۵ و ۱۰ مسلم و ابوداؤد وغیرہ	″ ″
	۶۱	آپکے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی	حدیث ۴۸ ابن عساکر	″ ″
	۶۲	آپ ایک زرہ پہنیں گے	حدیث ۶۸ درمنثور	شاید عمر بھر زرہ پہننے کی نوبت نہ آئی ہو

بوقتِ نزول آپ کے بعض حالات	۶۳	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے	حدیث ۵، مسلم، ابوداؤد، ترمذی احمد	مرزاجی کو اس عزت سے کیا واسطہ۔
	۶۴	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجّال کو قتل کریں گے	حدیث ۴۵ ابن عساکر	" "
	۶۵	اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی مر جائے گا	حدیث ۵ صحیح مسلم	مرزاجی کے سانس سے تو ایک کافر بھی نہ مرا
	۶۶	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی	" "	مرزاجی کا حال بداہۃً اس کے خلاف تھا۔
مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین و توضیح	۶۷	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا	حدیث ۵ مذکورہ	مرزاجی نے عمر بھر دمشق نہیں دیکھا
	۶۸	دمشق میں بھی سفید منارے کے پاس	" "	" "
	۶۹	دمشق کے بھی شرقی حصہ میں	" "	" "
کس وقت نازل ہوں گے	۷۰	نماز صبح کے وقت	حدیث ۱۶ احمد، حاکم ابن ابی شیبہ	" "
بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور اُن کی کیفیت	۷۱	مسلمانوں کی ایک جماعت جو دجّال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے	حدیث ۷ مسلم	مرزاجی کو ان چیزوں سے کیا واسطہ نہ یہاں کوئی مہدی نہ وہ دجّال جس کا مقابلہ حضرت مسیح کریں گے نہ اس سے لڑنے کا اس وقت کوئی سوال
	۷۲	ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوگی	حدیث ۶۹ دیلمی	مرزاجی کو ان چیزوں سے کیا واسطہ
	۷۳	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوں گے	حدیث ۷ مسلم	" "

	۷۴	اس وقت اس جماعت کے امام حضرت مہدی ہوں گے	حدیث ۲ ، ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۱۰۷ ، ۱۱۰ تا ۱۱۲ و ۱۱۵	〃 〃
	۷۵	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے	حدیث ۳ مسلم و احمد ۱۳ ابوداؤد و ابن ماجہ	مرزا جی کے حالات قطعاً اس کے خلاف تھے
	۷۶	جب مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انھیں کو امام بنائیں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ ، ابن حبان ابن خزیمہ	〃 〃
	۷۷	پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے	حدیث ۴۱ ابونعیم ، و ۱۳	〃 〃
بعد نزول کتنے دنوں دنیا میں رہینگے	۷۸	چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے	حدیث ۱۰ ابوداؤد ابن ابی شیبہ ، احمد ، ابن حبان ، ابن جریر	مرزا جی کی عمر بھی چالیس سال سے بہت زائد ہوئی
	۷۹	آپ بعد نزول نکاح کریں گے	حدیث ۶۳ فتح الباری و ۵۵ کنز العمال	〃 〃
	۸۰	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا	حدیث ۱۰۱ کتاب الخطط للمقریزی	مرزا جی کا نکاح اپنی قوم میں ہوا
	۸۱	بعد نزول آپ کی اولاد ہوگی	حدیث ۵۵ مذکور	
نزول کے بعد مسیح موعود کے کارنامے	۸۲	صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو اٹھادیں گے	حدیث ۱ بخاری و مسلم	مرزا جی کے زمانہ میں صلیب پرستی اور نصرانیت کی انتہائی ترقی ہوگئی

۸۳	خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے	حدیث ۱ بخاری و مسلم	مرزاجی کے زمانہ میں صلیب پرستی اور نصرانیت کی انتہائی ترقی ہو گئی
۸۴	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازۂ مسجد کھلوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہو گا	حدیث ۱۳	
۸۵	دجال اور اس کے اعوان یہودیوں کے ساتھ جہاد کرینگے	〃	مرزاجی نے جہاد خواب میں بھی نہ دیکھا
۸۶	دجال کو قتل فرمادیں گے	〃	مرزاجی کے نزدیک دجال انگریز ہیں اور ان میں سے ایک کو بھی قتل نہیں کیا
۸۷	قتل ارض فلسطین میں باب لُد کے پاس واقع ہو گا	〃	مرزاجی نے باب لُد کی صورت بھی نہیں دیکھی
۸۸	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	〃	مرزاجی کے آتے ہی (ان کے قول کے مطابق) ساری دنیا کافر ہو گئی
۸۹	جو یہودی باقی ہوں گے چن چن کر قتل کر دیئے جائیں گے	〃	مرزاجی کے زمانہ میں ایک یہودی بھی قتل نہ ہوا
۹۰	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	〃	مرزاجی کے زمانہ میں یہودی آرام سے بسر کرتے رہے
۹۱	یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے	〃	
۹۲	اسوقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے	حدیث ۲۱ ابوداؤد و احمد ابن ابی شیبہ، ابن حبان ابن جریر	مرزاجی کی برکت سے اسلام مٹنے لگا

	۹۳	اور جہاد موقوف ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا	حدیث ۱ البخاری و مسلم	مرزاجی کے عہد میں کافر بھی رہے اور جہاد بھی مسلمان کرتے رہے ہاں مرزاجی کو جہاد نصیب نہیں ہوا
	۹۴	اور اس لئے جزیہ اور خراج کا حکم بھی باقی نہ رہے گا	حدیث ۴ مسند احمد ۱۰ و ابوداؤد ۱۲ ابن ماجہ و ۳۶ مستدرک حاکم وغیرہ و ۱۵ مسند احمد	
	۹۵	مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا	حدیث ۱ البخاری و مسلم	مرزاجی کی برکت سے اتنا افلاس و فقر لوگوں میں بڑھا کہ فاقوں مرنے لگے
	۹۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے	حدیث ۴ مسلم، مسند احمد	پہلی نماز کے امام تو مہدی ہونگے جیسا کہ گذر چکا ہے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے
	۹۷	حضرت مسیح مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے	〃	مرزاجی نے شاید اس مقام کا نام بھی نہ سُنا ہو
	۹۸	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے	〃	مرزاجی دونوں سے محروم مرے
	۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر جائیں گے	حدیث ۴ تفسیر درمنثور بحوالہ حاکم و ابن جریر	مرزاجی اس سے بھی محروم رہے
	۱۰۰	آپ ان کو سلام کا جواب دیں گے	〃	مرزاجی کی ایسی قسمت کہاں تھی
مسیح موعود لوگوں کو کس مذہب پر چلائیں گے	۱۰۱	قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے	حدیث ۵۵ الاشاعۃ للشوکانی	مرزاجی تو احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالتے تھے۔
مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہری اور باطنی برکات	۱۰۲	ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات نازل ہوں گی	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد	مرزاجی کی برکت سے برکات کے بجائے آفات کی بارش ہوئی

	۱۰۳	سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا	حدیث ۱ بخاری ومسلم وحدیث ۱۳ ابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ	مرزا جی کے عہد میں بغض وحسد کی وہ کثرت ہوئی کہ الامان
	۱۰۴	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا	حدیث ۵ مذکور	مرزا جی کی برکات ان سب باتوں کے برعکس ہوئی جن کا مشاہدہ آج تک ہر شخص کر رہا ہے
	۱۰۵	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی	حدیث ۵ مذکور	″ ″
	۱۰۶	ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے گی	″	مرزا جی کی برکات ان سب باتوں کے برعکس ہوئیں جن کا مشاہدہ آج تک ہر شخص کر رہا ہے
	۱۰۷	ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائیگا	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ	″ ″
	۱۰۸	یہاں تک کہ اگر ایک بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ دیگا تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا	″	″ ″
	۱۰۹	ایک لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا	″	″ ″
	۱۱۰	بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسا کتا ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے	″	″ ″

	۱۱۱	ساری زمین امن و امان سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے	حدیث ۱۲ ابوداؤد ابن ماجہ	مرزاجی کی برکت سے ساری دنیا بدامنی سے بھر گئی۔
	۱۱۲	صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	〃	مرزاجی کے یہاں تو نبوت کا معیار مدار ہی صدقات کی وصولیابی ہے
یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی	۱۱۳	سات سال تک	حدیث ۱۶ مسلم و احمد وحاکم	یہاں تو ایک دن بھی نہ ہوئی
لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح موعود کے نزول سے کچھ پہلے پیش آئیں گے	۱۱۴	رومی لشکر مقام اعماق یا دابق میں اترے گا	حدیث ۷ مسلم	مرزاجی کے زمانہ میں ایسا نہ ہوا
	۱۱۵	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ سے ایک لشکر چلے گا	〃	〃 〃
	۱۱۶	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا	〃	مرزا صاحب نے ساری عمر یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے
	۱۱۷	اس جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے	〃	〃 〃
	۱۱۸	ایک تہائی حصہ شکست کھائیگا	〃	〃 〃
	۱۱۹	ایک تہائی شہید ہو جائے گا	〃	〃 〃
	۱۲۰	ایک تہائی فتح پائیں گے	〃	〃 〃
	۱۲۱	قسطنطنیہ فتح کریں گے	〃	〃 〃
پہلے خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا	۱۲۲	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی	〃	〃 〃

	۱۲۳	لیکن جب لوگ ملک شام میں واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	حدیث ۷ مسلم	″	″
اس زمانہ میں عرب کا حال	۱۲۴	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد و ابن ماجہ	″	″
لوگوں کے بقیہ حالات	۱۲۵	مسلمان دجال سے بچ کر افیق نامی گھاٹی میں جمع ہوجائیں گے	حدیث ۱۶ احمد حاکم، طبرانی	″	″
	۱۲۶	اس وقت مسلمان سخت فقروفاقہ میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھاجائیں گے	حدیث ۱۶ مذکور	″	″
	۱۲۷	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دیگا کہ تمھارا فریادرس آگیا	″	″	″
	۱۲۸	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے	″	″	″
	۱۲۹	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا	حدیث ۲۶ ابونعیم		مرزا جی جہاد کو مٹانے کے لئے آئے ہیں ان کو یہ کہاں نصیب
	۱۳۰	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا	″	″	″
	۱۳۱	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا	″		مرزا جی نے عمر بھر ملک شام دیکھا بھی نہیں۔

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج	۱۳۲	شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا	حدیث ۵ مسلم ابوداؤد، ترمذی احمد	مرزا جی اگرچہ خود ایک دجال تھے مگر یہ بڑا دجال ان کے زمانہ میں نہیں نکلا
دجال کی علامات	۱۳۳	اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا۔ ک۔ف۔ر	حدیث ۳۱ مسند احمد مستدرک حاکم	ان حالات کا کوئی شخص مرزا جی کے زمانہ میں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا
	۱۳۴	وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا	حدیث ۳۵ ابن ابی شیبہ	〃 〃
	۱۳۵	داہنی آنکھ میں سخت ناخنہ ہوگا	〃	〃 〃
	۱۳۶	تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جہاں وہ نہ پہنچے	حدیث ۳۱ مسند احمدؒ	〃 〃
	۱۳۷	البتہ حرمین مکہ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے	حدیث ۳۱ مسند احمدؒ	مرزا جی کے زمانہ میں ان میں سے ایک واقعہ بھی ہرگز رونما نہیں ہوا یہاں تک کہ اس میں کسی مرزائی کا مجاز و استعارہ کا کام نہیں دیسکتا
	۱۳۸	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے	حدیث ۱۳ و ۳۱ حاکم و احمد	〃 〃
	۱۳۹	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سبخہ (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھیریگا	حدیث ۱۳ مذکور وحدیث ۶۸ اخرجہ معمر	〃 〃

	۱۴۰	اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد عورت دجّال کے ساتھ جاملیں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد وغیرہ و ۶۸ اخرجہ معمر	〃	〃
	۱۴۱	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی	حدیث ۳۱ مسند احمد	〃	〃
	۱۴۲	اس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کی برابر اور دوسرا مہینہ بھر کی برابر اور تیسرا ہفتہ کی برابر ہوگا اور پھر باقی ایام عادت کے موافق	〃		کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزاجی کے زمانہ میں یہ واقعات پیش آئے۔
	۱۴۳	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا	حدیث ۳۱ احمد و حاکم	〃	〃
	۱۴۴	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے	〃	〃	〃
دجال کے حالات	۱۴۵	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہوجائے گی	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد	〃	〃
	۱۴۶	اور جب چاہے گا تو قحط پڑجائیگا	〃	〃	〃
	۱۴۷	مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کردے گا	حدیث ۳۸ طبرانی	〃	〃

۱۴۸	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	حدیث ۵ ابوداؤد مسلم، ترمذی وغیرہ	کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزا جی کے زمانہ میں ان حالات کا کوئی شخص پیدا ہوا
۱۴۹	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بیچ سے کر دے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا	〃	〃 〃
۱۵۰	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ، ابن حبان ابن خزیمہ	〃 〃
۱۵۱	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا ایک فرقہ اپنی کاشتکاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا	حدیث ۵، ابن ابی شیبہ عبد ابن حمید حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم	〃 〃
۱۵۲	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے	حدیث ۵، ابن ابی شیبہ عبد ابن حمید حاکم، بیہقی ابن ابی حاتم	〃 〃

	۱۵۳	اس لشکر میں ایک شخص ایک (سرخ) یا سیہ سفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا	حدیث ۵ ابن ابی شیبہ عبد بن حمید حاکم، بیہقی ابن ابی حاتم	کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزا جی کے زمانہ میں ان حالات کا کوئی شخص پیدا ہوا
دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست	۱۵۴	دجال جب حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں	حدیث ۱۳ مذکور	〃 〃
	۱۵۵	اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	〃	〃 〃
یاجوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات	۱۵۶	اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد ترمذی، احمد	کیا کوئی قادیانی بتلا سکتا ہے کہ مرزا جی کے زمانہ میں ان حالات میں سے ایک بھی پیش آیا
حضرت عیسیٰ کا مسلمانوں کو لیکر طور پر چلا جانا	۱۵۷	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو پہاڑ طور پر جمع فرما دیں گے	〃	〃 〃
	۱۵۸	یاجوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ	حدیث ۵ مسلم	〃 〃

		پر گزرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا	ترمذی، احمد	کیا کوئی قادیانی بتلا سکتا ہے کہ مرزاجی کے زمانہ میں ان حالات میں سے ایک بھی پیش آیا	
	۱۵۹	اس وقت ایک بیل کا سر لوگوں کے لئے سو دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط یا دنیا سے قلت رغبت کی وجہ سے)	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد ترمذی، احمد	〃	〃
یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمانا اور ان کی ہلاکت	۱۶۰	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے	〃		
	۱۶۱	اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے رہ جائیں گے	〃		
حضرت عیسیٰ کا جبل طور سے اترنا	۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبل طور سے زمین پر اتریں گے	〃	〃	〃
	۱۶۳	مگر تمام زمین یاجوج ماجوج کے مُردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی	〃	مرزاجی نے یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے	

	۱۶۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہوجائے	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی احمد	مرزا جی نے یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے
	۱۶۵	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دُھل جائے گی	”	” ”
	۱۶۶	پھر زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی	”	” ”
مسیح موعود کی وفات اور اس سے قبل و بعد کے حالات	۱۶۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشاعۃ	
	۱۶۸	اس کے بعد آپ کی وفات ہوجائے گی	حدیث ۵۵ و ۱۵ مسند احمد و حافظ	
	۱۶۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی	حدیث ۵۰، اخرجہ ابن عساکر و حدیث ۵۹ الدر المنثور	
	۱۷۰	لوگ حضرت عیسیٰ کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے	حدیث ۵۵ مذکور	
	۱۷۱	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہوجائے گا	”	

۱۷۲	پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اُٹھا لیا جائے گا	حدیث ۵۵ مذکورہ	مرزاجی نے یہ حالات خواب میں بھی نہیں دیکھے
۱۷۳	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تیس سال بعد ہوگا	〃	〃 〃
۱۷۴	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کسی پُورے نو مہینہ کی حاملہ کو معلوم نہیں کب ولادت ہو جائے	حدیث ۱۴۲ مسند احمد و مستدرک حاکم و ابن ماجہ وغیرہم	〃 〃
۱۷۵	اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہونگی	حدیث ۵۵ الاشاعۃ	



حصّہ دوم

نزولِ مسیحؑ کی احادیث متواترہ

(التصریح بما تواتر فی نزول المسیح کا اردو ترجمہ)

انتخاب احادیث:- حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح: مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب استاذ حدیث دار العلوم کراچی ۱۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

عرضِ مترجم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد اگلے صفحات میں ان احادیث متواترہ اور ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو ترجمہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں نزول اور دوسری علاماتِ قیامت کے متعلق ہیں جن کو والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے اپنے شیخ امام عصر حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق بنام التصریح بما تواتر فی نزول المسیح جمع فرمایا تھا، پہلی مرتبہ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی دوسری مرتبہ علامۂ عصر عبدالفتاح ابوغدہ حلبی شامی (تلمیذ علامہ کوثری مصری) نے تحقیق و تنقیح اور حواشی کے ساتھ اس کو بیروت سے شائع کیا، یہ کتاب عربی زبان میں تھی حضرت والد ماجد نے اس کا اردو ترجمہ لکھنے کے لئے مجھ ناکارہ کو مامور فرمایا تعمیل حکم کے لئے اپنی ناچیز کوشش ان صفحات میں پیش کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

۱۔ اصل کتاب ایک سو ایک حدیثوں پر مشتمل تھی جن میں سے ابتدائی چالیس احادیث تو ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق سب کی سب قوی سند سے ثابت بعض صحیح اور بعض حسن ہیں، ان میں کوئی حدیث ضعیف نہیں اور حدیث ۴۱ تا ۱۰۱ جن کتب حدیث سے لی گئی ہیں ان کے مؤلفین نے ان کے صحیح یا حسن وغیرہ ہونے کی تصریح نہیں کی بلکہ سکوت فرمایا ہے اور مؤلف مدظلہم کو بھی ان احادیث کی کما حقہ چھان بین کا موقع نہیں ملا اسی لئے ان احادیث کو مستقل عنوان کے ذریعہ ممتاز کر دیا گیا تھا تاکہ دوسرے علماء کرام ان کی تحقیق فرما سکیں۔

۲۔ جب شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم نے کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع

حَلَب (شام) سے شائع فرمایا تو دیگر تحقیقات کے ساتھ انھوں نے احادیث مرفوعہ کی حد تک یہ فریضہ بھی نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا یعنی احادیث مرفوعہ کی سندوں کے بارے میں محدثین کی ناقدانہ آراء کتاب کے حاشیہ میں جمع فرمادیں اور نہایت کاوش سے یہ نشاندہی کی کہ ان میں تین حدیثیں (یعنی حدیث نمبر ۴۸، نمبر ۵۰ و نمبر ۵۱) ضعیف اور چار (یعنی حدیث نمبر ۴۲ و نمبر ۴۳ و نمبر ۴۹ و نمبر ۶۰) موضوع ہیں اس کی کچھ تفصیل احقر نے حدیث نمبر ۴۱ سے ذرا پہلے اپنے حاشیہ میں بیان کی ہے اسے ضرور ملاحظہ فرمایا جائے۔

۳۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدّہ دامت برکاتہم کو اپنی تحقیق کے دوران نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مزید بیس حدیثیں مختلف کتابوں سے دستیاب ہوئیں جو انھوں نے حَلَبی ایڈیشن میں "تتمہ و استدراک" کے عنوان سے اضافہ فرمادیں مگر احقر نے ان میں سے صرف پندرہ حدیثیں اپنے ترجمہ میں لی ہیں جو بعنوان "تتمہ" آخر کتاب میں آئیں گی باقی پانچ حدیثیں ترجمہ میں نہیں لی گئیں جس کی وجہ وہیں بیان ہوگی۔

اس طرح اب جو مجموعۂ احادیث آپ کے سامنے ہے کل ایک سَو سولہ ۱۱۶ احادیث پر مشتمل ہے اس میں جو تین ضعیف اور چار موضوع حدیثیں آئی ہیں ان کی نشاندہی ہر مناسب مقام پر کردی گئی ہے باقی ایک سَو نو ۱۰۹ حدیثوں نے جو نزولِ عیسیٰ کے بارے میں قطعی طور پر متواتر ہیں اس اجماعی عقیدے کو ہر قسم کی تحریف و تاویل سے ہمیشہ کے لئے مامون و محفوظ کردیا ہے۔

اس کتاب کا اصل موضوع اگرچہ "نزولِ عیسیٰ" ہے لیکن یہ احادیث دیگر علاماتِ قیامت کی بھی بیشتر تفصیلات سے پر مشتمل ہیں جن کا مطالعہ ان شاء اللہ قلب کو نورِ ایمان اور خوفِ آخرت سے معمور کرے گا۔

اس کتاب کے حصۂ سوم میں احقر نے اُن تمام علاماتِ قیامت کو تفصیل سے ایک خاص انداز میں مرتب کردیا ہے۔

۴۔ حضرت والد ماجد مدظلہم نے طبع اوّل میں طویل احادیث کے صرف ان حصوں کو لیا تھا جو موضوع کتاب کے لئے ناگزیر تھے باقی اجزاء بخوفِ طوالت حذف فرما دیئے تھے پھر شیخ عبدالفتاح ابو غدّہ دامت برکاتہم نے طبع دوم میں احادیث کے متروک حصّے بھی شامل فرما دیئے اس طرح کتاب کی افادیت کے ساتھ ضخامت بھی دوچند ہوگئی۔

احقر نے ترجمہ میں بین بین راستہ اختیار کیا ہے کہ طبع اوّل کو تو بعینہٖ لے لیا اور طبع دوم کے اضافات میں سے صرف وہ حصّے لئے ہیں جو موضوع کتاب کے لئے مفید نظر آئے۔

۵۔ ترجمہ صرف احادیث کا کیا گیا ہے اصل کتاب میں حضرت والد ماجدؔ کا بصیرت افروز مقدمہ اور متنِ کتاب میں کہیں محدثانہ اصطلاحات، اور تبصرے بھی آئے ہیں جو علماءِ کرام ہی کے لئے ہیں اس لئے ان کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۶۔ طبع دوم کے حاشیہ میں شیخ ابو غدّہ دامت برکاتہم نے احادیث کی تخریج بھی کی ہے اور تمام حوالے بقید صفحات نہایت تفصیل سے دیئے ہیں مگر احقر نے ترجمہ میں صرف وہ حوالے ذکر کئے ہیں جو طبع دوم کے متن میں درج ہیں ورنہ کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا۔

۷۔ معاملہ چونکہ حدیث کا ہے اس لئے ترجمہ کو الفاظ کا پابند رکھنے کا خاص اہتمام کیا ہے ربط، توضیح یا محاورے کی مطابقت کے لئے ناگزیر اضافے قوسین میں کئے گئے ہیں تاکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی کوئی بات منسوب نہ ہو جو آپ نے اُس حدیث میں صراحۃً نہیں فرمائی پھر قوسین کے اضافے بھی قرآن وسنت کی روشنی میں نہایت احتیاط سے کئے گئے ہیں جہاں تشریح کے لئے تفصیل ضروری تھی وہ بقدرِ ضرورت حواشی میں دی گئی ہے۔

الفاظ کی ایسی پابندی کے ساتھ سلیس عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ کا کام جتنا مشکل ہو جاتا ہے اس کا اندازہ اہلِ علم ہی کر سکتے ہیں تاہم خامیوں کی اصلاح یا ان سے درگزر کی امید رکھتے ہوئے یہ ناچیز کوشش پیشِ خدمت ہے۔

۷۔ ناچیز نے اپنے حواشی میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی گراں بہا تحقیقات سے جگہ جگہ استفادہ کیا ہے ایسے مقامات پر حوالہ کے لئے لفظ "حاشیہ" لکھ دیا ہے اس سے شیخ ابوغدہ کا عربی حاشیہ مراد ہے اور جہاں دوسری کتابوں سے مدد لی ہے ان کا پورا حوالہ وہیں درج کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ناچیز کوشش کو شرف قبول بخشے اور ناظرین کے لئے مفید بنائے آمین۔

بندہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
خادم دارالافتاء و مدرس دارالعلوم کراچی ۱۴
ربیع الاول ۱۳۹۲ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث مرفوعہ

جنھیں محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے

۱۔ سعید بن المسیبؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں (اے امتِ محمدیہ) ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیب پرستی ختم کر دیں گے)، خنزیر[۱] کو قتل کریں گے، جنگ کا خاتمہ[۲] کر دیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا، اور (لوگ ایسے دیندار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔"

پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم (نزولِ عیسیٰ کی دلیل قرآنِ کریم میں دیکھنا) چاہو تو یہ آیت پڑھ[۳] لو "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَ

۱؎ تاکہ نصاریٰ کی تردید ہو جائے جو خنزیر حلال سمجھ کر کھاتے ہیں ۲؎ کیونکہ قتل دجال کے بعد جو کفار مقابلہ پر آئیں گے ختم کر دیئے جائیں گے اور جو باقی بچیں گے مسلمان ہو جائیں گے، دنیا میں فقط دین اسلام اور مسلمان باقی رہ جائیں گے، لہٰذا قتال و جہاد کی ضرورت ہی نہ رہے گی جیسا کہ اگلی احادیث میں صراحت آرہی ہے ۳؎ کیونکہ آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ابھی موت نہیں آئی بلکہ آئندہ زمانے میں آنے والی ہے، اور ظاہر ہے کہ موت دنیا میں نزول کے بعد ہی آئے گی، اس لئے کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے "مِنْہَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْہَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی" یعنی ہم نے تم سب انسانوں کو اسی زمین سے (بواسطہ آدمؑ) پیدا کیا، اور اسی میں ہم تم کو (موت کے بعد) لوٹائیں گے، اور حشر کے وقت اسی سے پھر دوبارہ ہم تم کو نکال لیں گے۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا "یعنی (اس زمانہ کے) تمام اہلِ کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق اُن کی موت سے پہلے کر دیں گے (کہ بیشک آپ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اُن اہلِ کتاب کے خلاف گواہی دیں گے (جنھوں نے اُن کو خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ، اور جنھوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود)۔۔۔۔ اور مسلم کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں) لوگوں میں باہمی عداوت اور کینہ و حسد ختم ہو جائے گا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ و مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمھارا اس وقت کیا حال ہو گا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور اس وقت تمھارا امام تم (امتِ محمدیہ) ہی میں سے ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری اُمت میں ایک جماعت (قربِ) قیامت تک حق کے لئے سربلندی کے ساتھ برسرِ پیکار رہے گی ۔۔۔ فرمایا ۔۔۔ پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا کہ آئیے نماز پڑھائیے" آپ فرمائیں گے نہیں اللہ نے اس اُمت کو اعزاز بخشا ہے اس لئے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں (مسلم و احمد)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ یہ آیت کی ایک تفسیر ہے جو حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے، اسی تفسیر کی رُو سے حدیث ۴ و ۶ و ۷ و ۸ میں بھی اس آیت کو نزولِ عیسیٰ کی دلیل قرار دیا گیا، مگر اس آیت کی ایک اور تفسیر بھی منقول ہے جو حدیث ۴۹ و ۵۰ میں آگے آئے گی ۲؎ دوسری احادیث مثلاً حدیث ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۷ و ۱۱۰ تا ۱۱۲ و ۱۱۵ میں صراحت ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت نمازِ فجر کی امامت کریں گے، مگر بعد کی نمازوں میں امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے، یہ بات حدیث ۴ سے بھی واضح ہو جائے گی (دو قد صرح بہ فی فیض الباری ایضاً ص ۴۴ ج ۴) نیز حدیث ۱۱۵ میں اس کی پوری صراحت ہے۔

نے ارشاد فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابن مریم فج الروحاء[۱] (کے مقام) پر حج کا یا عمرے کا یا دونوں کا تلبیہ ضرور پڑھیں گے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ تفصیل بھی ہے کہ "عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، نماز[۲] کی امامت کریں گے اور (لوگوں کو) اتنا مال دیں گے کہ لیا نہ جائے گا، خراج[۳] لینا بند کر دیں گے اور رَوحاء کے مقام پر (بھی) قیام کریں گے اور یہیں سے حج یا عمرہ یا دونوں کام کریں گے ــــــ یہ حدیث سُنا کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا[۴]" حضرت حنظلہ (جنھوں نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے سن کر روایت کی) کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا تھا کہ "تمام اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان کی تصدیق کر دیں گے"۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب (تفسیر بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے یا ابو ہریرہ رضؓ نے (اپنے اجتہاد سے) کہی ہے۔

یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ابن مریم حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور حج یا عمرے کو جاتے ہوئے مقام فجّ سے گزریں گے اور میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر بھی ضرور آئیں گے، حتیٰ کہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کو جواب دُوں گا،

---

[۱] مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک مقام جو مدینہ طیبہ سے چھ میل پر واقع ہے اسے صرف فج اور صرف "الرّوحاء" بھی کہتے ہیں (حاشیہ) [۲] حدیث ۲، ۳ میں گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت نماز کی امامت امام مہدی کریں گے لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد کی نمازوں میں امامت کریں گے حدیث ۱۱ میں یہ تفصیل وضاحت سے آئی ہے [۳] حدیث ۱۰، ۱۲، ۱۵ میں خراج کی بجائے جزیہ کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ خراج بھی بند کر دیا جائے گا، جزیہ بھی اور وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ٹیکس کافروں سے وصول کئے جاتے ہیں، اور اس وقت دنیا میں کوئی کافر نہ ہوگا جس سے یہ وصول کیے جائیں [۴] اس آیت کی تفسیر حدیث ۱ کے ضمن میں گذر چکی ہے اور آگے بھی حدیث ۷۸ تا ۸۰ میں بیان ہوگی۔

(یہ حدیث سُنا کر) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو[1]! اگر تم ان کو دیکھو تو اُن سے کہنا کہ ابو ہریرہؓ نے آپ کو سلام کہا ہے۔

۵۔ حضرت نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر فرمایا، اور اس کے (فتنہ) کے نشیب و فراز بتائے[2] اس بیان سے (بوجہ خوف کے) ہمیں یوں لگا جیسے دجّال قریبی نخلستان میں موجود ہو۔ ہم اس وقت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے چلے گئے، جب شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے (خوف کی) اس کیفیت کو بھانپ لیا جو ہم پر طاری تھی، اور پوچھا تمھارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ نے صبح دجّال کا ذکر فرمایا اور اس کے (فتنہ کے) نشیب و فراز بتائے حتیٰ کہ ہمیں ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے دجّال قریبی نخلستان میں موجود ہو، یہ سُن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تمھارے (اُمّت محمدیہ کے) بارے میں مجھے دجّال سے زیادہ دوسری[3] چیز کا ڈر ہے (کیونکہ) اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمھاری طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں موجود ہوں، (لہٰذا تمھیں فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وُہ

---

[1] عربی محاورے میں چھوٹے کو بطور شفقت کے بھتیجا کہہ دیتے ہیں، اگرچہ اُس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو ۱۲

[2] یہ "فخفّض فیہ ورفّع" کا ترجمہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "دجال کے بارے میں کچھ باتیں ایسی بتائیں جن سے اُس کا حقیر و ذلیل ہونا معلوم ہوتا تھا (مثلاً کانا ہونا وغیرہ) اور کچھ باتیں ایسی فرمائیں جن سے اس کے فتنہ کا عظیم ہونا معلوم ہوتا تھا، مثلاً اس کے حکم سے بارش ہونا اور قحط پڑنا وغیرہ" اور فخفّض فیہ ورفّع کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ دجال کے اس تذکرہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی آواز کبھی نیچی کرتے تھے کبھی اونچی، اس صورت میں اشارہ اس طرف ہوگا کہ یہ بیان دیر تک جاری رہا اور آپ نے اسے بہت اہمیت اور تفصیل سے ارشاد فرمایا، کیونکہ ایسی ہی حالت میں آواز کبھی پست اور کبھی بلند ہوتی ہے [3] وہ دوسری چیز ایک اور مستند حدیث میں بیان کی گئی ہے جیسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لئے دجّال سے زیادہ خوفناک چیز دوسری ہے اور وہ ہیں گمراہ کن لیڈر اور سربراہ (حاشیہ)

اُس زمانہ میں نکلا جب کہ میں تمہارے درمیان نہ ہوں گا (یعنی میری وفات کے بعد نکلا) تو ہر مردِ مسلم) اپنا دفاع خود کرے گا، میرے بعد اللہ (تو) ہر مسلمان کا حامی و ناصر ہے ہی۔ (دجّال کی علامات اور حالات پھر سُن لو) وہ جوان ہوگا، بال سخت پیچیدہ ہوں گے، اس کی آنکھ بے نور[۱] ہوگی، میرے خیال میں وہ عبد العزیٰ[۲] بن قطن کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو دجّال کو پائے وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی[۳] آیات پڑھ دے ـــــ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا اور دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا ـــــ اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا ـــــ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ وہ دنیا میں کتنے عرصے رہے گا؟ آپ نے فرمایا "چالیس روز، (جن میں سے) ایک دن ایک سال کی برابر، اور ایک دن ایک مہینہ کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا، اور باقی ایّام عام دنوں کے برابر ہوں گے ـــــ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ جو دن ایک سال کی برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے کیا ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں (بلکہ) تم ہر وقتِ نماز کے لئے اس کی مقدار کا

---

[۱] یہ طافئۃ کا ترجمہ ہے جس میں فا کے بعد ہمزہ ہے اور بعض مستند روایات میں طَافِیَۃٌ (فا کے بعد یا) ہے جس کے معنی ہیں "اُبھری ہوئی، باہر کو نکلی ہوئی"، علامہ نوویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ دونوں روایتیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی ایک آنکھ بے نور (طافئۃ) ہوگی اور ایک آنکھ انگور کی طرح باہر کو اُبھری ہوئی (طافیۃ) ہوگی ـــــ صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں جو متعدد احادیث مختلف الفاظ سے آئی ہیں اُن سے علامہ نوویؒ کی اس تحقیق کی تائید ہوتی ہے۔ نیز آگے حدیث ۳۵ میں بھی صراحت ہے کہ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور دائیں آنکھ باہر کو اُبھری ہوئی ہوگی اور اتنی صراحت حدیث ۷ میں بھی ہے کہ اس کی بائیں آنکھ ممسوح ہوگی یعنی ایسی بے نور ہوگی جیسے کسی نے ہاتھ پھیر کر اس کا نور بجھا دیا ہو۔

[۲] قبیلۂ خزاعہ کا ایک شخص جو زمانہ جاہلیت میں مرگیا تھا (حاشیہ)

[۳] مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات محفوظ رکھے گا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا، ایک دوسری روایت میں یہی مضمون سورۂ کہف کی آخری دس آیات کے بارے میں بھی ارشاد ہوا ہے اسی لئے علامہ طیبی نے فرمایا ہے کہ دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس یا آخری دس آیتیں یاد رکھے گا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا (حاشیہ)

اندازہ کر لیا کرنا[ل]

ہم نے کہا یارسول اللہ زمین پر اس کی رفتار کتنی تیز ہو گی؟ فرمایا بارش (کے اس بادل) کی طرح ہو گی جیسے پیچھے سے ہوا ہانک رہی ہو ——— پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں دعوت دے گا (کہ اسے اپنا خدا تسلیم کریں) وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے۔ پس وہ بادلوں کو حکم دے گا تو بادل بارش برسائیں گے، زمین کو حکم دے گا تو وہ (نباتات) اُگائے گی، چنانچہ ان کے مویشی (اونٹ وغیرہ جو صبح چرنے گئے تھے) شام کو اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے، تھن لبریز اور کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی۔ پھر ایک قوم کے پاس آکر ان کو (اپنے باطل دعوے کی طرف) بلائے گا، وُہ اُسے رد کر دیں گے تو دجّال وہاں سے چلا جائے گا مگر یہ لوگ صبح کو اس حالت میں اُٹھیں گے کہ ان میں قحط پھیل چکا ہو گا، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہ بچے گا ——— اور دجّال ایک ویران زمین سے گزرے گا تو اس سے کہے گا "اپنے خزانے اُگل دے" تو زمین کے خزانے (نکل کر) اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے پیچھے چلتی ہیں۔

پھر وہ ایک پُرشباب نوجوان کو بلائے گا اور اُسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے گا جتنا تیر مارنے والے اور اس کے نشانہ کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر وُہ اس نوجوان کو آواز دے گا پس نوجوان (زندہ ہو کر) ہنستا ہوا پُر رونق چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھے گا ——— ابھی یہ اسی (قسم کے) حال میں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا (جن کی

[ل] یعنی جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جتنا عام دنوں میں ظہر تک ہوتا ہے تو ظہر کی نماز پڑھ لو، پھر جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عصر و مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب پڑھ لو، اسی طرح عشاء اور فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب، اسی طرح اندازہ کر کر کے نمازیں پڑھتے رہو یہاں تک کہ وہ عجیب و غریب دن ختم ہو جائے۔ (حاشیہ بحوالہ نووی)

تفصیل یہ ہے کہ) وہ دمشق کے مشرقی جانب[1] سفید منارے کے پاس نزول فرمائیں گے، اس وقت وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں (ملبوس) ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اُس سے (پانی کے) قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے ایسے قطرے گریں گے جو چاندی کے دانوں کی طرح (چمکدار) اور موتیوں کی طرح (سفید) ہوں گے۔ آپ کے سانس کی ہوا جس کافر کو لگے گی اسی وقت مر جائے گا، اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے، حتیٰ کہ اُسے لُدّ[2] کے دروازے پر جا لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال (کے دھوکہ و فریب) سے محفوظ رکھا ہوگا، تو آپ ان کے چہروں سے (غبار سفر یا آثار رنج و مصیبت کو) پونچھ دیں گے، اور جنت میں ان کے درجات (عالیہ) کی خوش خبری سنائیں گے ـــــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے حالات میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ اب میں نے اپنے ایسے بندوں (یاجوج ماجوج) کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لہٰذا آپ میرے خاص بندوں (مومنین) کو کوہِ طور پر جمع کر لیجیے (عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے)

---

[1] علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے حافظ ابن کثیر رح کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک روایت میں "دمشق کے مشرقی جانب" کی بجائے "بیت المقدس" کا لفظ ہے اور ایک روایت میں "اُردن" اور ایک روایت میں مسلمانوں کی لشکر گاہ کا ذکر ہے کہ وہاں نازل ہوں گے، علامہ علی قاری نے "بیت المقدس" کی روایت کو ترجیح دی ہے جسے ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اگر آج کل بیت المقدس میں کوئی سفید منارہ نہ بھی ہو تو اُس وقت تک ضرور بن جائے گا (حاشیہ)

[2] فلسطین کا یہ مقام آج کل اسرائیل (یہودیوں) کے قبضہ میں ہے اس مقام پر یہودیوں کا ایئرپورٹ ہے اور لُدّہی کے نام سے مشہور ہے ۱۲ مترجم

اور اللہ تعالیٰ یاجوج[1] اور ماجوج کو (اتنی بڑی تعداد میں) بھیجے گا کہ وہ ہر بلندی سے (اتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث) پھسلتے ہوئے (معلوم) ہوں گے ـــــــ جب ان کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ[2] سے گذرے گا تو اُس کا سارا پانی پی کر ختم کر دے گا۔ اور جب اُن کا آخری حصہ وہاں سے گذرے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی تھا"

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السّلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور میں) محصور ہو جائیں گے، (اور اشیاء خورد و نوش کی قلت کے باعث) یہ نوبت آ جائے گی کہ ایک بیل کے سر کو سو دینار (اشرفیوں) سے بہتر سمجھا جائے گا۔ اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے پس اللہ ان کے اوپر (وبا کی صورت میں) ایک کیڑا مسلّط کر دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہوگا اُس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور سب کے سب دفعتہً ہلاک ہو جائیں گے۔

---

[1] یہ انسانوں ہی کے دو بڑے بڑے وحشی قبیلوں کے نام ہیں، قرآن حکیم میں ان کا ذکر سورۂ کہف اور سورہ انبیاء میں آیا ہے اور احادیث صحیحہ میں ان کی بعض تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ البتہ ان کے موجودہ محلِ وقوع کی صراحت قرآن و حدیث میں نہیں ملتی تاہم علامہ جمال الدین قاسمیؒ نے اپنی تفسیر "محاسن التاویل" میں بعض محققین کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ داغستان کے علاقہ قوقاز یعنی کوہ قاف کے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے پیچھے دو قبیلے پائے جاتے تھے ان میں سے ایک کا نام "آقوق" اور دوسرے کا نام "ماقوق" تھا، پھر عرب ان کو "یاجوج" اور "ماجوج" کہنے لگے۔ یہ دونوں قبیلے بہت سی امتوں میں معروف ہیں اور ان کا ذکر اہلِ کتاب کی کتابوں میں بھی آیا ہے، پھر ان دونوں قبیلوں کی نسل ہی سے روس اور ایشیا کی بہت سی قومیں پیدا ہوئیں (حاشیہ) احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ جغرافیہ کے مشہور مسلمان عالم شریف ادریسی (متوفی ۵۶۰ھ) نے جو دنیا کا نقشہ تیار کیا تھا اس میں بھی یاجوج ماجوج کا محل وقوع مشرق اقصیٰ کے بالکل آخری کنارے پر شمال کی جانب دکھایا ہے۔ اُن کے اور دنیا کی باقی آبادی کے درمیان طویل پہاڑی سلسلہ حائل ہے، صرف ایک راستہ نقشہ میں دکھایا ہے جہاں پہاڑ نہیں ہیں، اس علاقہ کے مغرب اور جنوب میں جو بستیاں اس نقشہ میں دکھائی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں رغوان، خرقان، شندران، منع قشان نجعہ، خاقان۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[2] اردن کا ایک مشہور دریا جو بیت المقدس سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر ہے۔ معجم البلدان یاقوت الحموی۔

پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (جبلِ طور سے) زمین پر اتریں گے تو انھیں زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہ ملے گی جسے یاجوج وماجوج (کی لاشوں) کی چکنائی اور تعفن نے بھر نہ دیا ہو۔ اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پھر) اللہ سے دُعا کریں گے جس کے نتیجہ میں اللہ ایسے (بڑے بڑے) پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی[۱] اونٹ کی گردنوں کی طرح ہوں گی یہ پرندے اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔

پھر اللہ ایسی بارش برسائے گا جس سے نہ کوئی مٹی کا گھر بچے گا نہ چمڑے کا کوئی خیمہ (یعنی یہ بارش مکانات والی بستیوں میں بھی ہوگی اور ان جنگلوں میں بھی جہاں خانہ بدوش خیموں میں رہتے ہیں) یہ بارش زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کر دے گی۔

پھر زمین سے (اللہ تعالیٰ کا) خطاب ہوگا کہ اپنی پیداوار اُگا اور اپنی برکت از سرِ نو ظاہر کر دے، چنانچہ اس زمانہ میں ایک انار (اتنا بڑا ہوگا کہ اُسے) آدمیوں کی ایک جماعت کھا سکے گی اور اُس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے، اور دُودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی گائے پورے قبیلہ کے لئے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔

لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیج دے گا جو ان کے بغلوں کے زیریں حصّہ میں اثر انداز ہو کر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے (نے کا سبب بنے) گی، اور (دنیا میں صرف) بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح (کھلّم کھلّا) زنا کیا کریں گے، چنانچہ قیامت انھی بدترین انسانوں پر آئے گی۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم، کنزالعمال وابن عساکر)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دجّال میری اُمّت میں نکلے گا، پس وہ چالیس . . . . . رہے گا

---

[۱] لمبی گردن والے اونٹوں کی ایک قسم جسے عربی میں بخت کہتے ہیں۔

—— مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن (فرمایا) یا چالیس مہینے، یا چالیس[1] سال —— پس اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیج دے گا جو عروہ ابن مسعود کے مشابہ ہوں گے۔ اور اُسے (دجال کو) تلاش کر کے ہلاک کر ڈالیں گے۔ پھر لوگ سات سال اس حالت میں گذاریں گے کہ کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی (مسلم، احمد، درمنثور بحوالہ مستدرک حاکم و کنز العمال، بحوالہ ابن عساکر)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور ہو کر رہے گا کہ اہلِ روم "اعماق[2] یا دابق" کے مقام پر پہنچ جائیں گے ان کی طرف مدینہ[3] سے ایک لشکر پیش قدمی کرے گا، جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہوں گے تو رومی کہیں گے کہ ہمارے جو آدمی قید کئے گئے ہیں (اور اب مسلمان ہو چکے

---

[1] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یاد نہیں رہا اس لئے اپنی لاعلمی کا اظہار فرمانا ضروری سمجھا ورنہ حدیث ۵ میں حضرت نواس بن سمعان کے بیان میں صراحت آچکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "چالیس دن" فرمایا تھا جن میں سے ایک دن ایک سال کی برابر، اور ایک دن ایک مہینے کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا اور باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

[2] ایک جلیل القدر صحابی [3] راوی حدیث کو شک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اعماق فرمایا تھا یا دابق اور اعماق اگرچہ جمع کا صیغہ ہے لیکن مراد اس سے "عمق" ہے اور "عمق" ایک مقام کا نام ہے جو "دابق" کے قریب اور حلب و انطاکیہ کے درمیان واقع ہے اور "دابق" ایک بستی کا نام ہے جو حلب کے قریب عزاز کے علاقہ میں بیان کی گئی ہے دابق اور حلب کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان للحموی) [4] حدیث میں لفظ "المدینہ" ہے جس سے مدینہ منورہ بھی مراد ہو سکتا ہے لیکن عربی میں چونکہ "مدینہ" کا لفظ ہر شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے یہاں اس سے شام کا مشہور شہر "حلب" ہی مراد ہو کیونکہ اعماق اور دابق کے قریب یہی بڑا شہر ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ بیت المقدس مراد ہے (حاشیہ) واللہ اعلم

ہیں) اُنھیں اور ہمیں تنہا چھوڑ دو ہم اُن سے جنگ کریں گے مسلمان کہیں گے کہ نہیں واللہ ہم ہرگز اپنے بھائیوں کو تمھارے حوالہ نہیں کریں گے" اس پر وہ ان سے جنگ کریں گے ۔ اب ایک تہائی مسلمان تو بھاگ کھڑے ہوں گے جن کی توبہ اللہ کبھی قبول نہ کرے گا (یعنی ان کو توبہ کی توفیق ہی نہ ہوگی) اور ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء (بہترین شہید) ہوں گے، اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح حاصل کرلیں گے (جس کے نتیجہ میں) یہ آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے ـــــ اس کے بعد جلد ہی یہ لوگ قسطنطنیہ[1] فتح کرلیں گے، ـــــــ اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکا کر ابھی یہ لوگ مال غنیمت تقسیم ہی کر رہے ہوں گے کہ شیطان ان میں چیخ کر یہ آواز لگائے گا کہ مسیح[2] (دجال) تمھارے پیچھے تمھارے گھر والوں (بستیوں) میں گھس گیا ہے۔

یہ سنتے ہی یہ لشکر (دجال کے مقابلہ کے لئے قسطنطنیہ) سے روانہ ہو جائے گا۔ اور یہ خبر (اگرچہ) غلط ہوگی لیکن جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے گا ابھی مسلمان جنگ کی تیاری اور صفیں درست کرنے ہی میں مشغول ہوں گے کہ نماز (فجر) کی اقامت ہو جائے گی اور فوراً ہی بعد عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے اور (مسلمانوں[3]

---

[1] ترکی کا مشہور شہر جسے آج کل استنبول کہا جاتا ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان)

[2] دجال کو بھی مسیح کہا جاتا ہے، مگر یہ لفظ جب دجال کے لئے استعمال ہو تو اس کے ساتھ لفظ دجال ملا کر "مسیح دجال" کہتے ہیں شاذ و نادر صرف "مسیح" بھی کہہ دیتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور دجال کو مسیح کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ "ممسوح العین" ہوگا یعنی اس کی داہنی آنکھ ایسی بے نور ہوگی جیسے اُسے کسی نے پونچھ کر صاف کردی ہو اور دوسری متعدد وجوہ علماء نے لکھی ہیں جو اسی کتاب (التصریح) کے عربی حاشیہ میں دیکھی جاسکتی ہیں

[3] حدیث کے لفظ فَأَمَّهُمْ کا اصل ترجمہ تو یہ ہے کہ "پس آپ ان کی امامت فرمائیں گے" اب اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ "اب آپ مسلمانوں کی قیادت اور امارت کے فرائض انجام دیں گے" اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ "اب آپ نمازمیں ان کی امامت کریں گے" اس پر اشکال ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶ پر

کے امیر کو) ان کی امامت (کا حکم) فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اُسے چھوڑ بھی دیتے تب بھی وُہ گھل گھل کر ہلاک ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ اسے انہی کے ہاتھ سے قتل کریں گے، اور وہ لوگوں کو اس کا خون دکھلائیں گے جو ان کے حربہ میں لگ گیا ہوگا۔

(صحیح مسلم)

۸۔ حضرت ابوحذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہو؟ حاضرین نے کہا قیامت کی باتیں کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو قیامت نہیں آئے گی پس آپ نے یہ (دس علامات) بیان فرمائیں دخان[1] (دھواں

بقیہ حاشیہ صـ۵۵ سے حدیث ۲ میں گذر چکا ہے کہ نزول کے وقت نماز کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ امام مہدی کریں گے، اس اشکال کے دو جواب ہو سکتے ہیں، ایک وہ جس کی طرف ہم نے متن کے ترجمہ میں قوسین کی عبارت بڑھا کر اشارہ کر دیا ہے کہ امامت فرمانے سے مراد امامت کا حکم دینا ہے کیونکہ عربی و اردو میں بکثرت کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو قتل کر دیا اور مراد یہ ہوتا ہے کہ قتل کا حکم دیا، اور دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس پہلی نماز کے بعد آئندہ کی نمازوں کی امامت مراد ہے

یعنی آئندہ نمازوں کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے، اگرچہ نزول کے وقت نماز کی امامت امام مہدی کریں گے۔ یہ بات حدیث ۲، ۲۱ میں بھی بیان ہو چکی ہے ۱۲ رفیع

حاشیہ صـ ھذا [1] حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کی روایات اور دوسری مستند احادیث سے ثابت کیا ہے کہ یہ دھواں قرب قیامت میں ظاہر ہوگا، اور فرمایا کہ قرآن حکیم میں سورۂ دخان کی اس آیت میں اسی دھویں کی خبر دی گئی ہے کہ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيمٌ (یعنی آپ کفار کے لئے اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان سے ایک نظر آنے والا دھواں آجائے جو ان پر چھا جائے گا یہ ایک دردناک عذاب ہوگا) تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ دھواں نکلے گا تو مومن کو تو صرف زکام سا محسوس ہوگا لیکن کفار اور منافقین کے کانوں میں گھس جائے گا جس سے ان کے سر ایسے سخت گرم ہو جائیں گے جیسے انھیں آگ پر بھون دیا گیا ہو، دخان کی یہ تفسیر دوسرے متعدد صحابہ کرام سے بھی منقول ہے بعض نے مرفوعاً بیان کی ہے بعض نے موقوفاً (حاشیہ)

دجال[۱]، دابۃ (یعنی دابۃ الارض[۱] جو نہایت عجیب و غریب جانور ہو گا) ۔ آفتاب کا مغرب[۲] سے طلوع[۲]، عیسیٰ ابن مریم[۵] کا نزول، یاجوج ماجوج[۴] اور زمین میں دھنس جانے کے تین

---

[۱] قرآن حکیم (سورۂ نمل) میں جو ارشاد ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ (یعنی جب وعدہ قیامت کا ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہو گا یعنی قیامت کا زمانہ قریب آپہنچے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا) اس آیت میں اسی دابۃ الارض کی خبر دی گئی ہے ۔ علامہ قرطبی نے روایات کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کافی عرصہ کے بعد جب دوبارہ اللہ کی نافرمانی اور کفر دنیا میں پھیلنے لگے گا اور دین اسلام کے اکثر حصے پر عمل ترک کر دیا جائیگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس جانور کو زمین سے نکالے گا جو مومن کو کافر سے ممتاز کر دے گا تاکہ کفار کفر سے اور فاسق اپنے فسق سے باز آجائیں، پھر یہ جانور غائب ہو جائے گا اور لوگوں کو سنبھلنے کی مہلت دی جائے گی مگر جب وہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے تو آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کا عظیم واقعہ پیش آجائے گا جس کے بعد کسی کافر یا فاسق کی توبہ قبول نہ ہو گی پھر اس کے بعد جلد ہی قیامت آجائے گی اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ دابۃ الارض کا واقعہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پیش آئے گا ۔ مگر حاکم (صاحب مستدرک) نے راجح اس کو قرار دیا ہے کہ دابۃ الارض اس کے بعد نکلے گا ۔ حاصل یہ کہ پہلے یا بعد میں ہونے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں ۔ واللہ اعلم (حاشیہ ملخصا) [۲] یہ علامت بھی قرآن حکیم (سورۂ انعام آیت ۱۵۸) میں بیان کی گئی ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِھَا خَیْرًا (یعنی جس روز آپ کے رب کی ایک بڑی نشانی آپہنچے گی اس روز کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئیگا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو، یا ایمان تو پہلے سے رکھتا ہو لیکن اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو بلکہ گناہوں میں مبتلا رہا ہو) چنانچہ صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک یہ واقعہ پیش نہ آجائے کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہو پس جب لوگ طلوع ہوتے ہی دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے (جو قبول نہ ہو گا) اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت کا یہی مطلب ہے (حاشیہ) [۳] قیامت کی اس علامت کو بھی قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے سورۂ انبیاء آیت ۹۶ میں ارشاد ہے "حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ الخ (یعنی حتیٰ کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے تیز رفتاری کے ساتھ اتریں گے اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہو گا ۔ الخ

(بڑے بڑے) واقعات، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر[1] کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (مسلم و ابو داؤد و الترمذی، و ابن ماجہ)

۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے (جہنم کی) آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی[2] اور ایک وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی کتاب الجہاد، و مسند احمد اور کنز العمال بحوالہ "المختارۃ" و مجمع الزوائد بحوالہ اوسط طبرانی یہ حدیث امام نسائی کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان کے یعنی عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ اُن کا قد و قامت میانہ اور رنگ سُرخ و سفید ہوگا ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب

---

[1] محشر جمع کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں مسند احمد، نسائی، ابو داؤد، ترمذی اور مستدرک حاکم میں صراحت ہے کہ محشر سے مراد ملک شام ہے کیونکہ اس آگ سے بھاگ کر مومنین ملک شام میں پناہ لیں گے ان روایات کی تفصیل عربی حاشیہ میں ملاحظہ کیجیے جو سب مرفوع اور درست ہیں۔

[2] ہندوستان پر سب سے پہلا جہاد تو پہلی صدی ہجری میں محمد بن قاسمؒ نے کیا جس میں بعض صحابہ اور اکثر تابعین کی شرکت نقل کی جاتی ہے اور اس کے بعد سے آج تک مختلف زمانوں میں ہندوستان کے کفار کے خلاف جہاد ہوتے رہے ہیں لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں ہندوستان پر جو جہاد کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اس سے مراد صرف پہلا جہاد ہے یا جتنے جہاد ہو چکے یا آئندہ ہوں گے وہ سب اس میں شامل ہیں؟ الفاظ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے الفاظ عام ہیں اس کو کسی خاص جہاد کے ساتھ مخصوص و مقید کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اسلئے جتنے جہاد کفار ہندوستان کے خلاف مختلف زمانوں میں ہوتے رہے یا آئندہ ہوں گے انشاء اللہ وہ سب اس عظیم الشان بشارت میں شامل ہیں، واللہ اعلم۔ مدیع

بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے، پس صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ لینا بند کر دیں گے! اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کو ختم کر دے گا، اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابو داؤد، و ابن ابی شیبہ، و مسند احمد، و صحیح ابن حبّان، و ابن جریر)

۱۱ - مجمّع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "ابن مریم دجّال کو باب لُدّ پر قتل کریں گے" اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے، اور مسند احمد میں یہ حدیث چار سندوں سے آئی ہے۔ ایک سند میں یہ الفاظ ہیں کہ "باب لُدّ کی جانب میں قتل کریں گے"۔

۱۲ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی پس (وہ نازل ہو کر) صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ لینا بند کر دیں گے، اور مال (پانی کی طرح) بہائیں گے حتّٰی کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔

(ابن ماجہ و مسند احمد)

۱۳ - حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا جس کا اکثر حصّہ حدیثِ دجّال پر مشتمل تھا آپ نے ہمیں

ف۱ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مزید علامات یہ بیان فرمائی گئی ہیں "رَجُلٌ آدم كأحسن ما أنت راءٍ من أُدم الرجال سبط الشعر له لِمّة كأحسن ما أنت راءٍ من اللمم تضرب لِمّته بين منكبيه يقطر رأسه ماءً ربعةٌ أحمر كأنما خرج من ديماس" یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہایت حسین گندمی رنگ کے ہونگے بال بہت گھنگرالے نہیں ہونگے، بالوں کی لمبائی شانوں تک ہوگی سر سے پانی ٹپکتا ہوگا معتدل جسم قامت کے ہونگے سرخی مائل رنگ ہوگا جیسے ابھی حمّام سے (غسل کر کے) آئے ہوں (عربی حاشیہ بر حدیث ۵)

اس سے خبردار کیا اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ

"جب سے اللہ نے ذریتِ آدم کو پیدا کیا دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت، (اس لیئے) وہ لامحالہ تمھارے ہی اندر نکلے گا، اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا، اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا، وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا میں تمھارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کئے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعوے کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمھارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آرہا ہوگا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے، (تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں') اور (دوسری یہ کہ) وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمھارا رب کانا نہیں، (تیسری یہ کہ) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اس کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک جنت اور ایک آگ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی آگ جنت ہوگی اور جنت آگ ہوگی[1]۔ پس جو شخص اس کی آگ میں مبتلا ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی

---

[1] یعنی یا تو دجال کے سحر اور نظر بندی کی وجہ سے وہ لوگوں کو برعکس دکھائی دے گی کہ باہر سے دیکھنے والا آگ کو جنت اور جنت کو آگ سمجھے گا، یا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی جنت کو باطنی طور پر آگ بنادیگا اور آگ کو باطنی طور پر جنت بنادے گا (حاشیہ بحوالہ فتح الباری)

ابتدائی آیات[1] پڑھے۔ ایسا کرنے سے وہ آگ اس کے لیئے اسی طرح ٹھنڈی اور بے ضرر ہو جائے گی جس طرح ابراہیم (علیہ السلام) پر ہو گئی تھی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ "اگر تیرے (مردہ) ماں باپ کو میں زندہ کر دوں تو کیا تو شہادت دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا ہاں (میں شہادت دوں گا) بس دیہاتی کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے اور کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی پیروی کر یہ تیرا رب ہے۔

اُس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اُسے (اللہ کی طرف سے مؤمنین کی آزمائش کے لیئے) ایک (مومن) شخص پر قدرت دی جائے گی پس وہ اس شخص کو قتل کر دے گا اور آرے سے چیر کر اس کے دونوں ٹکڑے الگ الگ ڈال دے گا، پھر (لوگوں سے) کہے گا دیکھو میرے اس "بندے" کی طرف میں اسے ابھی زندہ کروں گا اور یہ پھر کہے گا کہ اُس کا رب میرے سوا کوئی اور ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرما دیں گے اور خبیث (دجّال) اس سے کہے گا "بتا تیرا رب کون ہے؟" وہ کہیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجّال ہے، خدا کی قسم (تیرے دجال ہونے کا) جتنا یقین مجھے آج ہے اتنا کبھی نہیں تھا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائیں گے، اور زمین کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کا گذر ایک بستی پر ہوگا، بستی کے لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے، اور ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک بستی سے گذرے گا وہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے تو وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا، بادل بارش برسائیں گے اور زمین کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی، حتّٰی کہ اسی روز شام کو جب اُن کے مویشی چرنے کے بعد واپس آئیں گے تو وہ خوب موٹے اور فربہ ہوں گے، ان کی کوکھیں بھری ہوں گی اور تھن دودھ سے لبریز ہوں گے۔

---

[1] ان آیات کی تفصیل حدیث ۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے ۱۲

مکہ اور مدینہ کے علاوہ زمین کا کوئی علاقہ ایسا باقی نہ رہے گا جو اس کے پاؤں تلے نہ آیا ہو اور جس پر اس کا ظہور نہ ہوا ہو، البتہ جس درّہ سے بھی وہ مکہ یا مدینہ آنا چاہے گا فرشتے ننگی تلواریں لئے اس کے سامنے آجائیں گے، (اور وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے گا) چنانچہ وہ کھاری زمین کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس پڑاؤ ڈال دیگا، اب مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے جن کے باعث ہر منافق مرد و عورت مدینہ (طیبہ) سے نکل کر دجال سے جا ملے گا (ان زلزلوں کے ذریعہ) مدینہ طیبہ گندگی (منافقوں) کو اپنے سے اسی طرح دور کر دے گا جس طرح لوہار کی دھونکنی (جس سے آگ کو ہوا دی جاتی ہے) لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے (اسی لئے) اس دن کو "یوم نجات" کہا جائے گا۔

(یہ حالات سُن کر) ام شریک بنت ابی العکر (ایک جلیلۃ القدر صحابیہ) نے عرض کی کہ یارسول اللہ عرب اس زمانہ میں کہاں[۱] ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ عرب اس زمانہ میں تھوڑے ہوں گے، اور ان میں سے اکثر بیت المقدس میں ہوں گے، ان کا امام (پیشوا) ایک مرد صالح ہوگا (اور ایک دن یہ واقعہ ہوگا کہ) ان کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا ہی ہوگا کہ اُن میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے، چنانچہ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ نماز پڑھانے کے لئے عیسیٰ (علیہ السلام) کو آگے کرے مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کے کاندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے۔ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ نماز کی اقامت تمہارے ہی لئے ہوئی ہے[۲]، لہٰذا (اس وقت) مسلمانوں کو ان کا امام ہی نماز پڑھائے گا۔

جب امام نماز پڑھا کر فارغ ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "دروازہ کھولو"

---

[۱] مقصد سوال کا یہ تھا کہ عرب تو نہایت بہادری اور جانبازی سے اسلام کا دفاع کرنے والے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے دجال کو اتنا فساد پھیلانے کا موقع کیسے مل جائے گا؟ [۲] اس سے نماز باجماعت کا ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی امامت کا اہل شخص نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ جائے اور اقامت پڑھی جا چکی، اس وقت کوئی اس سے افضل شخص آجائے تو اس افضل کو چاہیئے کہ پہلے امام کے بلانے کے باوجود آگے نہ بڑھے اور پہلے امام ہی کے پیچھے نماز پڑھے۔ ۱۲

دروازہ[1] کھول دیا جائے گا، اس کے پیچھے دجّال ہوگا اور اس کے ساتھ ستّر ہزار یہودی ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے پاس زیور سے آراستہ تلوار اور ساج (ایک قیمتی دبیز کپڑے) کا لباس ہوگا، جب دجّال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے، اور بھاگ کھڑا ہوگا، عیسیٰ (علیہ السلام) اس سے فرمائیں گے کہ میری ایک ایسی ضرب تیرے لئے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو نکل نہیں سکتا، چنانچہ وہ اُسے "لُدّ" کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، پس اللہ یہودیوں کو شکست دے گا" اور اللہ کی مخلوق میں سے جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپنا چاہے گا خواہ پتھر ہو یا درخت، دیوار ہو یا جانور ہو اللہ اُسے گویائی عطا فرمادے گا، اور وہ پکارے گی کہ "اے مسلمان بندۂ خدا یہ یہودی ہے، آکر اسے قتل کر ڈال[2] اور اسی حدیث میں چند سطروں کے بعد ہے کہ)

اور عیسیٰ علیہ السلام (سرکاری طور پر) زکوٰۃ لینا چھوڑ دیں گے، پس نہ بکری کی زکوٰۃ وصول کی جائے گی نہ اونٹ کی (کیونکہ سب مالدار ہوں گے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہیگا) دو بغض وعداوت ختم ہو جائے گی، اور ہر زہریلے جانور کا زہر نکال دیا جائے گا حتّی کہ چھوٹا بچّہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا تو سانپ گزند نہ پہنچائے گا، اور چھوٹی بچّی شیر کا منہ اپنے ہاتھ سے کھولے گی تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا، اور بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیا اس طرح رہے گا جیسے ان کی حفاظت کرنے والا کتا، زمین امن و امان سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے اور کلمہ (سب کا) ایک ہوگا، پس اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی[2] الخ

(ابن ماجہ، ابوداؤد، وابن خزیمۃ والحاکم)

---

[1] اللہ ہی جانتا ہے کس چیز کا دروازہ مراد ہے؟ شیخ ابو الفتاح ابو غدہ مدظلہم نے اپنے حاشیہ میں مسجد کا دروازہ مراد لیا ہے ۱۲ [2] آگے اس حدیث میں مزید تفصیلات ہیں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے بقصدِ اختصار آخری حصّہ ذکر نہیں فرمایا جن حضرات کو شوق ہو وہ اس کتاب کے شامی ایڈیشن میں یہ حصّہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ناشر نے اس میں شامل کر دیا ہے ۱۲

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انھوں نے اس معاملہ میں ابراہیم (علیہ السلام) سے رجوع کیا (کہ وہ وقتِ قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) (حضرت) ابراہیم نے فرمایا کہ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں" پھر (حضرت) موسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے بھی فرمایا کہ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں" پھر (حضرت) عیسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے فرمایا جہاں تک وقتِ قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، یہ بات تو اتنی ہی ہے، البتہ جو عہد پروردگار عزّ وجلّ نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجّال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پس اللہ اس کو ہلاک کریگا یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مردِ مسلم میرے نیچے ایک کافر (چھپا ہوا) ہے، آکر اُسے قتل کر دے، چنانچہ اللہ اُن سب (کافروں) کو ہلاک کر دے گا۔

پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے تو اُس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے جو (کثرۃ اور تیز رفتاری کے باعث) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے، وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر اُن کا گذر ہوگا اس کا خاتمہ کر دیں گے، جس پانی (نہر، چشمہ، کنوئیں یا دریا وغیرہ) سے گذریں گے اُسے پی کر ختم کر دیں گے۔

پھر لوگ میرے پاس آکر اُن کی شکایت کریں گے، میں اللہ سے ان کے بارے میں بد دعا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے گا اور مار ڈالے گا، حتّٰی کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہو جائے گی، اب اللہ عزّ وجلّ بارش برسائے گا جو ان کی لاشیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

(راوی فرماتے ہیں کہ آگے اس حدیث کا کچھ حصّہ میری سمجھ میں نہیں آیا، ایک دوسرے راوی یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ پوری بات یہ تھی کہ) پھر پہاڑ ڈھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا (کر سیدھی کر) دی جائے گی، (پھر اصل راوی کہتے ہیں کہ) عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا "پس جن امور کا عہد میرے رب نے مجھ سے کیا ہے اُن میں یہ بھی ہے کہ جب ایسا ہو چکے تو قیامت کا حال پورے دنوں کی اُس گابھن (حاملہ) کی طرح ہو گا جس کے مالک نہیں جانتے کہ وہ دن یا رات میں کب اچانک بچّہ دیدیگی (مسند احمد، حاکم، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، فتح الباری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی، الدر المنثور)۔

۱۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سب انبیاء باپ شریک بھائیوں کی طرح ہیں، کہ ان سب کا دین ایک اور مائیں (شریعتیں)[1] جدا جدا ہیں۔ اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، ــــــ وہ نازل ہوں گے جب تم انھیں دیکھو تو پہچان لینا، (ان کی پہچان یہ ہے) وہ درمیانہ قدوقامت کے ہوں گے، رنگ سُرخ و سفید ہو گا، بال سیدھے اور ایسے (صاف اور چمکدار) ہوں گے کہ وہ اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب بھی یوں معلوم ہو گا جیسے ابھی اُن سے پانی ٹپک رہا ہو۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے، پس وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے، تمام ملّتوں کو معطّل کر دیں گے، حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ اُن کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کا خاتمہ کر دے گا، اور اللہ ان کے زمانہ میں کذّاب مسیح دجال کو ہلاک کرے گا اور زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہو گا، حتّٰی کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ ایک جگہ چرا کریں گے۔ بچّے اور لڑکے سانپوں سے کھیلیں گے کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے گا،

پس عیسیٰ علیہ السلام جب تک اللہ چاہے گا دنیا میں رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اُنھیں دفن کریں گے (مسند احمدؒ)

۱۶۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جس کی تفصیل)

---

[1] دین کو باپ سے اور شریعت کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ اصل دین یعنی عقائد سب انبیاء کے ایک تھے، البتہ شریعت یعنی فقہی مسائل مختلف امتوں میں مختلف رہے ۱۲ ر ف

ابونضرہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے روز عثمان بن ابی العاص رضؓ کے پاس اس غرض سے آئے کہ اپنا ایک نسخہ (جو حدیث یا قرآن حکیم کا تھا) ان کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں (کہ ہمارے نسخہ میں کوئی غلطی تو نہیں) پس جب جمعہ کا وقت ہوا تو انھوں نے ہمیں غسل کرنے کا حکم دیا، غسل کے بعد ہمارے پاس خوشبو لائی گئی وہ لگا کر ہم مسجد چلے گئے اور وہاں ایک شخص کے پاس جا بیٹھے جس نے ہمیں دجال کے بارے میں حدیث سنائی۔

پھر عثمان بن ابی العاصؓ آئے تو ہم اُٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھے۔ اب انھوں (عثمان بن ابی العاصؓ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ایک شہر تو دو سمندروں[۱] کے ملنے کی جگہ پر واقع ہوگا ایک شہر حیرہ[۲] کے مقام پر ہوگا اور ایک شہر شام[۳] میں پس تین بار (ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ) لوگ گھبرا اُٹھیں گے پھر جلد ہی لوگوں کے برابر میں دجال نکل آئے گا پس وہ مشرق کی طرف کے لوگوں کو شکست دیدے گا، اور سب سے پہلے اس شہر میں وارد ہوگا جو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے اور اہل شہر کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ یہ کہہ کر وہیں رہ جائے گا کہ دیکھیں دجّال کون ہے اور کیا کرتا ہے، اور ایک گروہ دیہات میں منتقل ہو جائے گا، اور ایک گروہ برابر والے شہر میں منتقل ہو جائے گا، اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے جن کے اوپر طیلسان (ایک خاص قسم کی عجمی دبیز چادر) ہوگی، اس کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے، پھر دجال اس شہر کے قریب والے

---

[۱] بظاہر بحر روم اور بحر فارس مراد ہیں (حاشیہ) [۲] حیرہ عراق کا وہ علاقہ ہے جس کے قریب ہی صحابہؓ کے دور میں شہر کوفہ آباد ہوا (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان)۔

[۳] آج کل صرف "سُوریہ" کو شام کہا جاتا ہے جس کا دار الحکومت "دمشق" ہے لیکن پہلے ملک شام بہت بڑا تھا، طول میں دریائے فرات (عراق) سے العریش تک (جہاں سے مصر شروع ہوتا ہے) اور عرض میں جزیرہ نمائے عرب سے بحر روم تک پھیلا ہوا تھا، اردن، فلسطین، لبنان، موجودہ سوریہ، دمشق، بیت المقدس، طرابلس، انطاکیہ سب اسی کے حصے تھے (معجم البلدان لیاقوت ص ۳۱۲ ج ۱) لہٰذا احادیث میں شام سے اصل ملک شام مراد ہے صرف سوریہ نہیں۔ رفیع۔

شہر میں آئے گا، اس شہر کے باشندوں کے (بھی) تین گروہ ہو جائیں گے، ایک گروہ کہیگا کہ "دیکھیں دجّال کون ہے! اور کیا کرتا ہے"، اور ایک گروہ دیہات میں چلا جائے گا، اور ایک گروہ قریب والے اس شہر میں چلا جائے گا جو شام کی مغربی جانب میں ہو گا۔

اور (بالآخر) مسلمان اَفیق[1] نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، اور اپنے مویشی (چرنے کے لئے) بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے، ان کو یہ نقصان بہت شاق گذرے گا، اور شدید بھوک اور سخت مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے حتّٰی کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلّہ جلا کر کھائیں گے یہ اسی حال میں ہوں گے کہ سحَر کے وقت کوئی پکارنے والا تین بار یہ آواز لگائے گا کہ "اے لوگو تمھارے پاس فریاد رس آ پہنچا" یہ سن کر لوگ آپس میں کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے آدمی کی آواز ہے!

اور نمازِ فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا "یا روح اللہ آگے آکر نماز پڑھائیے" وہ فرمائیں گے کہ اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں (اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ) پس مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر اپنا حربہ سنبھالیں گے اور دجّال کی طرف روانہ ہو جائیں گے دجّال اُن کو دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا، پس عیسیٰ علیہ السّلام اپنا حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ مار کر اُسے قتل کر ڈالیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا جائیں گے، اُس دن اُن میں سے کسی کو بھی کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھپائے گی حتّٰی کہ درخت کہے گا "اے مومن یہ کافر ہے" اور پتھر کہے گا "اے مومن یہ کافر ہے" ——— (مسند احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم والدر المنثور)

۱۷۔ حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران ایک طویل حدیث بیان کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ "پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسوفِ[2] شمس کی نماز سے فارغ ہو کر) سلام پھیر دیا، پس آپ نے اللہ کی حمد

---

[1] یہ دو میل لمبی گھاٹی اردن میں واقع ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان لیاقوت)

[2] سورج کا گرہن ہونا ۱۲

وثنا فرمائی اور کلمۂ شہادت پڑھا، پھر فرمایا کہ:

اے لوگو، میں بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اگر تم یہ محسوس کرتے ہو کہ میں نے اپنے رب کی تبلیغ رسالت میں کوئی کوتاہی کی ہے تو تم نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی تاکہ میں تبلیغِ رسالت اس طرح کرتا جس طرح کہ کرنی چاہیئے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تبلیغِ رسالت کر دی ہے تو اس کی بھی تم نے مجھے خبر نہیں کی، (خلاصہ یہ کہ تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے جو پیغامات میں نے تم کو پہنچائے وہ تم سمجھ گئے ہو یا نہیں ؟) لوگ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار کی تعلیمات پہنچا دی ہیں، اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی ہے اور جو فریضہ آپ کے اوپر تھا ادا کر دیا ہے، پھر لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا

امابعد:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آفتاب اور ماہتاب کا گرہن ہونا اور ان ستاروں کا اپنے اپنے مَطلع سے ہٹ جانا اہلِ زمین کے بڑے بڑے لوگوں کی موت کے باعث ہوتا ہے، انھوں نے جھوٹ کہا، اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ایک قسم کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تاکہ یہ دیکھے کہ ان میں سے کون توبہ کرتا ہے، بخدا جس وقت میں نماز میں کھڑا تھا اس وقت میں نے اُن (بڑے بڑے) واقعات کو دیکھا ہے جو تمھیں دنیا و آخرت میں پیش آنے والے ہیں۔

خروج دجال

اور بخدا جب تک تیس کذّاب ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی، ان میں آخری کذّاب کانا دجّال ہوگا جس کی بائیں آنکھ ابو تحییٰ (ایک انصاری بزرگ صحابی) کی آنکھ کی طرح ممسوحؔ ہوگی۔ جب وہ نکلے گا تو خدائی کا دعویٰ کرے گا، پس جو شخص اس پر ایمان لے آئے گا اور اس کی تصدیق اور پیروی کرے گا اُسے پچھلا کوئی نیک عمل نفع نہ

ؔ ممسوح وہ چیز جس پر ہاتھ پھیر دیا گیا ہو مطلب یہ کہ اس کی بائیں آنکھ ایسی بے نور ہوگی جیسے ہاتھ پھیر کر اس کا نور بُجھا دیا گیا ہو۔ بعض مستند روایات میں جو ہے کہ اس کی آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوگی

بقیہ ص ۶۹ پر

دے گا (مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے سارے نیک اعمال باطل اور بے کار ہو جائیں گے) اور جو شخص اس کی نافرمانی اور تکذیب کرے گا اس کو پچھلے کسی دبُرے عمل کی سزا نہ دی جائے گی (یعنی اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔

دجّال حرم (یعنی مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین پر مسلط ہو گا اور مؤمنین کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا، جو سخت پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ پس ان میں صبح کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام (تشریف فرما) ہوں گے، پس اللہ دجّال اور اس کے لشکروں کو شکست دے دے گا۔ حتّٰی کہ دیوار کی بنیاد اور درخت کی جڑ بھی آواز دے گی کہ "اے مومن میری آڑ میں یہ کافر چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کر دے"

اور وہ واقعہ (قیامت کا) پیش نہیں آئے گا جب تک کہ تم ایسے واقعات نہ دیکھ لو جو تمہارے نزدیک بہت بڑے ہوں گے۔ تم اس وقت ایک دوسرے سے پوچھا کرو گے کہ کیا تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اس واقعہ کے بارے میں کچھ فرمایا تھا؟

نیز (قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی) جب تک کہ پہاڑ اپنے مرکزوں سے نہ ہٹ جائیں پھر اس کے بعد قبضِ (ارواح) ہو گا (یعنی قیامت آجائے گی) یہاں آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

ثعلبۃ بن عبّاد (جنھوں نے یہ حدیث حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے سُنی) فرماتے ہیں کہ میں پھر (حضرت سمرۃ بن جندب کے) ایک اور خطبہ میں حاضر ہوا تو اس میں بھی انھوں نے یہ حدیث بیان کی نہ کسی لفظ کو مقدّم[۱] کیا نہ مؤخّر

(مستدرک حاکم، و مسند احمد، و الدرالمنثور، و ابن خزیمہ، و طحاوی، و ابن حبان و ابن جریر)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸: اس سے مراد اس کی دائیں آنکھ ہے آگے حدیث ۵ میں اس کی صراحت آرہی ہے خلاصہ یہ کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی بائیں آنکھ ممسوح (بے نور بھی ہوئی) ہو گی جسے حدیث ۵ میں طَافِئَۃ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دائیں آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہو گی جس کے بارے میں حدیث ۵ میں "بعینہ الیمنی ظفرۃ غَلِیْظَۃ" فرمایا گیا ہے حاشیہ صفحہ ۶۹ ھذا [۱] حضراتِ صحابہ کرام اور محدثین کی یہ غایت درجہ احتیاط اور قوت حافظہ کی دلیل ہے کہ حدیث کے الفاظ میں کسی تقدیم و تاخیر سے بھی اجتناب فرماتے تھے فجزاہم اللہ احسن الجزاء

(کنز العمال، ابوداؤد، نسائی، ترمذی و ابن ماجہ، اور بخاریؒ نے بھی یہ حدیث اختصار کے ساتھ بیان کی ہے)۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے دورِ اوّل میں میں ہوں اور آخری دور میں عیسیٰ (علیہ السلام)۔ (حاکم، کنز العمال، الدر المنثور، مشکوٰۃ، نسائی)

۱۹۔ جلیل القدر تابعی حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ ایسی امت کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ (علیہ السلام)"۔ (ابن ابی شیبہ، الحکیم الترمذی، الحاکم، والدر المنثور)۔

۲۰۔ حضرت ابوالطفیل اللیثی فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ میں تھا تو یہ افواہ اُڑی کہ دجّال نکل آیا، ہم حضرت حذیفہؓ بن اسید (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور میں نے کہا کہ "یہ دجّال تو نکل آیا ہے" آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، اتنے میں اعلان ہوا کہ یہ ایک کذّاب کا جھوٹ ہے۔

پس (حضرت) حذیفہؓ نے فرمایا کہ دجّال اگر تمھارے زمانہ میں نکلتا تو بچے اسے کنکریاں مارتے وہ تو ایسے زمانہ میں نکلے گا۔ جب اچھے لوگ کم رہ جائیں گے، دین میں کمزوری آجائے گی، اور آپس کی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی، پس وہ ہر گھاٹ پر اُترے گا اور (مسافتیں اتنی تیز رفتاری سے قطع کرے گا کہ گویا) اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے گی جیسے کہ مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ مدینہ (کے آس پاس) آئے گا بیرونِ مدینہ پر اُس کا غلبہ ہوجائے گا اور اندرون مدینہ سے اُسے روک دیا جائے گا[1] پھر وہ ایلیا (بیت المقدس) کے پہاڑ تک آئے گا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اس سرکش سے جنگ کرنے میں تم کس کا انتظار کر رہے ہو (اس کا مقابلہ کرو) یہاں تک کہ تم اللہ سے جا ملو، یا فتح یاب ہوجاؤ پس مسلمان طے کرلیں گے کہ صبح ہوتے ہی اُس سے جنگ کریں گے، اب مسلمان اس حال میں صبح

---

[1] احادیث میں صراحت ہے کہ مدینہ کے ہر راستہ پر اس زمانہ میں فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو اسے اندر آنے نہیں دیں گے۔ (ر۔ف)

کریں گے کہ عیسیٰ ابن مریم ان کے ساتھ ہوں گے، پس عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیدیں گے۔ (مستدرکِ حاکم، والدر المنثور)

۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ مرد عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے اور دجال سے ہونے والی جنگ میں شریک ہوں گے۔ (الدر المنثور، مستدرکِ حاکم، کنز العمال، ابن خزیمہ، اوسط طبرانی و مجمع الزوائد)۔

۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو عیسیٰ ابن مریم کو پائے ان کو میرا سلام پہنچا دے۔ (الدر المنثور بحوالہ مستدرکِ حاکم)

۲۳۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئیگی،[1] زمین میں دھنسا دیئے جانے کا ایک واقعہ مشرق میں، ایک[2] مغرب میں اور ایک[3] جزیرۃ العرب میں دجّال،[4] دھواں،[5] نزولِ[6] عیسیٰ، یاجوج[7] ماجوج، دابّۃ[8] الارض، سورج[9] کا مغرب سے طلوع ہونا اور ایک[10] آگ جو عدن کی گہرائی[2] سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی، چھوٹی اور بڑی چیونٹی کو جمع کر دے گی (یعنی ہر چھوٹے بڑے ضعیف اور قوی آدمی کو محشر میں جمع کر دے گی)۔ (طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، اور کنز العمال)

۲۴۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس (سب سے پہلی نماز فجر کے علاوہ باقی نمازوں[3] میں) مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، اور (نماز پڑھاتے ہوئے)

---

[1] ان سب علامات کی تشریح حدیث ۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے، اس کی مراجعت کی جائے (رفیع)

[2] حدیث ۵ کے آخر میں ہے کہ یہ آگ یمن سے نکلے گی، دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ عدن بھی یمن ہی کا علاقہ ہے اور لفظ گہرائی کی تشریح آگے حدیث ۳۱ کے حاشیہ میں ملاحظہ کی جائے۔

[3] کیونکہ پیچھے کئی احادیث میں گذر چکا ہے کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سب سے پہلی نماز کی امامت امام مہدی کریں گے ۱۲ (رف)

رکوع سے سر اُٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد (بطورِ دعا[1]) فرمائیں گے "اللہ دجّال کو قتل کرے اور مؤمنین کو غالب کرے۔

(سعایہ حاشیہ شرح وقایہ بحوالہ صحیح ابن حبان، و مجمع الزوائد بحوالہ البزار)

۲۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں پس اگر میری موت جلد آگئی تو جو ان سے ملے اُن کو میرا سلام پہنچادے۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے اپنی مسند میں مرفوعاً روایت کی ہے (یعنی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد قرار دیا ہے) اور امام احمدؒ نے اپنی مسند ہی میں دوسری سند سے بعینہٖ اسی مضمون کی ایک روایت موقوفاً بھی ذکر کی ہے۔ یعنی اس میں یہ ارشاد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت ابوہریرۃؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور سندیں دونوں روایتوں کی صحیح ہیں ایک سے یہ ارشاد آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے حضرت ابوہریرہؓ کا۔

مگر جو شخص اس باب کی احادیث میں غور و فکر سے کام لے گا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ

---

[1] احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ ارشاد بطورِ دعا کے ہوگا۔ ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے، اور قرینہ یہ ہے کہ حدیث میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد بغیر عطف کے قتل اللہ الدجال و اظہر المؤمنین آیا ہے اور ظاہر ہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ جملہ دعائیہ ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ بعد کا جملہ بھی دعائیہ ہو، اور بظاہر یہ دعا قنوتِ نازلہ کے طور پر ہوگی جو حادثات و مصائب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت اور دشمنوں پر فتح کے لئے نمازِ فجر کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد سجدہ سے پہلے قومہ میں کی جاتی ہے اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دام ظلہٗ نے اسے جملہ خبریہ قرار دیا ہے پھر اس پر جو اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے حربہ سے باب لُدّ پر قتل کریں گے اور زیرِ بحث جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اثناءِ نماز میں قتل کریں گے، دونوں حدیثوں میں تعارض ہوا تو اس کا جواب انھوں نے اپنے شیخ سے یہ نقل کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الخوف ہو جو باب لُد کے مقام پر ادا کی جارہی ہوگی کہ اثناءِ نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کو دجّال نظر آجائے گا چنانچہ آپ حربہ سے نماز کے اندر ہی اس کا کام تمام کردیں گے واللہ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے اور حضرت ابوہریرۃ نے بھی، لہٰذا اس حد تک یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ہے موقوفاً بھی، رہا اس حدیث کا پہلا جملہ کہ "اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں"، تو اس باب کی احادیث میں غور و فکر اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ یہ ارشاد صرف حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ہے، آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نہیں وجہ یہ ہے کہ احادیثِ کثیرہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی ہوگی، مثلاً صحیح مسلم اور مستدرک حاکم میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر مجھے سلام کریں گے اور میں سلام کا جواب دوں[۱] گا"

۲۶۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ توراۃ میں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی صفات لکھی ہوئی ہیں، اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے[۲]

(ترمذی، والدر المنثور)

۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایسی امّت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام، اور درمیان[۳] میں مہدی۔

(نسائی، وابونعیم، والحاکم وابن عساکر وکنز العمال والسراج المنیر)

۲۸۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجّال کو قتل کرنے کی قدرت سوائے عیسیٰ ابن مریم کے کسی کو نہیں دی گئی۔

(الجامع الصغیر بحوالہ ابوداؤد طیالسی، والسراج المنیر)

---

[۱] یہ مضمون حدیث ۲۱ کے آخر میں بھی گذر چکا ہے۔

[۲] چنانچہ روضۂ اقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے لئے جگہ خالی رکھی گئی ہے۔ (رف)

[۳] درمیان سے مراد آخری زمانہ سے متصل پہلے کا زمانہ ہے! اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا، اور وہ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے جیسا کہ پیچھے کئی احادیث میں بیان ہوا (حاشیہ)

۲۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھ بے نور (اور) باہر کو نکلی ہوئی اُبھری ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ (شاید) یہ دجّال ہو[1] (پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دیکھنے تشریف لے گئے) تو اسے ایک چادر کے نیچے (لیٹا ہوا) پایا، وہ اس وقت کچھ بُڑ بُڑا رہا تھا، اس کی ماں نے اُسے فوراً خبردار کیا کہ اے عبداللہ[2] یہ ابوالقاسم[3] (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں ان کے پاس جاؤ، یہ سنتے ہی وہ چادر سے باہر آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کو کیا ہو گیا اللہ اسے غارت کرے اگر وہ اس کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور ظاہر کر دیتا، (یعنی اس کی باتیں سُن کر جو وہ تنہائی میں کر رہا تھا ہمیں اس کی حقیقت حال معلوم ہو جاتی)[4] پھر آپ نے اس لڑکے سے پوچھا "اے ابن صائد تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا "میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور ایک تخت[5] پانی پر (بچھا ہوا) دیکھتا ہوں (حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] کیونکہ اس میں دجال کی متعدد علامات پائی جاتی تھیں، مگر یہاں اشکال ہوتا ہے کہ دجال کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نہ مدینہ میں داخل ہو سکے گا نہ مکہ میں حالانکہ یہ لڑکا مدینہ میں پیدا ہوا وہیں پل کر جوان ہوا اور بڑا ہو کر صحابہ کرام کی معیت میں حج کے لئے مکہ گیا، پھر اس کے دجال ہونے کا اندیشہ کیوں ہوا؟ جواب یہ ہے کہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بعد میں جب بذریعہ وحی یہ معلوم ہو گیا تو آپ کا اندیشہ ختم ہو گیا۔ [2] روایات میں اس لڑکے کے متعدد نام آئے ہیں، عبداللہ، ابن صائد، ابن الصائد اور ابن صیاد و ابن الصیاد اور صافی، یہ سب اس کے نام ہیں، بظاہر اس کا نام عبداللہ اس وقت رکھا گیا جب بڑا ہو کر اس نے اسلام قبول کیا، اور یہاں ماں نے بظاہر اس کا بچپن کا نام لے کر پکارا ہوگا، مگر راوی نے اس کا اسلامی نام ذکر کر دیا (حاشیہ) [3] ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ یہ بچہ عجیب وغریب باتیں کرتا ہے اور بعض غیب کی باتیں بھی کرتا ہے۔ اسی لئے آپ نے یہ سوال کیا [5] مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابن الصیاد نے یہ جواب دیا کہ "میں ایک تخت سمندر پر دیکھتا ہوں"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابلیس کا تخت ہے"

صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال واضح نہ ہوا تو آپ نے پوچھا "کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں ؟" اُس نے کہا کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں ہے کہ تجھ پر ایمان لاتا) پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اُسے (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آپ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس تشریف لائے تو اُسے کھجور کے باغ میں پایا وہ اس وقت بھی پڑا بڑبڑا رہا تھا، اور اس مرتبہ بھی اس کی ماں نے اُسے بتا دیا کہ اے عبد اللہ یہ ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں، آپ نے فرمایا "اس عورت کو کیا ہو گیا، اللہ اسے غارت کرے اگر یہ اسے نہ بتاتی تو وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا (حضرت جابر رضؓ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ (اس کی بے خبری میں) اس کی کچھ باتیں سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہی دجال ہے یا نہیں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "اے ابن صائد تجھے کیا نظر آتا ہے اُس نے کہا "میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں، اور ایک تخت پانی پر (بچھا ہوا

لہ ابن الصائد کا حال جو اس حدیث اور دوسری متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مدینہ طیبہ کے یہودیوں میں سے تھا، اور اس کے حالات کاہنوں کی طرح کے تھے کہ کبھی سچ بھی بولتا تھا مگر اکثر و بیشتر جھوٹ بولتا تھا پھر بڑا ہو کر مسلمان ہو گیا، اور مسلمانوں کے ساتھ حج وغیرہ میں شریک ہوا، پھر اس کے کچھ احوال ایسے ظاہر ہوئے جو دجال کی علامات میں سے تھے، پھر یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ طیبہ میں حرّہ کے مقام پر جو مسلمانوں میں خانہ جنگی ہوئی اس میں یہ لاپتہ ہو گیا۔ علماء محققین نے صراحت کی ہے کہ یہ وہ دجال نہیں تھا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے کیونکہ اسی کتاب کی متعدد احادیث میں صراحۃً گذر چکا ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا، حالانکہ ابن صیاد مدینہ میں پل کر جوان ہوا اور حج کے لئے مکہ مکرمہ بھی گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے کا شبہ صرف اس وقت تک رہا جب تک دجال کی مفصل علامات آپ کو معلوم نہیں تھیں، مفصل علامات معلوم ہونے کے بعد یہ شبہ جاتا رہا اور شبہ جاتے رہنے کی دلیل یہ ہے کہ خود آپ نے ہی متعدد احادیث میں صراحت فرما دی کہ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور وہ قرب قیامت میں ظاہر ہو گا۔

دیکھتا ہوں" آپ نے پوچھا "کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے، اس نے کہا "کیا آپ میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ غرض (اس مرتبہ بھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا حال مشتبہ ہی رہا۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اُسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا،

اس کے بعد آپ تیسری یا چوتھی مرتبہ تشریف لائے اس وقت ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ بھی مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں آپ کے ساتھ تھے، اور میں (جابرؓ) بھی آپ کے ساتھ تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امید پر ہم سے آگے نکل گئے کہ اس کی کوئی بات سن لیں گے لیکن اس کی ماں نے پھر سبقت کی اور بول اٹھی کہ "اے عبداللہ یہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے ہیں"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے کیا ہو گیا ہے اللہ اسے غارت کرے اگر یہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ (اپنی حقیقت) ظاہر کر ہی دیتا۔

پھر آپ نے پوچھا "اے ابن صائد تجھے کیا نظر آتا ہے؟" اس نے کہا میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں، اور پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں، آپ نے پوچھا "کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا "کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں"؟ آپ نے فرمایا "میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں کہ تجھ پر ایمان لاتا) غرض (اس مرتبہ بھی) آپ پر اس کا حال مشتبہ رہا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ابن صائد، ہم نے تیرے (امتحان کے لئے) ایک بات دل میں چھپائی ہے[1]، بتا وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا "الدُّخ" "الدُّخ" آپ نے فرمایا "ذلیل ہو ذلیل ہو"۔

(حضرت) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ

---

[1] دوسری روایات میں ہے کہ آپ نے دل میں قرآن حکیم کی یہ آیت سوچی تھی "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ" [2] مذکورہ بالا آیت میں دخان (دھویں) کا ذکر تھا، پوری آیت تو وہ کیا بتاتا لفظ دخان بھی نہ بتا سکا صرف "الدُّخ الدُّخ" کہہ کر رہ گیا اور یہ امتحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے کیا تھا کہ صحابہ پر یہ بات کھل جائے کہ یہ کاہن ہے اور کوئی شیطان اس پر مسلط ہے جو اس کی زبان سے بولتا ہے۔

اسے قتل کر ڈالوں، آپ نے فرمایا اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس کے (قتل کرنے) والے نہیں ہو (کیونکہ) اسے قتل کرنے والے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں اہلِ ذمہ[1] میں سے کسی کو قتل کرنا جائز نہیں

(حضرت جابرؓ) فرماتے ہیں کہ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے کا خطرہ باقی رہا[2] (مسند احمد، کنز العمال بحوالہ "المختارہ")

۳۰ ۔ حضرت اوس بن اوس الثقفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جانبِ مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔

(الدر المنثور بحوالہ طبرانی، وکنز العمال، وابن عساکر، وغیرہ)

۳۱ ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایسے زمانہ میں نکلے گا جب کہ دین میں اضمحلال آچکا ہوگا اور علم رخصت ہو رہا ہوگا، اس (کے خروج کے بعد دنیا میں رہنے) کی مدت چالیس روز ہوگی، اس مدت میں وُہ گھومتا رہے گا ان چالیس روز میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، پھر اس کے باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس گدھے کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، دجال لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ وہ کانا ہوگا اور (ظاہر ہے کہ) تمہارا رب کانا نہیں (للٰذا تمہارے لئے یہ فیصلہ کر لینا کہ وہ تمہارا رب نہیں نہایت آسان ہے) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک ۔ ف ۔ ر (کافر) لکھا ہوگا، جسے ہر مؤمن پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

---

[1] اہل ذمہ، اور "ذمی" ان کافروں کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت میں رہتے ہوں اور اسلامی حکومت کی طرف سے ان کی جان ومال اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہو۔

[2] یعنی جب تک آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم نہ ہوا کہ دجال مکہ ومدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا اس وقت تک یہ خطرہ باقی رہا، معلوم ہونے کے بعد یہ خطرہ جاتا رہا۔

وہ ہر پانی اور گھاٹ پر اُترے گا، سوائے مدینہ اور مکہ کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کر دیا ہے، اور اِن کے دروازوں (راستوں) پر فرشتے کھڑے (پہرہ دے رہے) ہیں (تاکہ دجّال داخل نہ ہو سکے)۔

اس کے ساتھ روٹی کے (ذخیرے) پہاڑوں کی (مانند) ہوں گے، اور سوائے ان لوگوں کے جو اس کی پیروی کریں گے، سب لوگ مشقت میں ہوں گے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو وہ جنت کہے گا اور دوسری نہر کو آگ کہے گا، پس جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجّال نے جنت رکھا ہو گا وہ (درحقیقت) آگ ہو گی، اور جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجّال نے آگ رکھا ہو گا وہ (درحقیقت) جنت[۱] ہو گی۔

اور اللہ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے اور اس کے ساتھ ایک فتنۂ عظیم یہ ہو گا کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ لوگوں کو بارش برساتے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ ایک شخص کو قتل کرے گا پھر لوگوں کو نظر آئے گا کہ وہ اُسے زندہ کر رہا ہے، دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور (کے مارنے اور زندہ کرنے) پر قدرت نہیں دی جائے گی، اور وہ کہے گا "اے لوگو کیا اس جیسا کارنامہ رب عزّ وجلّ کے سوا کوئی اور کر سکتا ہے (یعنی میرا یہ کارنامہ میرے رب ہونے کی دلیل ہے)۔

پس مسلمان شام کے "جبلِ دخان" کی طرف بھاگ جائیں گے، اور دجّال وہاں آکر ان کا محاصرہ کر لے گا، یہ محاصرہ بہت سخت ہو گا، اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔

پھر فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے وہ مسلمانوں سے کہیں گے "اس خبیث کذّاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لئے کیا چیز مانع ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن[۲] ہے، (لہٰذا اس کا مقابلہ مشکل ہے)۔

---

[۱] اس جملہ کی تشریح سے متعلق مضمون حدیث ۱۳ کے حاشیہ میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے ۱۲

[۲] دجال کی شعبدہ بازی اور مسمریزم وغیرہ کو دیکھ کر شاید بعض مسلمانوں کو اس کے جن ہونے کا گمان ہو یا ممکن ہے مسلمان یہ بات بطور تشبیہ کے کہیں کہ اس کی حرکتیں اور ایذا رسانی جنات کی طرح ہے ۱۲

غرض مسلمان روانہ ہوں گے، تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے، پس نماز کی اقامت ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا "یا روح اللہ[1] آگے بڑھیے" (اور نماز پڑھائیے) وہ فرمائیں گے کہ تمہارے امام کو آگے بڑھ کر نماز پڑھانی چاہیئے۔ بغرض نماز فجر ادا کر کے یہ سب لوگ دجّال کی طرف نکل کھڑے ہوں گے، پس کذاب (دجّال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف چلیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، حتّٰی کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ یا روح اللہ یہودی یہ ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام جو بھی دجال کا پیرو ہوگا اُسے قتل کر کے چھوڑیں گے۔ (مسند احمد و مستدرک حاکم)

۳۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں حق پر مسلسل ڈٹی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت قریب) آپہنچے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں (مسند احمد)

۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت رو رہی تھی، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے دجّال یاد آگیا تھا (اس کے خوف سے) رو پڑی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں، اور اگر دجّال میرے بعد نکلا تو (تمھیں اس کے فریب سے پھر بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اُس کے دعوئے خدائی کی تکذیب کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا اور) تمھارا رب کانا نہیں ہے ——— وہ اصفہان کے (ایک مقام) "یہودیہ[2]" میں نکلے گا،

---

[1] یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے ۱۲

[2] اصفہان ایران کے ایک مشہور علاقہ کا نام ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ذکر کیا ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں جب یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا گیا تو ان کی ایک جماعت اصفہان کے علاقہ میں ایک مقام پر جا کر آباد ہوگئی یہاں انھوں نے مکانات وغیرہ تعمیر کئے اور یہیں ان کی نسل پھیلتی رہی اور اس مقام کا نام "یہودیہ" پڑ گیا۔ (حاشیہ)

حتیٰ کہ مدینہ بھی آئے گا اور مدینہ کے باہر ایک جانب پڑاؤ ڈال دے گا، اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، جن میں سے ہر درّے پہ دو فرشتے ہوں گے، جو اُسے مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، پس مدینہ کے خراب لوگ نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے یہاں تک کہ وہ شام یعنی فلسطین میں باب لُدّ کے مقام پر ایک شہر میں چلا جائے گا۔

اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اُسے قتل کر ڈالیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں امام عادل، اور حاکم منصف کی حیثیت سے چالیس سال رہیں گے۔

(مسند احمد، والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس دجّال ان کو دیکھتے ہی (خوف سے) ایسا پگھلنے لگے گا جیسے چربی پگھلتی ہے، پس وہ دجّال کو قتل کریں گے، اور یہودیوں کو اس کے پاس سے تتر بتر کردیں گے۔ پھر سب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے حتیٰ کہ پتھر بھی پکار دے گا کہ "اے اللہ کے بندے یہ یہودی ہے آکر اسے قتل کر دے"۔

(مسلم[1] وکنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا "سنو" مجھ سے پہلے جو نبی بھی آیا اس نے اپنی اُمّت کو دجّال سے ڈرایا ہے، وہ بائیں[2] آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی دائیں[3] آنکھ پر ایک موٹی پھلّی[4] ہوگی، اس کی دو آنکھوں کے درمیان،

---

[1] یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور مسلم نے یہ حدیث مختصراً ذکر کی ہے نیز صحیح بخاری میں بھی مختصراً آئی ہے (حاشیہ) [2] یہ وہی آنکھ ہے جسے بعض روایات میں طَافِئَۃٌ (فا کے بعد ہمزہ) یعنی بے نور بجھی ہوئی کہا گیا ہے، اور بعض روایات میں ممسوح العین الیُسریٰ کہا گیا ہے [3] یہ وہ آنکھ ہے جس کو بعض روایات میں طَافِیَۃٌ (فا کے بعد یا) یعنی اُبھری ہوئی، باہر کو نکلی ہوئی کہا گیا ہے، بعض روایات میں اسے باہر کو نکلے ہوئے انگور سے تشبیہ دی گئی ہے اور حدیث ۲۶ میں اسے بھی ممسوحہ کہا گیا ہے رف۔ [4] یہ ظَفَرَۃٌ کا ترجمہ ہے ظَفَرَۃٌ اس،

بقیہ ص۸۱ پر ملاحظہ فرمائیں

(پیشانی پر) "کافر[۱]" لکھا ہوا ہوگا، اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی جن میں سے ایک جنت اور دوسری آگ ہوگی (مگر حقیقت برعکس ہوگی کہ) اس کی آگ جنت ہوگی اور جنت آگ۔

اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء (سابقین) میں سے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے، اگر میں چاہوں تو اُن دونوں نبیوں کے نام اور ان کے آباد اجداد کے نام بھی بتا سکتا ہوں (مگر حاجت یا مصلحت نہیں اس لئے نہیں بتاتا)

اُن دو فرشتوں میں سے ایک دجّال کے دائیں جانب ہوگا اور دوسرا بائیں جانب، اور یہ سب کچھ (لوگوں کی) آزمائش کے لیے ہوگا چنانچہ دجّال پوچھے گا "کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ کرتا اور مارتا نہیں ہوں؟" ایک فرشتہ جواب دے گا کہ "تُو نے جھوٹ[۲] بولا ہے،" (مگر) یہ جواب سوائے اس کے ساتھی (فرشتے) کے کوئی آدمی نہ سُن سکے گا، اور وہ (ساتھ والا فرشتہ پہلے فرشتہ سے) کہے گا کہ "تو نے سچ کہا ہے" اس جواب کو سب حاضرین سن لیں گے اور گمان کریں گے کہ یہ دوسرا (فرشتہ) دجّال کی تصدیق کر رہا ہے (حالانکہ وہ پہلے فرشتہ کی تصدیق کر رہا ہوگا جس نے دجال سے کہا تھا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے)۔

پھر وہ روانہ ہوگا اور مدینہ (طیبہ کے قریب) پہنچے گا، مگر اس کو مدینہ میں داخل ہونے کی

بقیہ حاشیہ ص۸۰: گوشت کو کہتے ہیں جو بعض لوگوں کے گوشۂ چشم پہ اُگ آتا ہے اور بعض اوقات آنکھ کی پتلی تک پھیل کر اسے ڈھانپ لیتا ہے (حاشیہ) تنبیہ: بعض احادیث میں دجال کو بائیں آنکھ سے کانا کہا گیا ہے اور بعض میں دائیں آنکھ سے سرسری نظر میں تعارض کا شبہ ہوتا ہے مگر اس حدیث سے پوری حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ دجّال کی دونوں ہی آنکھیں عیب دار ہوں گی، بائیں آنکھ بے نور (ممسوحۃ) ہوگی اور دائیں آنکھ ناخنہ کی وجہ سے باہر کو انگور کی طرح نکلی ہوئی ہوگی۔ دجال کی آنکھوں کی تفصیل حدیث ۵ و ۸ کے حاشیہ میں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں حاشیہ صفحہ ھذا [۱] ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ حقیقۃً لکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید بھی نہیں، لیکن احتمال یہ بھی ہے کہ حدیث میں "لکھا ہوا ہونے" کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں بلکہ استعارہ کے طور پر اس کی دونوں آنکھیں اُس کے کافر ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہوں گی کیونکہ وہ کانا ہونے کے باوجود خدائی کا دعویٰ کریگا جس سے ہر مومن پہچان سکے گا کہ وہ کافر ہے ۱۲ (ر۔ف) [۲] یعنی تو نہ زندہ کرنے کی قوت رکھتا ہے نہ مارنے کی ۱۲

اجازت (قدرت) نہ ہوگی، چنانچہ وہ کہے گا کہ یہ اُس آدمی کا شہر ہے (اسی لئے میں اس میں داخل نہ ہوسکا)۔

پھر وہ یہاں سے چل کر شام آئے گا، تو عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے اور "افیق" [۱] نامی گھاٹی کے پاس اُسے قتل کردیں گے (مسند احمد والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیزیں دجال کے ساتھ ہوں گی میں انھیں دجال سے زیادہ جانتا ہوں، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن میں سے ایک تو دیکھنے والوں کو بھڑکتی ہوئی آگ معلوم ہوگی، اور دوسری سفید پانی، پس تم میں سے جو اس کو پائے اسے چاہیئے کہ (اپنی) آنکھیں بند کرلے اور پانی اس نہر سے پیئے جو دیکھنے میں آگ نظر آتی ہو، کیونکہ (حقیقت میں) وہ ٹھنڈا پانی ہوگا، اور دوسری نہر سے بچتے رہنا کیونکہ وہی عذاب ہے۔

اور جان لو کہ اس کی پیشانی پر "کافر" لکھا ہوا ہوگا، جسے وہ شخص بھی پڑھ لے گا جو لکھنا جانتا ہو اور وہ بھی جو لکھنا نہ جانتا ہو اور اس کی ایک آنکھ ممسوحہ (مٹی ہوئی) ہوگی، اس پر ایک پھلی ہوگی [۲]

وہ آخری بار اردن کے علاقہ میں "افیق" نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا، اس وقت جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا اردن کے علاقہ میں موجود ہوگا (مسلمانوں اور دجال کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی جس میں) وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کردے گا، ایک تہائی کو شکست دے کر بھگا دے گا، اور ایک تہائی کو باقی چھوڑے گا۔ رات ہوجائیگی تو بعض مؤمنین بعض سے کہیں گے کہ تمہیں اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اپنے (شہید) بھائیوں سے جا ملنے (شہید ہوجانے) میں اب کس چیز کا انتظار ہے؟ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز زائد ہو وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دیدے، تم فجر ہوتے ہی (عام معمول کی بہ نسبت)

---

[۱] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ [۲] یہ گھاٹی اردن میں ہے اور اردن کی سرحد فلسطین سے ملی ہوئی ہے لہٰذا جن حدیثوں میں ہے کہ فلسطین میں باب لُد کے پاس قتل کریں گے یہ حدیث ان کے معارض نہیں اس گھاٹی کا ذکر حدیث ۳۰ میں بھی آیا ہے اس کی مراجعت کی جائے [۳] اس کی تفسیر حدیث ۲۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے ۱۲

جلدی نماز پڑھ لینا، پھر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جانا

پس جب یہ لوگ نماز کے لئے اٹھیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہو جائیں گے اور نماز ان کے ساتھ پڑھیں گے، نماز سے فارغ ہو کر وہ ہاتھ سے، اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ میرے اور دشمنِ خدا (دجال) کے درمیان سے ہٹ جاؤ تاکہ مجھے دیکھ لے) ـــــ ابو حازم (جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں) کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دجّال (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی) ایسا پگھلے گا جیسے دھوپ میں چکنائی پگھلتی ہے، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ (ایسا گھلے گا) جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے، اور اللہ دجال اور اس کے لشکر پر مسلمانوں کو مسلّط کر دے گا چنانچہ وہ ان سب کو قتل کر دیں گے، حتّٰی کہ شجر و حجر بھی پکاریں گے، کہ اے اللہ کے بندے، اے رحمٰن کے بندے، اے مسلمان یہ یہودی ہے اسے قتل کر دے" غرض اللہ تعالیٰ ان سب کو فنا کر دے گا اور مسلمان فتحیاب ہونگے، پس مسلمان صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ بند کر دیں گے۔

مسلمان اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو باہر نکال دے گا، اُن کی پہلی جماعت بحیرہ (طبریّہ کا پانی) پی لے گی، اور ان کی آخری جماعت جب وہاں پر پہنچے گی تو پہلی جماعت اس کا سارا پانی پی چکی ہوگی اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا ہوگا، چنانچہ بعد میں آنے والی جماعت (بحیرۂ طبریّہ کو دیکھ کر) کہے گی کہ یہاں کسی زمانہ میں پانی کا اثر تھا۔

پس پیغمبرِ خدا (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کے پیچھے اُن کے ساتھی آکر فلسطین کے ایک شہر میں داخل ہو جائیں گے جسے "لُدّ" کہا جاتا ہوگا۔

یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہلِ زمین پر تو ہم غلبہ پا چکے آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں اس وقت پیغمبرِ خدا (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ سے دعا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کے حلق میں ایک قسم کا پھوڑا[1] (یا زخم) پیدا کر دے گا جس کے باعث

---

[1] پیچھے حدیث ۵ میں ہے کہ "اللہ ان کے اوپر ایک کیڑا مسلّط کر دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہوگا" اور (باقی صفحہ ۸۵ پر)

ان میں سے کوئی باقی نہ بچے گا۔ اب اُن (کی لاشوں) کا تعفن مسلمانوں کو پریشان کرے گا، تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کریں گے، چنانچہ اللہ یاجوج ماجوج (کی لاشوں) پر ایک ہوا بھیجے گا جو ان سب کو سمندر میں ڈال دے گی۔

(مستدرک حاکم، و کنز العمال بحوالہ ابن عساکر، یہ حدیث مسلم میں بھی مختصراً آئی ہے)

۳۷۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کی بڑی بڑی علامات میں سے) ابتدائی علامات دجّال[۱] اور نزولِ عیسیٰ[۲] ہیں، اور ایک[۳] آگ جو عدن کی گہرائی[۴] سے نکلے گی (اور) لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن جریر)

۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرینشِ آدم سے لے کر قیامت تک اللہ نے ایسا کوئی فتنہ نازل نہیں کیا (اور نہ کرے گا) جو دجّال کے فتنہ سے زیادہ عظیم ہو۔ اور میں نے اُس کے بارے میں ایسی باتیں (علامات) بتادی ہیں کہ مجھ سے پہلے ایسی کسی نے نہیں بتائیں۔

اس کا رنگ گہرا گندمی ہوگا، بال پیچ دار ہوں گے، بائیں آنکھ ممسوح (بے نور) ہوگی، اس کی (دائیں[۵]) آنکھ پر موٹی پھلی ہوگی، مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کردے گا، اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں "پس جو شخص کہے گا کہ "میرا رب اللہ ہے" اس پر کوئی فتنہ (عذاب) نہ ہوگا، اور جو شخص کہے گا کہ "تو میرا رب ہے"، وہ فتنہ میں مبتلا ہوجائے گا (یعنی کافر ہونے کے باعث جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے اندر رہے گا پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتے ہوئے انہی کی شریعت پر (کاربند) ہوں گے وہ ایک ہدایت یافتہ امام اور حاکم عادل ہوں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳ یہاں "گلے میں ایک قسم کے پھوڑے" کا ذکر ہے۔ دونوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کیڑا گردن میں پیدا ہوگا اس کی وجہ سے حلق میں پھوڑا یا زخم ہوجائے گا اور وہی موت کا آخری سبب بنے گا (حاشیہ) حاشیہ صفحہ ھذا [۱] یہ "قعرِ عدن" کا ترجمہ ہے علامہ نوویؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "ومعناہ من اقصیٰ قعر ارض عدنٍ" یعنی عدن کے علاقہ میں زمین کی تہ میں سے یہ آگ نکلے گی۔ شرح مسلم للنوویؒ صفحہ ۳۹۳ ج ۲ (اصح المطابع دہلی) [۲] دجال کی آنکھوں کی تفصیل حدیث ۵ و ۱۹ و ۲۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے ۱۲

(کنز العمال بحوالہ طبرانی و فتح الباری)

۳۹۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (دیگر) صحابہ تو (آپ سے) خیر کے بارے میں پوچھتے تھے، اور میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں (اس حدیث کے آخر میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ گمراہی کی دعوت دینے والوں کے بعد کیا واقعہ ہوگا آپ نے فرمایا "خروج دجال" میں نے کہا یارسول اللہ دجال کیا لائے گا؟ آپ نے فرمایا "وہ ایک آگ اور ایک نہر لائے گا۔ پس جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اُس کا اجر و ثواب یقینی ہو جائے گا اور اس کا گناہ (جو پہلے کبھی کیا ہوگا) معاف ہو جائے گا[1]

میں نے کہا "یارسول اللہ پھر دجال (کے خروج) کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا "عیسیٰ ابن مریم" (نازل ہوں گے) میں نے کہا "تو عیسیٰ ابن مریم" کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا "اگر کسی شخص کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک اس بچہ پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی۔[2]

(کنز العمال و ابن عساکر بحوالہ ابن ابی شیبہ[3])

۴۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ کے موقعہ پر (حضرت) خالد بن الولید (رضی اللہ عنہ) نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (فتح کی) خوشخبری دینے کے لئے (مدینہ) بھیجا (مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب حالات پہلے ہی بذریعہ وحی معلوم ہو چکے تھے) چنانچہ جب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ" تو آپ نے فرمایا "عبدالرحمٰن ذرا ٹھہرو" (یعنی مجھے سب حالات معلوم ہیں تم سے پہلے میں ہی

---

[1] یعنی جو شخص دجال کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اور سزا کے طور پر دجال اس کو اپنی آگ میں ڈال دیگا اس کو آخرت میں ثواب ملے گا اور پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے ۱۲ [2] اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت اتنی قریب ہوگی کہ اس گھوڑی کے بچہ پر سواری کی نوبت آنے سے پہلے ہی قیامت آجائے گی اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جہاد کا سلسلہ قیامت تک منقطع رہیگا چنانچہ جہاد کی غرض سے کسی گھوڑے پر سواری نہ کی جائے گی ۱۲ واللہ اعلم۔ محمد رفیع [3] اس حدیث کا کچھ حصہ بخاری مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

بتا دیتا ہوں اور وہ یہ کہ)جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑ رکھا تھا، وہ جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے اللہ زید پر رحمت نازل فرمائے، پھر جھنڈا جعفر نے تھام لیا، اور وہ (بھی) لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اللہ جعفر پر رحمت نازل فرمائے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا اور وہ (بھی) لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، اللہ عبداللہ پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر جھنڈے کو خالد بن الولید نے تھاما تو اللہ نے خالد کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی، پس خالد اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ہے[۱]۔

(اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) عیسیٰ ابن مریم میری امت میں ایسے لوگوں کو ضرور پائیں گے جو ہمارے بعد پیدا ہوں گے اور ان کی صحبت میں ان کے مددگار بن کر رہیں گے۔

(الدر المنثور بحوالہ نوادر الاصول للحکیم الترمذی، وکنز العمال بحوالہ ابونعیم)

یہاں تک چالیس حدیثیں ہوئیں جن میں سے ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق بعض "صحیح" ہیں اور بعض "حسن"، ضعیف حدیث کوئی نہیں)۔

وہ احادیث جو محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیں اور ان پر سکوت فرمایا[۲]

(یعنی ان کے "صحیح" یا "حسن" وغیرہ ہونے کی صراحت نہیں کی)

۴۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[۱] حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ حضرت خالد بن الولید کو جو تمنا تھی کہ کسی جہاد میں شہید ہوں اس کا پورا ہونا ممکن نہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا اور اللہ کی تلوار کو توڑا نہیں جا سکتا اسی لئے ان کی تمنا پوری نہ ہوئی (حاشیہ) [۲] جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے اس کتاب کی حدیثوں کا انتخاب مشہور امام حدیث استاذ الاساتذہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے آپ نے مختلف کتب حدیث میں سے تلاش کر کے چالیس احادیث تو ایسی جمع فرما دیں جو ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق سب کی سب قوی سند سے ثابت اور قابل استدلال ہیں یعنی بعض احادیث "صحیح" ہیں اور بعض حسن کوئی حدیث ضعیف نہیں۔ پچھلے صفحات میں وہی چالیس حدیثیں بیان ہوئی ہیں مگر آگے جو احادیث آرہی ہیں وہ جن کتب

بقیہ صفحہ ۸۸ پر

کہ وہ (امام) جن کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے (یعنی امام مہدی) ہمارے ہی (خاندان) سے ہوں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابونعیم)

حاشیہ بقیہ صہ ۸۶: حدیث سے لی گئیں اُن کے مؤلفین نے ان حدیثوں کے بارے میں صحیح یا حسن ہونے کی تصریح نہیں کی بلکہ سکوت کیا ہے، اور حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان احادیث کی کما حقہ تحقیق اور چھان بین کا موقع نہیں ملا کہ ان کے صحیح یا حسن یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا، اسی لئے ان احادیث کو پچھلی احادیث سے مذکورہ بالا عنوان کے ذریعہ ممتاز کردیا تھا گویا اس طرح علماء کرام کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ ان احادیث کی محدثانہ تحقیق فرمائیں اور ائمہ حدیث کی تحقیقات کی روشنی میں ہر ہر حدیث کا درجہ قوت وضعف معلوم کریں ـــ شام کے مشہور و متبحر عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے یہ فریضہ نہایت کاوش و احتیاط سے بحسن و خوبی انجام دیا یعنی آگے آنے والی احادیث اور ان کی سندوں کے بارے میں ائمہ حدیث کی ناقدانہ آراء اپنے عربی حاشیہ میں درج فرمادیں یہ عربی حاشیہ اصل عربی کتاب کے ساتھ حلب (شام) سے شائع ہوچکا ہے اور اس وقت ناچیز راقم الحروف کے سامنے ہے شیخ عبدالفتاح دامت برکاتہم کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے جو احادیث ۱۰۱ تک آرہی ہیں ان میں سے تین حدیثیں (یعنی حدیث ۴۸، ۵۰، ۱۰۱) ضعیف ہیں اور چار یعنی حدیث ۴۱، ۴۲، ۴۹، ۶۰) موضوع ہیں ہمارا مختصر اردو حاشیہ ہر حدیث کی مفصل تحقیق کا متحمل نہیں، اس لئے جن حضرات کو تحقیق مطلوب ہو وہ کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے شامی ایڈیشن میں شیخ عبدالفتاح کا عربی حاشیہ ملاحظہ فرمائیں البتہ اتنی بات یہاں بیان کردینا ضروری ہے کہ محدثین جب کسی حدیث کو "ضعیف" یا "موضوع" قرار دیتے ہیں بسا اوقات وہ کسی خاص لفظ یا سند کے اعتبار سے تو ضعیف یا موضوع ہوتی ہے، مگر کسی دوسرے لفظ یا سند کے اعتبار سے صحیح یا حسن اور قابل استدلال ہوتی ہے، لہٰذا جب کوئی حدیث ضعیف یا موضوع نظر آئے اس سے یہ فیصلہ کرلینا صحیح نہ ہوگا کہ اس مضمون کی کوئی اور حدیث قوی سند کے ساتھ موجود نہیں۔ الا یہ کہ ائمہ حدیث ہی ایسی کوئی صراحت فرمادیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ اس کتاب میں آگے جو تین حدیثیں ضعیف اور چار موضوع آرہی ہیں ان کے ضعیف یا موضوع ہونے سے اصل مسئلہ (نزول مسیح) پر جو کہ کتاب کا موضوع ہے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ یہ مضمون اگر کسی حدیث میں موضوع یا ضعیف سند کے ساتھ آیا ہے تو بیسیوں حدیثوں میں نہایت قوی سند کے ساتھ بھی آچکا ہے۔ (جیسا کہ پچھلی تمام احادیث سے ثابت ہے ۱۲

۴۲۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے میرے چچا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کا آغاز مجھ سے کیا، اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو آپ (کی) اولاد[1] میں سے ہوگا۔ یہ وہی ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کے آگے بڑھے گا (یعنی نماز میں ان کی امامت کرے گا)۔

(کنز العمال بحوالہ ابونعیم)

۴۳۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا سے) فرمایا: اے عباس اللہ تعالیٰ نے اس چیز (یعنی اسلام) کا آغاز مجھ سے کیا اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو تمہاری[2] اولاد میں ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کی امامت وہی کرے گا (کنز العمال بحوالہ دار قطنی، و خطیب و ابن عساکر)

۴۴۔ حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ دجال پہلے ہے یا عیسیٰ ابن مریم؟ آپ نے فرمایا دجال، پھر عیسیٰ ابن مریم، اور ان کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک بچہ پر سواری کی نوبت نہ آئے گی۔

(کنز العمال بحوالہ ابونعیم بن حماد)

۴۵۔ حضرت کیسان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے (کنز العمال بحوالہ تاریخ البخاری و تاریخ ابن عساکر)

۴۶۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا (یعنی مسلمانوں) کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا جس کو اللہ فتح نصیب فرمائے گا حتیٰ کہ یہ لشکر اہلِ ہند کے بادشاہوں کو طوق د

---

[1] شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ پیچھے بھی بیان کیا جا چکا ہے تفصیل کے لئے اسی کتاب کے شامی ایڈیشن میں موصوف کے حواشی (ص ۲۱۵) ملاحظہ فرمائے جائیں ۱۲

[2] یہ حدیث بھی موضوع ہے تفصیل کے لئے شامی ایڈیشن کے حواشی ص ۲۱۶ تا ۲۱۷ ملاحظہ فرمائے جائیں۔

سلاسل میں جکڑ لے گا، اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ پھر جب یہ لوگ لوٹ کر واپس لوٹیں گے تو شام میں ابن مریم کو پائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ نعیم بن حماد)

۴۷۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے تک میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، لوگوں (دشمنانِ اسلام) کے مقابلہ میں ڈٹی رہے گی اور اپنے مخالفین کی پرواہ نہ کرے گی۔"

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث قتادہ کو سنائی تو انھوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جماعت اہلِ شام کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے[۲] (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجّال کی پیروی سب سے پہلے ستر ہزار[۱] یہودی کریں گے، جن کے اوپر سبز اون کے موٹے موٹے کپڑے ہوں گے اور اس کے ساتھ جادوگر یہودی ہوں گے جو عجیب و غریب کام کریں گے، اور لوگوں کو دکھا کر گمراہ کریں گے (آگے ابن عباس فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اُس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اَفِیق نامی پہاڑ (یعنی گھاٹی[۳]) پر امامِ ہادی اور حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، اُن کے سر پر ایک لمبی ٹوپی[۴] ہوگی، میانہ قد، کشادہ پیشانی اور سیدھے بال والے ہوں گے، اُن کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا۔ دجّال کو قتل کریں گے، قتلِ دجّال کے بعد جنگ ختم ہو جائے گی اور امن (کا دور دورہ) ہو جائے گا۔ حتّٰی کہ آدمی شیر سے ملے گا تو شیر کو جوش نہ آئے گا (یعنی وہ حملہ نہ کرے گا) اور سانپ کو پکڑے گا

---

[۱] بظاہر ان کی نسلیں مراد ہیں ۱۲ [۲] اس جماعت سے کونسی جماعت مراد ہے اس میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں ایک وہ ہے جو حضرت قتادہ کا اوپر نقل کیا گیا۔۔ اور علامہ نوویؒ شارح مسلم کی رائے یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ پوری جماعت کسی خاص طبقہ، یا خاص علاقہ سے تعلق رکھتی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کے تمام یا اکثر طبقات میں منتشر اور متفرق طور پر موجود ہو، یعنی اس جماعت کے کچھ افراد مثلاً محدثین میں پائے جاتے ہوں، کچھ فقہاء میں کچھ صوفیاء میں کچھ مجاہدین میں، کچھ مبلغین میں، وغیرہ وغیرہ (حاشیہ) [۳] اس گھاٹی کا کچھ بیان حدیث ۱۲ میں گذرا ہے ۱۲ [۴] جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لئے شامی ایڈیشن کے حواشی ص ۲۲۳ تا ص ۲۲۴ ملاحظہ فرمائے جائیں۔

تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا، اور زمین اپنی نباتات ایسی (کثرت سے) اُگانے لگے گی جس طرح آدم (علیہ السلام) کے زمانہ میں اُگاتی تھی، اہلِ زمین ان کی تصدیق کردیں گے، اور سب لوگ ایک ہی دین (اسلام) کے پیرو ہوجائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و اسحاق ابن بشر)

۴۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تیری اولاد عراق میں رہائش پذیر ہو جائے گی اور سیاہ (کپڑے) پہننے لگے گی اور اہلِ خراسان ان کے پیرو اور مددگار رہوں گے تو ان سے یہ چیز (یعنی حکومت) زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے[1] عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کردیں (دارقطنی و کنز العمال)

۵۰۔ حضرت[2] عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی، تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ آپ نے فرمایا وہ جگہ تمھیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری ابوبکر کی، عمر کی اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و فصل الخطاب)

۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مسیح ابن مریم یوم قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے، اور لوگ ان کی بدولت دوسروں سے مستغنی ہو جائیں گے۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا[3] ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک غربا سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ غربا کون ہیں؟ فرمایا غربا وہ لوگ ہیں جو اپنا دین بچانے کے لئے فرار ہو کر عیسیٰ ابن مریم سے جا ملیں گے (کنز العمال بحوالہ نعیم بن حماد)

۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے تفصیل کے لئے اس کتاب کے شامی ایڈیشن میں موصوف کے حواشی (ص ۲۲۶ تا ص ۲۲۷) ملاحظہ فرمائے جائیں [2] یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لئے شامی ایڈیشن میں حاشیہ ص ۲۲۸ ملاحظہ فرمایا جائے [3] مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے اسی مضمون کا ارشاد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی منقول ہے (حاشیہ)

کہ "عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد لوگوں میں چالیس سال رہیں گے" (مرقاۃ الصعود ص ۱۸۹)

۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول اور دجال کے بعد قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ عرب ایک سو بیس[۱] سال تک[۲] اُن چیزوں کی عبادت نہ کر لیں جن کی عبادت ان کے آباء و اجداد کیا کرتے تھے۔ (الاشاعۃ الاشراط الساعۃ)

۵۵۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر دجّال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے، لوگوں میں کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور اُن کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے، جس کا نام مُقْعَد ہو گا، مُقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تین سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف[۳] سے اُٹھا لیا جائے گا (الاشاعۃ ص ۲۴۹ بحوالہ کتاب الفتن لابی الشیخ ابن حیان)

۵۶۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح (علیہ السلام کے نزول) کے بعد زندگی بڑی خوش گوار ہو گی، بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت مل جائے گی، حتّٰی کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بو دو گے تو اُگ آئے گا اور (امن و امان کا) یہ حال ہو گا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ

---

[۱] بعض روایات حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت بہت جلد آجائے گی اور مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے اس سے دونوں روایتوں میں تضاد کا شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ ایک سو بیس سال کی مدت ہو مگر یہ ایک سو بیس سال نہایت[۲] تیزی سے گذر جائیں گے حتّٰی کہ ایک سال ایک مہینہ کی برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر ایک دن ایک گھنٹہ کی برابر معلوم ہو گا اوقات میں اس شدید بے برکتی کی پیشین گوئی مسند احمد کی ایک حدیث مرفوع میں صراحۃً موجود ہے جسے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے (حاشیہ) [۳] قرآن کریم کے نسخے ۱۲

گزند نہ پہنچائے گا (لوگوں کے مابین) نہ بخل ہو گا نہ حسد اور نہ کینہ[1] (کنزالعمال بحوالہ ابونعیم)

۵۷۔ حضرت ربیع بن انس البکری رحمۃ اللہ علیہ جو ایک تابعی ہیں مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نصارٰی آئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے مناظرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا "ان کا باپ کون ہے"؟ اور اللہ پر جھوٹ بہتان[2] باندھنے لگے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "کیا تم نہیں جانتے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے مشابہ (یعنی اس کا ہم جنس) ہوتا ہے[3]؟ انھوں نے اقرار کیا کہ بے شک (ہم جنس ہوتا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام پر فناء آنے والی ہے، انھوں نے کہا بیشک ہمیں معلوم ہے الخ (اس حدیث میں آگے وہ دلائل ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ مگر حدیث کا یہ حصہ موضوع کتاب سے خارج ہونے کے باعث مؤلف نے حذف کر دیا ہے ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں[4] ۱۲ مترجم)

(الدر المنثور شروع سورۂ آل عمران بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم)

۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہونے کے بعد نکاح کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی ــــــ الخ (مشکوٰۃ وابن الجوزی وکنزالعمال)

---

[1] معلوم ہوا کہ اموال وثمرات کی قلت اور آپس کا بغض وعداوت درحقیقت گناہوں کی نحوست سے پیدا ہوتا ہے، چنانچہ زمین ان گناہوں سے پاک ہو جائے گی تو اس کی برکات ظاہر ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے ۱۲ [2] یعنی اللہ تعالیٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کہنے لگے العیاذ باللہ [3] چنانچہ انسان کا بیٹا انسان، حیوان کا بیٹا حیوان اور جن کا بیٹا جن ہوتا ہے، لہٰذا اگر نعوذ باللہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا جائے تو لازم آئے گا کہ عیسیٰ بھی خدا ہوں اور یہ ممکن نہیں اس لئے کہ خدا فانی نہیں ہوتا اور عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے، لہٰذا وہ خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے [4] پوری حدیث تشریح کے ساتھ التصریح کے حلبی ایڈیشن میں دیکھی جا سکتی ہے ملاحظہ فرمائیں ۱۲

۵۹ ۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے برابر میں دفن کیا جائے گا پس ان کی قبر چوتھی ہوگی ۔ (بخاری فی تاریخہ والطبرانی الدر المنثور)

۶۰ ۔ حضرت جابر[۱] بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے خروج مہدی کا انکار کیا اس نے اس وحی کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جس نے نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کیا اس نے کفر کیا، اور جس نے خروجِ دجال کا انکار کیا اس نے کفر کیا، اور جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے اس نے کفر کیا، کیونکہ جبریل نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے ۔ وہ میرے علاوہ کسی اور کو اپنا رب بنالے ۔

(فصل الخطاب والروض الانف ص ۱۶۰ ج ۱)

۶۱ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل[۲] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس آئیں گے ۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ آلِ عمران و سورۃ النساء و ابن جریر)

۶۲ ۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے

---

[۱] شیخ عبد الفتاح ابو غدہ دامت برکاتہم نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی نے یہ حدیث اپنے رسالہ "العرف الوردی فی اخبار المہدی" میں ذکر کرکے اس پر سکوت فرمایا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے شامی ایڈیشن کا حاشیہ ص ۲۴۲ کتاب میں یہ آخری حدیث ہے جسے محدثین نے موضوع قرار دیا ہے اسے ملا کر کتاب ہذا میں موضوع حدیثوں کی کل تعداد چار ہو گئی یعنی حدیث ۴۲، ۴۳، ۴۹، ۶۰ ۔

[۲] محدثین کی اصطلاح میں مُرسَل اس حدیث کو کہتے ہیں جسے تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے مگر جس صحابی سے یہ حدیث اس تک پہنچی اس کا حوالہ ذکر نہ کرے ۔ رفیع ۔

عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے (حدیث کے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) پھر اگر میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ "یا محمد" کہیں گے تو میں ضرور جواب دُوں گا۔
(مجمع الزوائد، تفسیر روح المعانی سورۃ الاحزاب)

۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں (نازل ہونے کے اکیس سال بعد) نکاح کریں گے اور (نکاح کے بعد) دنیا میں انیس سال قیام فرمائیں گے۔ (اس طرح دنیا میں قیام کی کل مدت چالیس سال ہو جائے گی جیسا کہ پیچھے صحیح احادیث میں گذرا ہے) (فتح الباری بحوالہ نعیم بن حماد)

۶۴۔ حضرت عروۃ بن رُدیم رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمّت (محمدیہ) کا بہترین دَور[1] دَورِ اوّل اور دورِ آخر ہے، دورِ اوّل میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہیں اور آخری دور میں عیسیٰ ابن مریم، اور ان دونوں کے مابین (بیشتر لوگ دینی اعتبار سے) بے ڈھنگے کجرو ہوں گے۔ وُہ تیرے طریقہ پر نہیں تُو اُن کے طریقہ پر نہیں۔ (کنز العمال ص ۲۰۲ ج ۷ بحوالہ حلیہ)

۶۵۔ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اُن کی پیروی کرنے والے کم اور تکذیب کرنے والے زیادہ ہیں تو اس کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی چنانچہ اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تم کو (اپنے وقت مقررہ پر طبعی موت سے) وفات دُوں گا (پس جب تمہارے لئے طبعی موت مقرر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں پھانسی وغیرہ پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالمِ بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں، اور جس کو میں اپنے پاس اُٹھاؤں وہ مردہ نہیں، اور میں اس کے بعد تم کو کانے دجّال پر بھیجوں گا اور تم اس کو قتل کرو گے (آگے فرماتے ہیں کہ) یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق کرتی

---

[1] دوسری صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم" یعنی سب سے اچھا دور میرا ہے پھر ان لوگوں کا دور ہے جو میرے بعد ہوں گے پھر ان لوگوں کا دور جو اُن کے بعد آئیں گے اس سے معلوم ہوا کہ متن کی حدیث میں جس دور کو ٹیڑھا فرمایا گیا ہے صحابہ و تابعین کا دور اس میں داخل نہیں بلکہ

ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ "ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ؟" (الدر المنثور بحوالہ ابن جریر)

۶۶۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت زین العابدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث روایت فرمائی جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل میں میں ہوں، بیچ[1] میں مہدی اور آخر میں مسیح (علیہ السلام) ہیں؟ لیکن درمیانی زمانے میں ایک کج رو جماعت ہوگی، وہ میرے طریقہ پر نہیں میں ان کے طریقہ پر نہیں۔ (مشکوٰۃ)

۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوب سن لو عیسیٰ ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول، یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت (کے آخری زمانہ) میں میرے خلیفہ ہوں گے، یاد رکھو وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور جنگ ختم ہو جائے گی، یاد رہے تم میں سے جو ان کو پائے اُنھیں میرا سلام پہنچا دے۔

(الدر المنثور ص ۲۴۲ ۲ بحوالہ طبرانی)

۶۸۔ حضرت عمرو بن سفیان تابعی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک انصاری مرد نے ایک صحابی کے حوالہ سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے ذکر میں فرمایا تھا کہ وہ (مدینہ سے باہر) مدینہ کی بنجر زمین تک آئے گا (کیونکہ) مدینہ میں اس کا داخلہ ممنوع ہوگا۔ پس مدینہ طیبہ اپنے باشندوں کو ایک یا دو[2] مرتبہ زلزلہ میں مبتلا کرے گا جس کے نتیجہ میں مدینہ سے ہر منافق مرد و عورت نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔

پھر دجال شام کی طرف آئے گا اور شام کے ایک پہاڑ کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کرلیگا

---

[1] بیچ سے مراد آخری زمانہ سے ذرا پہلے کا زمانہ ہے، کیونکہ دوسری احادیث میں (جو پیچھے گذر چکی ہیں) صراحت ہے کہ امام مہدی نزول عیسیٰ سے پہلے ظاہر ہوں گے اور نزول سے کچھ بعد تک زندہ رہیں گے۔

[2] راوی کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایک بار" فرمایا یا "دو بار" مگر صحیح بات وہی ہے جو حدیث ۱۳ میں گذری کہ یہ زلزلہ تین بار ہوگا (حاشیہ)

اور (اس کی تفصیل یہ ہے کہ دجّال سے) بچے ہوئے مسلمان اس زمانہ میں شام کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ گزیں ہوں گے۔ پس دجّال اس پہاڑ کے دامن میں اتر کر ان کا محاصرہ کرے گا۔

جب محاصرہ طول کھینچے گا تو ایک مسلمان (اپنے ساتھیوں سے) کہے گا "اے مسلمانو تم اس طرح کب تک رہو گے کہ تمہارا دشمن تمہارے اس پہاڑ کے دامن میں پڑا اوڈ ڈالے رہے؟ (تم اس پر ٹوٹ پڑو کیونکہ) تمہیں دو فائدوں میں سے ایک ضرور مل کر رہے گا کہ یا تو اللہ تم کو شہادت عطا کرے گا یا فتح نصیب فرمائے گا۔ یہ سُن کر مسلمان جہاد کی بیعت (عہد) کریں گے، اللہ جانتا ہے کہ ان کی طرف سے وہ بیعت سچی ہو گی۔

پھر اُن پر ایسی تاریکی چھائے گی کہ کسی کو اپنا ہاتھ سجھائی نہ دے گا، اب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس لوگوں کی آنکھوں اور ٹانگوں کے درمیان سے تاریکی ہٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ ٹانگوں تک دیکھ سکیں) اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہو گی، پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے "میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان اور اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمۂ "کن" سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو کہ یا تو اللہ دجّال اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے، یا ان کو زمین میں دھنسا دے، یا ان کے اوپر تمہارے اسلحہ مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔

مسلمان کہیں گے "یا رسول اللہ یہ (آخری) صورت ہمارے لئے اور ہمارے قلوب کے لئے زیادہ طمانیت کا باعث ہے، چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ڈیل ڈول والے یہودی کو بھی) دیکھو گے کہ ہیبت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار نہ اٹھا سکے گا

پس مسلمان (پہاڑ سے) اُتر کر اُن کے اوپر مسلط ہو جائیں گے، اور دجّال جب (عیسیٰ) ابن مریم کو دیکھے گا تو سیسہ (یا رانگ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اُسے جا لیں گے اور قتل کر دیں گے (الدر المنثور بحوالہ معمر)

۲۹۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ عیسیٰ ابن مریم ایسے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں میں نازل ہوں گے جو اس وقت کے اہلِ زمین میں سب سے بہتر اور پچھلے (یعنی پچھلی اُمتوں[۱] کے) صلحاء سے بھی بہتر ہوں گے۔

(کنز العمال بحوالہ دیلمی)

۷۰۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس وہ (پنج وقتہ) نمازیں پڑھائیں گے اور جمعہ کی نمازیں، اور حلال چیزیں زیادہ کردیں گے[۲] گویا میں انھیں بطنِ روحاء[۳] کے مقام پر دیکھ رہا ہوں کہ ان کی سواریاں انھیں حج یا عمرہ کے واسطے لئے جارہی ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۷۱۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال جو اللہ کا دشمن ہے اس طرح نکلے گا کہ اس کے ساتھ یہودیوں اور مختلف اقسام کے لوگوں کی فوجیں ہوں گی، نیز اُس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی، اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنھیں وہ قتل کرکے زندہ[۴] کرے گا، اور اس کے ساتھ ثرید[۵] کا ایک پہاڑ اور پانی کی ایک نہر ہوگی (آگے دجال کی علامات اور بعض تفصیلات بیان[۶] فرمائیں اور آخر میں فرمایا) اور اللہ عیسیٰ ابن مریم کو (اُس کے پاس) لے جائے گا حتیٰ[۷] کہ وہ اُسے قتل کردیں گے پس اس کے ساتھی ذلیل ہوں گے اور ذلیل ہوکر لوٹیں گے اِس حدیث کی سند میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہیں جو متروک[۸] ہیں۔

(کنز العمال ص ۲۶۳ ج ۷، بحوالہ نعیم بن حماد)

---

[۱] پچھلے صلحاء سے پچھلی امتوں کے صلحاء بھی مراد ہوسکتے ہیں اور وہ صلحاء بھی جو قرونِ مشہود لہا بالخیر کے بعد یعنی تبع تابعین کے بعد امت محمدیہ میں گذرے ہیں واللہ اعلم۔ ر۔ف [۲] یعنی ان کی برکت سے حلال چیزوں کی پیداوار بہت زیادہ ہوجائے گی جس کی تفصیل پیچھے متعدد احادیث میں گذرچکی ہے واللہ اعلم۔ رفیع [۳] بطنِ روحاء مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے (حاشیہ) [۴] یعنی اس کی شعبدہ بازی سے لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا ورنہ حقیقتاً وہ ایسا نہ کرسکے گا (حاشیہ) [۵] ایک قسم کا کھانا ہے جو عربوں کے بہترین کھانوں میں شمار ہوتا ہے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے اور گوشت کی بوٹیاں ملا کر بنایا جاتا ہے اور ثرید کے پہاڑ کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس کے پاس ثرید بہت بڑی مقدار میں ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ ثرید جیسے بہت بہترین کھانے بڑی مقدار میں اس کے پاس ہوں گے (حاشیہ) [۶] مؤلف مدظلہم نے بقصد اختصار یہ تفصیلات حذف فرمادی ہیں پوری حدیث "التصریح" کے عربی ایڈیشن میں دیکھی جاسکتی ہے۔ [۷] لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ ر۔ف

۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک لوبیا تھی یہاں تک کہ اُنھیں (آسمان پر) اٹھا لیا گیا، اور انھوں نے ایسی کوئی چیز نہیں کھائی جو آگ پر پکائی گئی ہو، یہاں تک کہ اُنھیں (آسمان پر) اُٹھا لیا گیا۔

(کنز العمال بحوالہ دیلمی)

۷۳۔ حضرت سلمہ بن نُفیل السکونی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عیسیٰ ابن مریم کے نزول تک (حکم) جہاد منقطع نہیں ہوگا۔

(سیرۃ المُغُلطائی و مسند احمد[1])

۷۴۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب انھوں نے بیت المقدس کی زیارت کی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو "زیتا" پہاڑ پر چڑھ کر وہاں بھی نماز پڑھی اور فرمایا "یہ وہی پہاڑ ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان اُٹھایا گیا" اور عیسائی اس پہاڑ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اب بھی تعظیم کرتے ہیں۔

(تفسیر فتح العزیز، سورۃ تین)

۷۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے سامنے دجّال کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ خروجِ دجّال کے وقت لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ اس کی پیروی کرے گا، ایک گروہ اپنے آباؤ اجداد کی زمین میں دیہات میں چلا جائے گا، اور ایک گروہ فرات کے ساحل کی طرف چلا جائے گا چنانچہ اس گروہ اور دجّال کے درمیان جنگ ہوگی، یہاں تک کہ مؤمنین شام کی بستیوں[2] میں جمع ہو جائیں گے پس یہ مؤمنین فوج کا ایک دستہ دجّال کا حال معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف بھیجیں گے جس میں ایک شخص بھورے یا چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا۔ یہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے گا۔ پھر مسیح علیہ السلام نازل ہو کر دجّال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد زمین میں یاجوج وماجوج (سمندر کی طرح) موجیں مارتے

---

[1] اس حدیث کو نسائی نے سنن میں بھی روایت کیا ہے (حاشیہ)

[2] ایک روایت میں شام کی بستیوں کی بجائے "شام کا مغربی حصّہ" ہے (حاشیہ)

ہوئے نکلیں گے اور زمین میں فساد برپا کر دیں گے[1]۔۔۔ الخ

(الدر المنثور ص ۲۵۷ ج ۲ بحوالہ ابن ابی شیبہ، وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وغیرہ)

آثار[2] صحابہ و تابعین

۱/۷۶۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[3]" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم (کی دلیل[4]) ہے۔ (در منثور بحوالہ حاکم وغیرہ)

۲/۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیتِ قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" کا مطلب ہے "عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے" (اسی لئے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی دلیل ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں بیان ہوا) (در منثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۳/۷۸۔ آیتِ قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "یعنی اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں کے بہت سے لوگ نزولِ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے (اور

---

[1] مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث یہیں تک ذکر کی ہے کیونکہ یہی حصہ موضوعِ کتاب سے متعلق تھا حدیث کے باقی حصہ میں علاماتِ قیامت، اور قیامت کے بعد عالمِ آخرت کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں حلب کے ایڈیشن میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم نے یہ حصہ بھی شاملِ کتاب کر دیا ہے وہاں اس کی مراجعت کی جا سکتی ہے۔ رفیع [2] آثار "اثر" کی جمع ہے محدثین کی اصطلاح میں صحابہ و تابعین کے اقوال کو آثار کہا جاتا ہے ۱۲ [3] سورۂ نساء آیت ۱۵۹، ترجمہ یہ ہے "تمام اہل کتاب ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے" [4] کیونکہ آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آئندہ زمانہ میں موت آئے گی، اور ظاہر ہے کہ موت دنیا میں نازل ہونے کے بعد ہی آئے گی آسمان پر نہیں اس لئے کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" یعنی تم سب انسانوں کو ہم نے زمین سے (بواسطہ آدمؑ) پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے، [5] یعنی "مَوْتِهٖ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے ۱۲

چونکہ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے لہٰذا اُن پر ایمان لانے کا حاصل یہ ہوا کہ اس وقت تمام نصارٰی اور وہ یہودی جو قتل سے بچ رہیں گے مسلمان ہو جائیں گے) (درمنثور بحوالہ ابن جریر)

۴۹/۷۹۔ آیت قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد[1] ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] واضح رہے کہ اس آیت کی تفسیر صحابہ وتابعین سے دو طرح منقول ہے، ایک وہ جو پچھلی تین حدیثوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان ہوئی کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ "نزولِ عیسیٰ کے بعد اُن کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے ان پر ایمان لے آئیں گے" یہی تفسیر حدیث ۱، ۲ کے ضمن میں بھی کتاب کے بالکل شروع میں بروایت حضرت ابوہریرۃ بیان ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کی رو سے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی دلیل ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہوا۔

اور دوسری تفسیر حضرت محمد ابن الحنفیہؒ نے بیان فرمائی جو یہاں مذکور ہے اس تفسیر کی بنیاد اس پر ہے کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں بلکہ "اَهْلِ الْكِتَابِ" کی طرف راجع ہے لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ آئندہ ہر یہودی اور نصرانی اپنے مرنے سے ذرا پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ یعنی اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہ آئی تھی بلکہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا جہاں سے وہ پھر دنیا میں نازل ہوں گے اور وہ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ——— یہ تفسیر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اس تفسیر کی رو سے یہ آیت قرآنیہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل نہیں بن سکتی (اگرچہ دوسرے قطعی دلائل کے باعث نزولِ عیسیٰ ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے)۔

مگر اس تفسیر پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ اس آیت کے نزول کے بعد جتنے یہودی اور نصرانی بھی مرے سب مومن ہو کر مرے کوئی بھی حالت کفر پر نہیں مرا، حالانکہ یہ مشاہدہ کے خلاف ہے! اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ یہی اعتراض حجاج بن یوسف نے حضرت شہر بن حوشب کے سامنے پیش کیا تھا انھوں نے اس کا جو جواب دیا وہ بھی اگلی حدیث میں آرہا ہے وہیں اس کی تشریح بھی آئے گی۔ ۱۲

فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے ہر ایک کے پاس (اس کی موت سے ذرا پہلے) فرشتے آکر اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں، پھر اُس سے کہا جاتا ہے۔
"او خدا کے دشمن عیسیٰ اللہ کی (پیدا کردہ) جان ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (کُنْ کی پیدائش) ہیں[1]، اللہ کے مقابلہ میں تیرا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ خدا ہیں (یاد رکھ کہ) انھیں موت نہیں آئی بلکہ انھیں آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت سے پہلے نازل ہونے والے ہیں۔"
یہ سُن کر ہر یہودی اور نصرانی اُن پر ایمان[2] لے آتا ہے (یعنی اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی تھی، وہ نازل ہونے والے ہیں، اور وہ خدا نہیں خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) (درمنثور)

۵/۸۰ ۔ حضرت شہر بن حَوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حجاج (بن یوسف) نے مجھ سے کہا کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت جب بھی میں پڑھتا ہوں مجھے ایک اشکال پیش آتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" (جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا) حالانکہ میرے پاس (یہودی اور نصرانی) قیدی لائے جاتے ہیں اور میں اُنھیں قتل کرتا ہوں مگر میں انھیں کچھ کہتے ہوئے (یعنی کلمۂ ایمان پڑھتے ہوئے) نہیں سنتا؟
میں نے اُسے جواب دیا کہ اس آیت کا مطلب تمھیں صحیح نہیں بتایا گیا۔
بات یہ ہے کہ جب کسی نصرانی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اُسے آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں "او خبیث! (حضرت) مسیح (علیہ السلام) جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ وہ خدا ہیں یا تین خداؤں میں کے ایک ہیں وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور "روح اللہ ہیں" یہ سُن کر وہ ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کر لیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہیں ہوتا (کیونکہ نزع کے وقت جب کہ موت

---

[1] یعنی کلمۂ کُنْ اور ان کی ولادت کے درمیان باپ کا واسطہ نہیں۔
[2] ان کے ایمان لانے کا مطلب اگلی حدیث اور اس کے حاشیہ میں بیان ہوگا۔

کے فرشتے نظر آنے لگتے ہیں، توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں[۱]) اور جب کسی یہودی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اُسے بھی آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں "او خبیث! (حضرت) مسیح (علیہ السلام) جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ تم (یہودیوں) نے انھیں قتل کر دیا تھا وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور رُوح اللہ ہیں یہ سن کر یہودی بھی اُن پر ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کر لیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان مفید نہیں ہوتا۔

پس نزولِ عیسیٰ کے بعد (جب دجّال قتل ہوجائے گا) جتنے یہودی اور نصرانی زندہ باقی ہوں گے سب اُن پر ایمان لے آئیں گے جس طرح کہ اُن کے مُردے اپنی اپنی موت کے وقت ایمان لاتے رہے تھے (مگر دونوں میں بڑا فرق ہوگا کہ مُردوں کا ایمان معتبر و مقبول نہیں تھا اور زندہ لوگوں کا معتبر ہوگا)۔

یہ سُن کر حجاج نے مجھ سے پوچھا کہ (اس تفصیل کے ساتھ آیت کی) یہ تفسیر تم نے کہاں سے حاصل کی؟ میں نے کہا "محمد بن علیؒ سے"، کہنے لگا "تم نے یہ اُس کے اصلی مقام سے حاصل کی ہے"۔

حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علیؒ کا حوالہ اسے جلانے[۲] کے لئے دے دیا تھا ورنہ بخدا یہ تفسیر مجھے (سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت) ام سلمہؓ ہی نے سنائی[۳] تھی۔ (درمنثور بحوالہ ابن المنذر)

<u>۶/۸۱ ۔ اللہ تعالےٰ کے ارشاد "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ</u>

---

[۱] نیز ایمان کے لئے زبان سے اقرار بھی ضروری ہے جو وہ نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ کہ اس کی موت حالتِ کفر ہی میں شمار ہوتی ہے۔ ہاں اگر کوئی اتفاقاً نزع کی حالت سے پہلے پہلے ایمان لے آئے اور زبان سے اس کا اقرار بھی کرے تو اس کا ایمان معتبر ہے اور شرعاً اُسے مومن قرار دیا جائے گا۔ [۲] کیونکہ حجاج بن یوسف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد سے سیاسی اختلاف رکھتا تھا۔ [۳] حضرت شہر بن حوشبؒ نے یہ تفسیر پہلے، صرف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہوگی پھر محمد بن الحنفیہؒ سے اس کی تفصیلات سُنی ہوں گی جو اوپر بیان ہوئیں اس لئے حضرت محمد بن الحنفیہ کا حوالہ دینا بھی واقعہ کے خلاف نہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ‘‘ کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ[۱] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو تمام ادیان و مذاہب کے لوگ اُن پر ایمان لے آئیں گے، اور قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام اُن اہلِ کتاب پر جنھوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود اور جنھوں نے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ) گواہی دیں گے کہ میں نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا (مگر انھوں نے میری تکذیب کی) اور میں نے ان کے سامنے اپنے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اللہ کا بندہ ہوں (مگر انھوں نے مجھے خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا) (درِ منثور بحوالہ عبدالرزاق و عبد بن حُمید وغیرہ)

۷/۸۲ ۔ حضرت ابن زیدؒ (جو جلیل القدر تابعی اور امام مالک و امام زہری کے استاذ ہیں) آیت قرآنیہ ’’ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد دجّال کو قتل کر دیں گے تو دنیا کے تمام یہودی (جو جنگ میں قتل ہونے سے بچ گئے ہوں گے) ان پر ایمان لے آئیں گے ۔ (ابن جریر)

۸/۸۳ ۔ حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) آیت قرآنیہ ’’ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے بعد جو یہودی یا نصرانی بھی زندہ بچے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا ۔ (ابن جریر)

۹/۸۴ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی) آیتِ قرآنیہ ’’ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ’’ قَبْلَ مَوْتِهٖ ‘‘ کا مطلب ہے ’’ عیسیٰ کی موت سے پہلے‘‘[۲] بخدا وہ اِس وقت اللہ کے پاس زندہ ہیں، اور جب نازل ہوں گے تو ان پر سب اہلِ کتاب ایمان لے آئیں گے ۔ (ابن جریر)

۱۰/۸۵ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہی سے کسی نے آیتِ قرآنیہ ’’ وَاِنْ مِّنْ

---

[۱] طبقۂ تابعین کے مشہور و معروف محدث، مفسر اور فقیہ ۔ ۱۲

[۲] یعنی ’’ مَوْتِهٖ ‘‘ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے ۱۲

اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ کا مطلب ہے "عیسیٰ کی موت سے پہلے" بیشک اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس (زندہ) اُٹھا لیا تھا، اور وہی ان کو قیامت سے پہلے (دنیا میں) ایسے مقام پر بھیجے گا کہ ان پر ہر نیک و بد ایمان لے آئے گا۔ (در منثور بحوالہ ابن ابی حاتم)

$\frac{11}{86}$ ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے پاس باہر تشریف لائے اس وقت اس گھر میں بارہ حواریین موجود تھے، آپ اُن کے پاس ایک چشمہ سے (غسل کر کے) تشریف لائے تھے جو اسی گھر میں سے بہتا تھا، اور آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے[1] تھے الخ (در منثور ص $\frac{238}{2}$ ج بحوالہ نسائی وغیرہ)

$\frac{12}{87}$ ۔ آیت قرآنیہ "وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ" الخ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور (یہود کو ہم نے اس وجہ سے بھی سزا دی کہ) انھوں نے کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بلکہ (خود) یہودیوں کو اشتباہ ہو گیا، اور جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، اُن کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے، اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان) پر اٹھا لیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے قدرت والے حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اُٹھا لیا)۔

---

[1] اب تک کی تمام احادیث نزولِ عیسیٰ سے متعلق تھیں اگرچہ ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذکر بھی کہیں کہیں ضمناً آگیا تھا، یہاں سے حدیث $\frac{16}{91}$ تک کی احادیث میں آسمان پر اُٹھائے جانے ہی کا ذکر ہے۔ نزولِ عیسیٰ کا نہیں۔ [2] آگے حدیث طویل ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی تفصیل اور پھر اہلِ کتاب کے مختلف عقائد اور فرقوں کا بیان ہے، مگر مؤلف رح نے یہاں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا ہے جس کا تعلق زیرِ بحث مضمون سے ہے۔ جن حضرات کو پوری حدیث دیکھنے کی خواہش ہو وہ حلب کا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قتادہؒ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اُن اللہ کے دشمن یہودیوں کو قتلِ عیسیٰ پرنازتھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کردیا ہے اور سولی پر چڑھادیا ہے، حالانکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے یہ بات کہی تھی کہ "تم میں سے کون اس کے لئے تیار ہے کہ اُسے میرے مشابہ بنادیا جائے، پھر وہی قتل ہو"؟ اُن میں سے ایک صاحب نے کہا "یانبیؑ اللہ میں اس کے لئے تیار ہوں" پس اسی شخص کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں) قتل کردیا گیا اور اللہ نے اپنے نبی کو بچالیا اور اوپر (آسمان میں) اٹھالیا۔ (درمنثور ص ۲۳۸ ج ۲ بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۳/۸۸ ۔ ارشادِ خداوندی "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کی تفسیر میں (مشہور تابعی) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک اور شخص کو سولی پر چڑھادیا جسے وہ عیسیٰ سمجھے، اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) زندہ اُٹھالیا۔ (درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۴/۸۹ ۔ حضرت ابورافعؓ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان پر) اُٹھایا گیا اُس وقت اُن کے پاس ایک اونی کپڑا تھا، دو چرمی موزے تھے جو چرواہے پہنتے ہیں، اور ایک حذافہؑ[1] تھا جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔
(درمنثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۵/۹۰ ۔ حضرت ابوالعالیہؒ[2] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان) پر اٹھایا گیا تو انھوں نے اپنے پیچھے صرف یہ چیزیں چھوڑیں۔ ایک اونی کپڑا، دو چرمی موزے جو چرواہے پہنتے ہیں، اور ایک حذافہ جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ (درمنثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۶/۹۱ ۔ حضرت عبدالجبار بن عبید اللہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت عیسیٰ ابن مریم کو (آسمان پر) اٹھایا گیا۔ آپ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "کتاب اللہ کے

---

[1] ایک آلہ جس سے پرندوں کو مار کر شکار کیا جاتا ہے۔ (حاشیہ)

[2] جلیل القدر تابعی ہیں اور علم قراءت میں صحابہ کے بعد سب سے بڑے عالم قرار دیئے گئے ہیں (حاشیہ)

بدلے میں اجرت لے کر مت کھاؤ، کیونکہ اگر تم نے اس سے اجتناب کیا تو اللہ تعالیٰ تم کو ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن کا پتھر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

حضرت عبدالجبار فرماتے ہیں یہ وہی منبر ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ "فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ"[1] اور (اس خطاب کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان پر) اُٹھالئے گئے۔ (درمنثور بحوالہ ابن عساکر)

17/92۔ ارشادِ خداوندی "وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ"[2] کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج (نزول) کے بارے میں ہے (یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قربِ قیامت کی علامت ہے)" (الدر المنثور بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و الطبرانی وغیرہ)

18/93۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ "وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نزولِ عیسیٰ ہے۔ (درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

---

[1] یعنی (متقین) ایک عمدہ مجلس میں ہوں گے قدرت والے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے پاس [2] یہ سورۂ زخرف کی آیت ۶۱ کا ایک حصہ ہے اس کے لفظ "لَعَلَمٌ" میں دو قراءتیں ہیں اور دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں، ایک قراءت میں اسے "لَعَلَمٌ" پڑھا گیا ہے (یعنی عین اور دوسرے لام پر فتحہ ہے) اوپر حدیث میں یہی قراءت مذکور ہے۔ اور عَلَمٌ کے معنی علامت کے ہیں لہٰذا اس قراءت کی رو سے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (یعنی ان کا نزول) قیامت کی ایک علامت ہے۔ آگے حدیث ۲۱ میں آیت کی یہ تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے اور دوسری قراءت میں یہ لفظ "لَعِلْمٌ" (عین مکسور اور لام ساکن) ہے جمہور قرّاء کی قراءت یہی ہے، اس قراءت کی رُو سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جو ذات اس پر قادر ہے وہ قیامت واقع کرنے پر بھی قادر ہے۔

اس قراءت کے اعتبار سے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی بجائے ان کی پیدائش سے متعلق ہے (حاشیہ)

۱۹/۹۴ ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامت ہے اور کچھ لوگ (اس آیت کا مطلب) یہ بیان کرتے ہیں کہ "قرآن[1] قیامت کی علامت ہے"۔

(درمنثور ص ۲۰ ج ۶ بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۲۰/۹۵ ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، ارشاد خداوندی "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے (درمنثور ص۲۱ بحوالہ ابن جریر)

۲۱/۹۶ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔

(درمنثور ص۲۰ ج ۶ بحوالہ ابن جریر)

۲۲/۹۷ ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا"[2] کی تفسیر میں حضرت ابن زید فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے گہوارے یعنی بالکل بچپن میں تو (بطور معجزہ) باتیں کر چکے ہیں[3]، اور جب (نازل ہو کر) دجال کو قتل کریں گے اس وقت بھی لوگوں سے باتیں کریں گے، اس وقت وہ کہولت کی عمر میں ہوں گے (درمنثور ص ۲۵ ج ۲ بحوالہ ابن جریر)

۲۳/۹۸ ۔ حضرت وہب ابن منبہ کا ایک طویل ارشاد مروی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں کا گمان ہے کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا تھا،

---

[1] یعنی بعض لوگ "اِنَّہٗ" کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجائے قرآن کو قرار دیتے ہیں، مگر اس تفسیر کو حافظ ابن کثیر نے صحیح قرار نہیں دیا کیونکہ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر چل رہا ہے، قرآن کا وہاں ذکر نہیں ہے (حاشیہ)

[2] سورۂ آل عمران رکوع ۵ یہ آیت اس بشارت کا ایک حصہ ہے جو حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ نے پہنچائی کہ تمہارے بطن سے ایک بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوگا جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ پھر اس کی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک صفت یہ ہے "یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا" یعنی وہ لوگوں سے (معجزے کے طور پر بالکل بچپن میں) باتیں کرے گا جبکہ وہ ماں کی گود میں ہوگا اور اس وقت بھی باتیں کرے گا جب کہ پوری عمر کا ہوگا۔ [3] چنانچہ سورۂ مریم کے دوسرے رکوع میں وہ باتیں مذکور ہیں۔

نصاریٰ کو بھی یہی گمان ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی روز عیسیٰ علیہ السلام کو (آسمان پر) اُٹھا لیا تھا۔ (در منثور ص ۲۳۹، ۲۴۰ ج ۲)

۲۴/۹۹ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حبشی (مقابلہ کے لئے) نکلیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ایک جماعت ان کے مقابلہ کے لئے بھیجیں گے، چنانچہ حبشیوں کو شکست ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری[1] ص ۲۳۳ ج ۹)

۲۵/۱۰۰ ۔ آیت قرآنیہ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[2]" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ "تیرے یہ بندے (نصاریٰ) اپنی (غلط) باتوں کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، (پس اگر آپ ان کو سزا دیں تو جب بھی آپ مختار ہیں) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں یعنی[3] ان میں سے

---

[1] کتاب الحج باب قول اللہ تعالیٰ "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ" الخ [2] سورہ مائدہ رکوع ۱۶ آخرت میں جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے کیا نصاریٰ کو عقیدۂ تثلیث کی تعلیم آپ نے دی تھی؟ تو جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس باطل عقیدے سے اپنی برأت پیش کریں گے اور عرض کریں گے کہ جب تک میں ان میں موجود رہا اُس وقت تک تو میں ان کے حال سے واقف تھا پھر جب آپ نے مجھے اُٹھا لیا تو آپ ہی اُن کے حال پر مطلع رہے (اُس وقت کی مجھ کو خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا) پھر عرض کریں گے کہ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الخ" یعنی اگر آپ ان کو عقیدۂ تثلیث پر سزا دیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) آپ زبردست (قدرت والے) ہیں (تو معافی پر بھی قادر ہیں اور) حکمت والے ہیں (تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی) [3] یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک اشکال دور کرنا چاہتے ہیں جو مذکورہ بالا آیت کے ظاہری مضمون سے پیدا ہو سکتا تھا، اشکال یہ ہو سکتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں نصاریٰ کے لئے سفارش کا پہلو ہے حالانکہ نصاریٰ مشرک ہیں اور مشرک کے لئے شفاعت اور دعائے مغفرت جائز نہیں؟ اس کے متعدد جوابات مفسرین نے نقل فرمائے ہیں مگر جو جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہاں دیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت

(بقیہ صفحہ ۱۰۹ پہ)

اُن مؤمن لوگوں کی مغفرت فرمادیں جن کو میں[1] نے (آسمان پر جاتے وقت دنیا میں) چھوڑا تھا اور[2] (اُن لوگوں کی بھی) جو اُس وقت زندہ تھے جب کہ میں قتل دجال کے لئے آسمان سے زمین پر نازل ہوا اور اُس[3] وقت انھوں نے اپنے دعویٰ (تثلیث) سے توبہ کرلی اور آپ کی توحید کے قائل ہو گئے اور اس بات کا اقرار کر لیا کہ ہم سب (اللہ کے) بندے ہیں[4]، تو اگر آپ اِن کی اس بنا پر مغفرت فرما دیں کہ انھوں نے اپنے دعوئے (تثلیث) سے توبہ کر لی تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) آپ قدرت والے (اور) حکمت والے ہیں۔ (الدر المنثور ص ۳۵۰ ج ۲)

۱۰۱۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جُذام کے وفد سے فرمایا کہ "شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال کا (یعنی تمھارا[2])

بقیہ حاشیہ ص۱۰۸: عیسیٰ علیہ السلام کی یہ سفارش اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے تمام نصاریٰ کے لئے ہے لیکن مراد خاص قسم کے نصاریٰ ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا ۱۰۹

[1] خلاصہ یہ کہ یہ سفارش سب نصاریٰ کے لئے نہیں بلکہ صرف دو قسم کے نصاریٰ کے لئے ہوگی، ایک وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سماوی کے وقت موجود تھے اور دین عیسائیت پر ایمان رکھتے تھے تثلیث وغیرہ کا فرانہ عقائد کے قائل نہ تھے تو مؤمن ہونے کی وجہ سے ان کے لئے سفارش میں کوئی اشکال نہیں اور دوسرے وہ نصاریٰ جو نزول عیسیٰ کے بعد اُن پر ایمان لے آئے اور تثلیث وغیرہ غلط عقائد سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے غرض یہ سفارش اُن نصاریٰ کے لئے نہ ہوگی جن کی موت حالتِ کفر میں ہوئی واللہ اعلم

[2] قبیلۂ جُذام قوم شعیب ہی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کی سسرال ہونا قرآن حکیم (سورۂ قصص) سے ثابت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلۂ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سسرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

آنا مبارک ہو۔ اور قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ مسیح علیہ السلام تمھاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔

(الخطط[1] ص ۳۵۰ ج ۲)

---

[1] علامہ مقریزیؒ کی مشہور کتاب "الخطط المقریزیۃ" میں یہ حدیث اسی طرح ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی، صرف "الکبری" سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، سوءِ اتفاق سے شیخ عبد الفتاح ابو غدہ مدظلہم کو بھی اس کی تحقیق و تخریج کا موقع نہ مل سکا، احقر نے کتبِ حدیث میں اس کو تلاش کیا، اصل حدیث تو کئی کتابوں میں سند کے ساتھ مل گئی مگر حدیث کا آخری جملہ "اور قیامت اُس وقت تک الخ" سوائے الخطط کے اب تک کسی کتاب میں نہیں ملا، اصل حدیث سلمہ بن سعدؓ سے مندرجہ ذیل کتابوں میں مرفوعاً موجود ہے۔

مجمع الزوائد ص ۵۱ ج ۱۰۔ کنز العمال ص ۲۰۹ ج ۶۔ جمع الفوائد ص ۵۹۱ ج ۲۔ تفسیر ابن کثیر ص ۳۸۴ ج ۳۔ الاستیعاب لابن عبد البر بہامش الاصابۃ ص ۸۹ ج ۲۔ الاصابۃ لابن حجر، ص ۶۲ ج ۲۔ حدیث کا کچھ حصہ اسد الغابہ میں بھی ہے ص ۳۳۷ ج ۲ فی ذکر سعد بن سلمۃ یرفع

تتمہ

اصل کتاب ایک سَو ایک حدیثوں پر مشتمل تھی، پھر فضیلۃ الشیخ حضرت عبدالفتاح ابوغدّہ دامت برکاتہم کو اس کتاب کی شرح و تحقیق کے دوران "نزولِ عیسیٰ علیہ السلام" کے بارے میں مزید بیس[1] حدیثیں مختلف کتبِ حدیث سے دستیاب ہوئیں جو انھوں نے حلبی ایڈیشن میں "تتمہ واستدراک" کے عنوان سے اضافہ فرمائیں، ان میں وسؔ احادیث مرفوع[1] تھیں اور دسؔ موقوف (یعنی آثار صحابہ و تابعین) یہاں ترجمہ صرف پندرہ رسات مرفوع اور آٹھ موقوف) مستند احادیث کا کیا جا رہا ہے، باقی پانچ میں سے تین ضعیف[2] تھیں اور دو مجمل، اس لئے انھیں ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

مزید احادیث مرفوعہ

1/102 ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دجّال مدینہ طیبہ (میں) داخل نہ ہوسکے گا بلکہ وہ خندق کے درمیان ہوگا (کیونکہ) اُس وقت مدینہ کے ہر دّرے پر ملائکہ پہرہ دے رہے ہوں گے، پس سب سے پہلے عورتیں اُس کی پیروی کریں گی، اور جب لوگ اُسے پریشان کریں گے تو غصہ میں واپس ہوجائیگا یہاں تک کہ وہ خندق[3] پر ٹھہرے گا، پھر جب فلسطین پہنچ کر وہ مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا تو عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے۔ (مجمع الزوائد ص ۳۴۹ ج ۷، بحوالہ اوسط طبرانی)

2/103 ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے

---

[1] محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال کو "حدیث مرفوع" اور صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال اور احوال کو "حدیث موقوف" کہا جاتا ہے، حدیث موقوف کو "اثر" بھی کہتے ہیں۔

[2] ان کے ضعف کی صراحت خود شیخ عبدالفتاح مدظلہم نے دی ہیں کردی ہے۔ رفیع

[3] تحقیق نہ ہوسکی کہ یہ کونسی خندق ہے اور کہاں؟ رفیع

مراد نزولِ عیسیٰ ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا۔ (صحیح ابن حبّان)

$\frac{۳}{۱۰۴}$ ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر "مہدی کہیں گے "آئیے ہمیں نماز پڑھائیے" عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "نہیں، تم (امتِ محمدیہ) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں، جو اللہ کی طرف سے اس امت کا اعزاز ہے۔

(الحاوی للسیوطی ص ۶۴ ج ۲ بحوالہ اخبار المہدی لابی نعیم)

$\frac{۴}{۱۰۵}$ ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اُمت میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم طلوع فجر کے وقت بیت المقدس میں نازل ہوجائیں، وہ مہدی کے پاس اتریں گے پس کہا جائے گا "دیا نبیّ اللہ آگے آکر ہمیں نماز پڑھائیے" وہ فرمائیں گے "اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں (لہٰذا تم بھی نماز پڑھا سکتے ہو اور تم ہی پڑھاؤ)۔

(الحاوی ص ۸۳ ج ۲ بحوالہ سنن ابی عمرو الدانی)

$\frac{۵}{۱۰۶}$ ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اُمت (میں سے ایک جماعت) حق پر ڈٹی رہے گی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں پس اُن کا امام (مہدی) کہے گا "آگے آئیے" (اور نماز پڑھائیے) وہ فرمائیں گے "تم زیادہ[۱] حق دار ہو، تم میں سے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں یہ اعزاز اس امت کو بخشا گیا ہے۔ (اقامۃ البرہان للشیخ الغماری ص ۴۰ بحوالہ ابی یعلیٰ)

$\frac{۶}{۱۰۷}$ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مہدی مُڑ کر دیکھیں گے تو عیسیٰ ابن مریم نازل ہو چکے ہوں گے۔ گویا ان کے بالوں

۱؎ زیادہ حق دار ہونے کی وجہ اگلی حدیث میں بیان ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اُس وقت اقامت ہو چکی ہوگی اور امام مہدی امامت کے لئے آگے بڑھ چکے ہوں گے لہٰذا مناسب یہی ہوگا کہ امامت وہی کریں اس سے ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ جب کسی جماعت کا مستقل امام نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکا ہو اور اقامت بھی ہو چکی ہو پھر کوئی ایسا شخص آجائے جو زیادہ افضل ہے تو اس آنے والے کو چاہیئے کہ خود امامت نہ کرے بلکہ خود اُسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ رفیع

سے پانی ٹپک رہا ہو، پس مہدی کہیں گے "آگے آکر نماز پڑھائیے" عیسیٰ فرمائیں گے "اس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہو چکی ہے (لہٰذا یہ نماز تو تم ہی پڑھاؤ) پس عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ایسے شخص (مہدی) کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو میری اولاد میں سے ہوگا۔

(الحاوی ص ۸۱ ج ۲ بحوالہ سنن ابی عمرو الدانی)

۱۰۸ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دجّال کے گدھے کے دونوں کان کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا (اسی حدیث کے آخر میں ارشاد ہے) اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر اُس (دجّال) کو قتل کریں گے، اس کے بعد لوگ چالیس سال تک (زندگی سے) اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے نہ جانی حتّٰی کہ) آدمی اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا "جاؤ گھاس وغیرہ چرو (یعنی چرنے کے لئے انھیں بغیر چرواہے کے بھیجدے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لئے ہیں تاکہ زراعت کا نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو گزند نہ پہنچائیں گے، اور درندے گھروں کے دروازوں پر (بھی) کسی کو ایذا نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مُدّ[1] گندم بوئے گا تو اُس سے سات سو مُد (گندم) پیدا ہوگا۔

پس لوگ اسی (خوشحالی) میں بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج (ماجوج کی دیوار (جو کہ ذو القرنین نے تعمیر کی تھی[2]) توڑ دی جائے گی۔ اب وہ موج در موج (نکل کر) زمین میں فساد برپا کریں گے۔ پس اللہ زمین سے ایک جانور مسلط کرے گا جو ان کے کانوں میں گھس جائیگا اُس سے وہ سب کے سب مر جائیں گے اور زمین اُن (کی لاشوں) سے متعفن ہو جائے گی پس لوگ ان کے تعفن سے پریشان ہو کر اللہ سے فریاد کریں گے، تو اللہ ایک غبار آلود یمنی ہوا بھیجے گا اور تین دن بعد (اُس کے ذریعہ) اُن کی تکلیف اس طرح دُور کرے گا کہ

---

[1] مُدّ ایک پیمانہ ہے جو عہد رسالت میں رائج تھا ہمارے وزن کے حساب اس کا وزن ۳ چھٹانک ۳ ماشہ اور ۳ تولہ ہوتا ہے (رسالہ اوزان شرعیہ) [2] اور جس کا ذکر سورۂ کہف کے آخر میں قدرے تفصیل سے آیا ہے۔

یاجوج ماجوج کی لاشیں سمندر میں پھینکی جاچکی ہوں گی۔ اور (اس کے بعد) لوگوں پر تھوڑی ہی مدت گذرے گی کہ آفتاب مغرب سے نکل آئے گا (الحاوی ص ۹۰ ج ۲ بحوالہ مستدرک حاکم)

مزید آثار صحابہ و تابعین

۱/۱۰۹ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب سے دنیا وجود میں آئی کوئی صدی ایسی نہیں گذری جس کے شروع میں کوئی اہم واقعہ نہ ہوا ہو، پس دجال (بھی) کسی صدی کے آغاز پر نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اُسے قتل کریں گے۔

(الحاوی ص ۸۹ ج ۲ بحوالہ تفسیر ابن ابی حاتم)

۲/۱۱۰ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "عیسیٰ ابن مریم (امامِ) مہدی کے پاس نازل ہوں گے اور عیسیٰ (علیہ السلام) اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے"

(الحاوی ص ۸۰، ج ۲ بحوالہ نُعیم بن حماد)

۳/۱۱۱ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی اور امامِ حدیث) فرماتے ہیں کہ (امامِ) مہدی اِسی امت (محمدیّہ) میں سے ہوں گے اور یہ وہی ہیں جو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی امامت کریں گے۔ (الحاوی ص ۶۵ ج ۲ بحوالہ مصنّف ابن ابی شیبہ)

۴/۱۱۲ حضرت اَرطاۃ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد منقول ہے (جس کے آخر میں ہے) کہ "پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ایک شخص مہدی ظاہر ہوگا جو نیک سیرت ہوگا (اور) قیصرِ روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر لشکر کشی کرے گا، وہ (عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کا سب سے آخری امیر ہوگا۔ پھر اُسی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور اُسی کے زمانہ میں عیسیٰ ابنِ مریم نازل ہوں گے۔

(الحاوی ص ۸۰ ج ۲ بحوالہ کتاب الفتن لابی نُعیم)

۵/۱۱۳ ۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (مُلکِ شام کے بارے میں) فرماتے ہیں کہ "لوگ وہیں پر یک جان ہو کر جمع ہوں گے اور وہیں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور وہیں اللہ مسیحِ کذاب (دجال) کو ہلاک کرے گا۔ (تاریخ دمشق لابنِ عساکر ص ۱۰۰ ج ۱)

۶/۱۱۴ ۔ حضرت کعبؓ[1] احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پُل کے پاس اس طرح نازل ہوں گے کہ ان کو ایک بادل نے اُٹھا رکھا ہو گا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، اُن کے جسم پر دو مُلائم کپڑے ہوں گے جن میں سے ایک کو تہ بند بنا کر باندھا ہوا ہو گا، دوسرے چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہو گا، جب سر جھکائیں گے تو اُس سے چاندی کے موتی کی طرح پانی کے قطرے ٹپکیں گے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ص ۲۱۸ ج ۱)

۷/۱۱۵ ۔ حضرت کعب احبار ہی فرماتے ہیں کہ "دجال بیت المقدس میں مؤمنین کا محاصرہ کرے گا جس سے وہ سخت بھوک کا شکار ہوں گے حتیٰ کہ بھوک کی وجہ سے وہ اپنی کمانوں کی تانت کھانے لگیں گے، پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک صبح کی تاریکی میں ایک آواز سنیں گے تو کہیں گے "یہ تو کسی شکم سیر آدمی کی آواز ہے"، پس وہ نظر

---

[1] حضرت کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں ان کی وفات ۳۲ھ یا ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ ان کی عمر ۱۰۴ سال تھی، انھوں نے عہد رسالت دیکھا ہے مگر مشرف بہ اسلام حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوئے۔ یہ پہلے یہودی تھے اور یہودیوں کی کتابوں کے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کیا کرتے تھے، جمہور نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے حافظ ذہبی نے انکا ذکر طبقات الحفاظ میں کیا ہے اور کتب الضعفاء میں ان کو ذکر نہیں کیا جاتا مگر جو حدیث یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کئے بغیر بیان کریں جیسا کہ یہاں ہے اس میں محدثین کو یہ شبہ رہتا ہے کہ کہیں انھوں نے اسرائیلی روایت نہ بیان کر دی ہو بعض صحابہ کرام کو بھی ان کے بارے میں یہ شبہ تھا، اس لئے محققین ان کی روایت پر پورا اعتماد اُسی وقت کرتے ہیں جب کہ اُس کی تائید کسی معتبر و مستند حدیث سے ہو جائے دیکھئے مقالات الکوثری از ص ۳۱ تا ۳۵ یہاں حدیث ۶/۱۱۴ تا ۱۱/۱۱۹ انہی کی روایات ہیں اور ان میں انھوں نے ان احادیث کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی، مگر اِن روایات کا بیشتر مضمون دوسری مستند احادیثِ مرفوعہ سے ثابت ہے جو پیچھے گذری ہیں اور جو مضمون مستند احادیثِ مرفوعہ سے ثابت نہیں اس میں زیادہ سے زیادہ جو احتمال ہے یہ ہے کہ وہ کسی اسرائیلی روایت کا مضمون ہو اور اسرائیلیات کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ان میں سے جس روایت کی تصدیق یا تکذیب قرآن و سنت سے نہ ہوتی ہو اُس کے بارے میں سکوت کیا جائے نہ تصدیق کریں نہ تکذیب۔ رفیع

دوڑائیں گے تو اچانک اُن کی نظر عیسیٰ ابنِ مریم پر پڑے گی۔ اُس وقت نمازِ (فجر) کی اقامت ہو رہی ہوگی، پس مسلمانوں کے امام مہدی پیچھے ہٹیں گے تو عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے "آگے بڑھو کیونکہ اِس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہو چکی ہے" چنانچہ اُس وقت کی نماز سب کو امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔ پھر اس کے بعد (کی نمازوں میں) امام حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں گے۔ (الحاوی ص ۸۴ ج ۲ بحوالہ کتاب الفتن لابی نعیم)۔

۸/۱۱۶ ۔ حضرت کعب احبار ہی کا ارشاد ہے کہ جب عیسیٰ ابن مریم اور مؤمنین یاجوج وماجوج (کے فتنہ) سے فارغ ہوں گے تو کئی سال کے بعد (جب کہ حضرت عیسیٰ کے انتقال کو بھی کئی سال گذر چکیں گے[۱]) لوگوں کو غبار کی طرح ایک چیز نظر آئے گی اور اچانک معلوم ہوگا کہ یہ ایک ہوا ہے جو اللہ نے مؤمنین کی روحیں قبض کرنے کے لئے بھیجی ہے پس یہ مؤمنین کی آخری جماعت ہوگی جس کی رُوح قبض کی جائے گی، اور ان کے بعد سو سال تک ایسے (کافر) لوگ (دنیا میں) رہیں گے جو نہ کسی دین کو جانتے ہوں گے، نہ سنت کو، یہ لوگ گدھوں کی طرح کھلم کھلا جماع کیا کریں گے، قیامت انہی پر آئے گی۔ (الحاوی ص ۹۰ ج ۲ بحوالہ نُعیم بن حمّاد)

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام وکرم سے آج ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ کی شب میں یہ ترجمہ وحواشی پایۂ تکمیل کو پہنچے، اللہ تعالیٰ شرفِ قبول بخشے اور مسلمانوں کو اس سے نفع عطا فرمائے۔ آمین وَھُوَ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

کتبہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
خادمِ طلبہ دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴/۹/۱۲

[۱] کیونکہ حدیث ۵۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد مسلمان زندہ رہیں گے جو مُقعد کو اُن کا جانشین بنائیں گے اور جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اُس وقت بھی دنیا میں مسلمان موجود ہوں گے جیسے کہ آیت قرآنیہ یوم یاتی بعض اٰیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن اٰمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرًا سے ظاہر ہے ۱۲ رف

علاماتِ قیامت

علاماتِ قیامت کا مفہوم، ان کی اہمیت، اقسام متعلقہ احادیث کی ایمان افروز تفصیلات اور زمانی ترتیب کے لحاظ سے ان کی جامع فہرست

تالیف

مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذ حدیث دار العلوم کراچی ۱۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

اما بعد حصۂ دوم کی احادیث کا تعلق اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ہے مگر ساتھ ہی یہ احادیث علاماتِ قیامت کی اور بھی بیشتر تفصیلات پر مشتمل ہیں، بلکہ فتنۂ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے ہیں ان کے دور کی جتنی تفصیلات اس میں آئی ہیں کسی اور عربی یا اردو کتاب میں ناچیز کی نظر سے نہیں گذریں۔

لیکن حصۂ دوم کا موضوع "علاماتِ قیامت" نہیں، اور نہ ترتیبِ کتاب میں وہ ملحوظ تھیں اس لیے یہ علامات پورے حصۂ دوم میں متفرق اور منتشر ہیں حتّٰی کہ ایک ہی واقعہ کا ایک جزء ایک حدیث میں اور باقی اجزاء دوسری متفرق حدیثوں میں آئے ہیں جنھیں تلاش کرنا پوری کتاب کی ورق گردانی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

اس لئے ضرورت تھی کہ ان علاماتِ قیامت کی ایک جامع فہرست مرتب کی جائے جس سے ہر علامت کی پوری تفصیل بھی بیک نظر معلوم ہوسکے اور یہ بھی کہ اُس علامت کا ذکر حصۂ دوم کی کس کس حدیث میں ہوا ہے۔ نیز حصۂ دوم میں بعض علامات کئی کئی حدیثوں میں آئی ہیں اس لئے حصۂ دوم کے ایسے جامع خلاصہ کی بھی ضرورت تھی جو تکرار سے خالی ہو۔

لہٰذا بعض بزرگوں نے مشورہ دیا اور والدِ ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے بھی پسند فرمایا کہ کتاب کے آخر میں حصۂ سوم کا اضافہ کر دیا جائے جس سے یہ سب ضرورتیں پوری ہوسکیں، اس طرح اس کتاب کا مطالعہ "علاماتِ قیامت" کی کتاب کی حیثیت سے بھی کیا جاسکے گا۔

خصوصیت سے اس زمانہ میں ایسی کتاب کی ضرورت اس لئے اور زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب قیامت کی قریبی علامات کے ظہور میں کچھ زیادہ دیر نہیں ہے جتنی چھوٹی چھوٹی علاماتِ قیامت کی خبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی وہ ایک ایک کر کے ظاہر ہو چکی ہیں، صرف علاماتِ کبریٰ باقی ہیں جو نہایت اہم اور عالمگیر واقعات ہوں گے اور اُن کا آغاز امام مہدی کے ظہور سے ہوگا۔ نہیں کہا جاسکتا کب اُن کا ظہور ہو جائے اور دنیا بالکل نئے حالات کے سامنے آکھڑی ہو، کیونکہ انہی کے زمانہ میں خروجِ دجّال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے انتہائی اہم واقعات پیش آنے والے ہیں، فتنۂ دجّال درحقیقت ایمان کی ایک نہایت کڑی آزمائش ہوگی جس کی تفصیلات کا جاننا ہر مسلمان کے لئے اور خصوصاً موجودہ نسل کے لئے بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس فتنۂ عظیم کے شر سے محفوظ رکھے۔

لہٰذا احقر نے حصّۂ دوم کی تمام علاماتِ قیامت کی مفصّل فہرست ایک خاص انداز پر مرتّب کی ہے جو پورے حصّہ دوم کا مستند اور جامع خلاصہ بھی ہے۔ اُس فہرست سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قیامت اور علاماتِ قیامت کے بارے میں چند ابتدائی امور ہدیۂ ناظرین کر دیئے جائیں۔

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت صورِ اسرافیل کی اُس خوفناک چیخ کا نام ہے جس سے پوری کائنات زلزلہ میں آجائے گی، اس ہمہ گیر زلزلہ کے ابتدائی جھٹکوں ہی سے دہشت زدہ ہو کر دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی، حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اس چیخ اور زلزلہ کی شدت دم بدم بڑھتی جائے گی جس سے تمام انسان اور جانور مرنے شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ زمین و آسمان میں کوئی جاندار زندہ نہ بچے گا، زمین پھٹ پڑے گی، پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے، ستارے اور سیارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے، آفتاب کی روشنی فنا اور پورا عالم تیرہ و تار ہو جائے گا، آسمانوں کے پرخچے اُڑ جائیں گے اور پوری کائنات موت کی آغوش میں چلی جائے گی۔

اس عظیم دن کی خبر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کو دیتے چلے آئے تھے مگر رسولِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے آکر یہ بتایا کہ قیامت قریب آپہنچی اور میں

اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں، قرآن حکیم نے بھی اعلان کیا کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ — قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہوگیا

اور یہ کہہ کر لوگوں کو چونکایا؛

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ (سورہ محمد) — سو کیا یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعتاً آپڑے؛ سو یاد رکھو کہ اس کی (متعدد) علامتیں آچکی ہیں، سو جب قیامت ان کے سامنے آکھڑی ہوگی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔

لیکن قیامت کب آئے گی اس کی ٹھیک ٹھیک تاریخ تو کجا سال اور صدی تک اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، یہ ایسا راز ہے جو خالق کائنات نے کسی فرشتے یا نبی کو بھی نہیں بتایا، جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو ان کو بھی یہی جواب ملا کہ

ما المسئول عنها باعلم من السائل — جس سے پوچھا جارہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا

قرآن حکیم نے بھی بتایا کہ قیامت کے مقررہ وقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، چند آیات یہ ہیں۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ — بے شک قیامت کی خبر اللہ ہی کو ہے۔

۲۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا۔ (سورہ النازعات) — یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ سو اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق؟ اس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔

۳۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ج لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ط ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا — یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرمادیجئے کہ اس کا (یہ) علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا، وہ آسمانوں

بَغْتَةً ط يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

(سورۃ الاعراف آیت ۱۸۷)

اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا، وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ سے اس طرح (اصرار سے) پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے۔

علامات قیامت کی اہمیت

البتہ قیامت کی علامات انبیاء سابقین علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو تبلائی تھیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہ تھا اس لئے آپ نے اس کی علامات سب سے زیادہ تفصیل سے ارشاد فرمائیں، تاکہ لوگ یوم آخرت کی تیاری کریں، اعمال کی اصلاح کرلیں اور نفسانی خواہشات و لذات میں انہماک سے باز آجائیں، آپ صحابۂ کرام کو انفرادًا اور اجتماعًا کبھی اختصار اور کبھی تفصیل سے ان علامات کی تعلیم فرماتے رہے، آپ نے ان کی تبلیغ کا کتنا اہتمام فرمایا اس کا کچھ اندازہ صحیح مسلم کی ان روایتوں سے ہوگا۔

عن ابی زید قال صلّٰی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفجرَ وصَعِد المِنبرَ فَخَطَبَنا حتی حضرت الظهر فنزل فَصلّٰی ثُمَّ صَعِدَ المنبر فَخَطَبَنا حتی حَضَرَتِ العصرُ ثُمَّ نزل فصلّٰی ثُمَّ صَعِدَ المنبر فَخَطَبَنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما هو کائنٌ فاعلَمُنا احْفَظُنَا۔

(صحیح مسلم ص۳۹۰ ج۲)

ابو زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر ہمارے سامنے خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا پس آپ نے اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، پھر آپ نے اتر کر نماز پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا پس آپ نے ہمیں (اس خطبہ میں، اُن اہم) واقعات کی خبر دی جو ہو چکے اور جو آئندہ ہونے والے ہیں، پس ہم میں سے جس کا حافظہ زیادہ قوی تھا وہی (ان واقعات کو) زیادہ جاننے والا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَامَ فِیْنَا

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، اس قیام میں
مقاما ماترك شيئا يكون فى	آپ نے قیامت تک ہونے والا کوئی (اہم) واقعہ
مقامہ ذلك الى قيام الساعة	نہیں چھوڑا جو ہمیں نہ بتلایا ہو جس نے یاد رکھا یاد
الاحدث به حفظه من حفظه و	رکھا، جو بھول گیا بھول گیا، میرے یہ ساتھی بھی یہ
نسيه من نسيه قد علمه اصحابى	بات جانتے ہیں، اور آپ نے ہمیں جن واقعات کی
هؤلاء وانه ليكون منه الشئ	خبر دی اُن میں سے جو میں بھول گیا ہوں وہ بھی جب رونما
قد نسيته فاراه فاذكره كما	ہوتا ہے تو مجھے یاد آجاتا ہے، جیسے کوئی آدمی جب
يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب	غائب ہو تو آدمی اُس کا چہرہ بھول جاتا ہے پھر جب
عنه ثم اذا راه عرفه (صحیح مسلم ص ۳۹۰ ج ۲)	وہ نظر پڑتا ہے تو یاد آجاتا ہے۔

امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر احادیث کی طرح علاماتِ قیامت کی حدیثیں بھی محفوظ رکھنے اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا بڑا اہتمام کیا، حتٰی کہ بچوں کو ابتدائے عمر ہی سے یہ احادیث یاد کرائی جاتی تھیں، کتبِ حدیث میں اس باب کی احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ محفوظ ہے جو نسلاً بعد نسلٍ حفظ و روایت کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

یُوں تو حدیث کی کوئی جامع کتاب ان احادیث سے خالی نہیں مگر اکابر محدثین نے اس موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں، ایک ایک علامت پر بھی مستقل تصانیف موجود ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ اب تک ایسی کوئی کتاب نظر سے نہیں گذری جو علاماتِ قیامت کی تمام مستند احادیث کو جامع ہو اور جس میں سب احادیث مفصّل اور مستند حوالوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہوں۔

ان علامات کی کیفیت

علاماتِ قیامت میں بعض واقعات کی تو اتنی تفصیلات ملتی ہیں کہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کی نشاندہی بھی موجود ہے مثلاً فتنۂ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی اتنی تفصیلات بیان فرمادی گئیں کہ کسی دوسری علامت میں اس کی نظیر نہیں ملتی، وجہ یہ ہے کہ فتنۂ دجال مؤمنین کے ایمان کی نہایت کڑی آزمائش ہوگا اگر اُس کی تفصیلات لوگوں کے سامنے نہ ہوں تو دجال کے دامِ فریب

میں پھنس جانے کا قوی اندیشہ تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ اور دیگر تفصیلات بھی اس لئے ضروری تھیں کہ کوئی بوالہوس اگر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے تو اس کے مکروفریب کا پردہ چاک کیا جا سکے۔ اور جب وہ تشریف لائیں تو ان کو بآسانی پہچان کر مسلمان اُن کے جھنڈے تلے دجال سے جہاد کر سکیں۔ اتنی کثیر علامات اور ان کی تفصیلات سے بعض اوقات قاری یہ توقع بھی کرنے لگتا ہے کہ واقعات کی کڑیاں ملا کر وہ قیامت کا ٹھیک ٹھیک زمانہ متعین کرنے میں کامیاب ہو جائے گا، لیکن نہ ایسا ہوا ہے نہ ہو سکے گا، قرآنِ حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ "لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَۃً" "قیامت تم پر اچانک آپڑے گی۔ وجہ یہ ہے کہ اوّل تو بہت سی علامتوں میں ترتیب ہی کا ادراک نہیں ہوتا کہ کونسا واقعہ پہلے اور کونسا بعد میں ہوگا، اور جن واقعات کی ترتیب احادیث میں بیان کردی گئی ہے اُن میں بھی متعدد مقامات پر یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں واقعوں کے درمیان کتنے زمانہ کا فاصلہ ہے، پھر بہت سی احادیث میں ایسا اجمال ہے کہ اُن کی مراد یقینی طور پر متعین نہیں ہوتی حتیٰ کہ بعض مقامات پر پڑھنے والے کو تعارض کا شبہ ہونے لگتا ہے، حالانکہ وہاں اجمال ہے تعارض نہیں۔

علاماتِ قیامت کی احادیث میں تعارض کیوں نظر آتا ہے

علاماتِ قیامت کی بعض احادیث میں سرسری نظر سے جو کہیں تعارض محسوس ہوتا ہے اُس کی چند وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس موضوع کی بعض احادیث میں اختصار ہے اگر مفصّل حدیث سامنے نہ ہو تو اختصار کے باعث دو حدیثیں باہم متعارض محسوس ہوتی ہیں مثلاً صحیح احادیث میں ہے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا[1]، مگر صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا[2]۔ دونوں حدیثیں بظاہر متضاد معلوم ہوتی ہیں لیکن پوری حقیقت مسند احمد کی ایک اور روایت سے سامنے آتی ہے[3] کہ اُس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی بائیں

---

[1] یہ احادیث حصہ دوم میں گذری ہیں اور آگے بھی ان کے حوالے علاماتِ قیامت کی فہرست میں آئیں گے

[2] عن ابن عمر مرفوعا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنیٰ کانّ عینہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ (مسلم ص ۳۹۹ ج ۲) [3] دیکھئے حصہ دوم میں حدیث ۲۵

آنکھ بے نور ہوگی اور دائیں آنکھ میں موٹی پھلی ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت کے لئے قرآن وسنت میں عموماً لفظ "الساعۃ" اور "القیامۃ" استعمال ہوا ہے مگر بعض احادیث میں یہ دونوں لفظ دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوئے ہیں چنانچہ مطلق موت کو بھی قیامت کہا گیا ہے اور قیامت کی کسی بڑی اور قریبی علامت پر بھی لفظ قیامت کا اطلاق کیا گیا ہے، جس کا ذہن ان معانی کی طرف نہ جائے گا وہ کئی احادیث میں تعارض محسوس کرے گا۔

مثلاً صحیح مسلم میں روایت ہے کہ

عن انس ان رجلاً سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم متی تقوم الساعة وعنده غلام من الانصار يقال له محمد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یعش هذا الغلام فعسٰی ان لا یدرکه الهرم حتی تقوم الساعة (صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲)	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی اس وقت آپ کے پاس ایک انصاری لڑکا موجود تھا جس کا نام محمد تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر یہ زندہ رہا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے"۔

یہ حدیث اُن تمام احادیث سے متعارض معلوم ہوتی ہے جو آگے علاماتِ قیامت کی فہرست میں آئیں گی اور پچھلے حصہ دوم میں تفصیل سے گذری ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت اور قیامت کے درمیان صدیوں کا فاصلہ ہوگا،

مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے جو صحیح مسلم ہی میں ہے حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہاں ساعت کا لفظ قیامت کے معنی میں نہیں بلکہ کچھ خاص افراد کی موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، وہ روایت یہ ہے۔

عن عائشة قالت كان الاعراب اذا قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم سألوه عن الساعة متی الساعة	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اعرابی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے کہ قیامت کب آئے گی؟

فنظر الی احدث انسانٍ منھم فقال ان یعش ھذا العبد ادرکہ الھرم قامت علیکم ساعتکم (صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲)	پس آپ ان میں سب سے کم سن انسان پر نظر ڈالتے اور فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تمھاری قیامت آجائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہاں "تمھاری قیامت" سے مخاطبین کی موت مراد ہے، عام قیامت نہیں اس معنی کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ذکر کی ہے کہ،

روی انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الموت القیٰمۃ فمن مات فقد قامت قیامتہٗ[1]	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موت قیامت ہے" پس جو مرا اُس کی قیامت تو آہی گئی

(الاحیاء ص ۴۲۱ ج ۴)

اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث میں بھی اگر تحقیق سے کام نہ لیا جائے تو تعارض نظر آتا ہے پہلی حدیث صحیح مسلم میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

۱۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت یوم قیامت تک سربلندی کے ساتھ حق کے لئے برسر پیکار رہے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کی ایک ایسی جماعت یوم قیامت تک زندہ رہے گی مگر مندرجہ ذیل احادیث میں صراحت ہے کہ قیامت سے پہلے تمام مومنین کو موت آجائے گی اور قیامت کے دن کوئی مؤمن زندہ نہ ہوگا، وہ احادیث یہ ہیں۔

۲۔ انّ اللہ عزّ وجلّ یبعث ریحًا الین من الحریر فلا تدع احدًا فی قلبہ قال ابو علقمۃ مثقال حبۃ و	بے شک اللہ عزّ وجلّ ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی پس جس کے دل میں ایک دانہ یا ایک ذرہ کی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اسے نہ چھوڑے گی

---

[1] حافظ الاسلام زین الدین عراقی رحؒ نے اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا سے کی ہے اور اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ مگر ہم نے یہ روایت محض تائید کے لئے ذکر کی ہے ورنہ حضرت عائشہؓ کی جو روایت مسلم کے حوالہ سے اوپر آئی ہے مدارِ استدلال وہی ہے جس کی صحت و قوت میں کوئی شبہ نہیں۔

قال عبد العزیز مثقال ذرة من ایمانٍ الا قبضته[1]	اور اس کی روح قبض کرے گی۔
۳- لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض اللّٰه اللّٰه (صحیح مسلم ص ۸۴ ج ۱)	قیامت نہ آئے گی جب تک یہ کیفیت نہ ہو جائے کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے۔
۴- لا تقوم الساعة علیٰ احد یقول اللّٰه اللّٰه[2]	قیامت ایسے کسی شخص پر نہیں آئے گی جو اللہ اللہ کہتا ہو۔
۵- لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس[3]	قیامت نہیں آئے گی مگر صرف بدترین لوگوں پر۔

دونوں قسم کی احادیث میں بظاہر تعارض ہے پہلی حدیث باقی چاروں حدیثوں سے معارض نظر آتی ہے، لیکن پہلی حدیث جو یہاں مسلم سے نقل کی گئی مختلف کتب حدیث میں متعدد سندوں اور مختلف الفاظ سے آئی ہے مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ، سنن ابی عمرو الدانی، کنز العمال، ابن عساکر، الحاوی اور سیرت مغلطائی کی حدیثوں میں "الی یوم القیامۃ" کی بجائے "حتی ینزل عیسی ابن مریم" کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمنین کی ایک ایسی جماعت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے تک باقی رہے گی معلوم ہوا کہ اوپر مسلم کی پہلی روایت میں جو "الی یوم القیامۃ" ہے وہاں یوم قیامت سے قیامتِ کبریٰ مراد نہیں بلکہ قیامت کی ایک بڑی علامت یعنی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے لہٰذا پہلی حدیث اور باقی چار حدیثوں میں جو تعارض نظر آرہا تھا ختم ہو گیا۔

کہیں دو حدیثوں میں تعارض اس لئے ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ضعیف یا موضوع ہوتی ہے، اگر حدیث موضوع ہے تو اس کا تو اعتبار ہی نہیں وہ کالعدم ہے، اور اگر ضعیف ہے اور وہ حدیث قوی پر منطبق نہیں ہوتی تو ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف کا اعتبار نہ ہو گا بلکہ اعتماد حدیثِ قوی پر ہی کیا جائے گا۔

---

[1] صحیح مسلم ص ۸۵ ج ۱ [2] صحیح مسلم ص ۸۴ ج ۱ [3] صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲ [4] یہ سب حدیثیں حصۂ دوم میں گذری ہیں دیکھئے حدیث ۳۲، ۴۷، ۴۲، ۱۰۵، ۱۰۶

کبھی علاماتِ قیامت کی دو حدیثوں میں تعارض اس لئے محسوس ہوتا ہے کہ دو الگ الگ علامتوں کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے، مثلاً قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ عدن (یمن) سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر ملکِ شام میں جمع کر دے گی، اور کئی دوسری حدیثوں میں ہے کہ "آگ حجاز سے نکلے گی" سرسری نظر سے دونوں باتیں متضاد معلوم ہوتی ہیں، لیکن درحقیقت یہ دو الگ الگ علامتیں ہیں حجاز کی آگ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے اور وہ نکل چکی ہے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آ رہی ہے، اور عدن کی آگ ابھی نہیں نکلی وہ بالکل قربِ قیامت میں نکلے گی جیسا کہ علاماتِ قیامت کی فہرست کے آخر میں بیان ہوگا۔

یہ تعارض کے وہ موٹے موٹے اسباب ہیں جو علاماتِ قیامت کی احادیث میں زیادہ پیش آتے ہیں، دیگر اسباب بھی ہوتے ہیں لیکن وہ اس مضمون کے ساتھ خاص نہیں دوسری احادیث میں بھی بکثرت پیش آتے ہیں، یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند اسباب پیش کئے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو جہاں احادیث کے درمیان تضاد اور تعارض نظر آئے وہاں تضاد کا فیصلہ کرنے کی بجائے حدیث کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

ناچیز راقم الحروف نے حصّہ دوم کے ترجمہ میں قوسین اور حواشی میں ایسے مقامات پر جہاں احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اُسے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور آگے علاماتِ قیامت کی فہرست میں ناظرین دیکھیں گے کہ اُنھیں مرتب ہی اس طرح کیا ہے کہ تعارض اکثر مقامات پر تو محسوس ہی نہیں ہوتا خود ترتیبِ بیان ہی سے تعارض کا حل ہوگیا ہے، اور کہیں بقدرِ ضرورت حواشی میں اس کا بیان کر دیا گیا ہے۔

علاماتِ قیامت کی تین قسمیں

قرآن حکیم میں جو علاماتِ قیامت ارشاد فرمائی گئیں وہ زیادہ تر ایسی علامات ہیں جو بالکل قُربِ قیامت میں ظاہر ہوں گی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں قریب اور دُور کی چھوٹی بڑی ہر قسم کی علامات بیان فرمائیں۔ علامہ محمد بن عبد الرسول برزنجی رح

(متوفی ۱۱۰۳ھ) نے اپنی کتاب "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" میں علاماتِ قیامت کی تین قسمیں کی ہیں (۱) علاماتِ بعیدہ (۲) علاماتِ متوسطہ جن کو علاماتِ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے (۳) علاماتِ قریبہ جن کو علاماتِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

قسم اوّل (علاماتِ بعیدہ)

علاماتِ بعیدہ وہ ہیں جن کا ظہور کافی پہلے ہو چکا ہے، ان کو "بعیدہ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، شق القمر کا[۱] واقعہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، جنگِ صفین[۲]، یہ سب واقعات ازروئے قرآن وحدیث علاماتِ قیامت میں سے ہیں اور ظاہر ہو چکے ہیں۔

فتنۂ تاتار

انہی علامات سے فتنۂ تاتار ہے جس کی پیشگی خبر احادیث صحیحہ میں دی گئی تھی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ روایات ذکر کی ہیں، بخاری میں حدیث کے الفاظ

---

[۱] لقولہ علیہ السلام "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ" رواہ البخاری ومسلم ولقولہ تعالیٰ "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر بیان القرآن سورۂ محمد تحت قولہ تعالیٰ فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُھَا اور آگے کی سب علامات کو علامہ برزنجیؒ نے "الاشاعۃ" میں تفصیل سے احادیث کے ساتھ بیان کیا ہے ص ۴ و ۱۰ و ۲۵ تا ص ۴۰ اور اجمالاً یہ سب علامات نواب صدیق حسن صاحبؒ نے بھی "الاذاعۃ لما یکون بین یدی الساعۃ" میں ذکر کی ہیں ص ۱۲ تا ۵۸ طبع ثابت مدینہ منورہ [۲] لقولہ علیہ السلام لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوتھما واحدۃ۔ صحیح بخاری ص ۱۰۵۴ ج ۲ ومسلم ص ۳۹۰ ج ۲ شراح حدیث حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی وغیرہ نے اس کا مصداق جنگ صفین ہی کو قرار دیا ہے مثلاً دیکھئے فتح الباری ص ۷۲، ج ۱۳

یہ ہیں لہ

قال ابو هريرة قال رسول الله	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ آئے گی یہاں
تقاتلوا الترك صغار الاعين حمر الوجوه	تک کہ تم ترکوں سے جنگ کرو جن کی آنکھیں چھوٹی،
ذلف الانوف كان وجوههم المجان المطرقة	چہرے سرخ اور ناکیں چھوٹی اور چپٹی ہوں گی، ان کے
ولا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم	چہرے (گولائی اور موٹائی میں) ایسی ڈھال کی مانند ہوں
الشعر۔	گے جس پر تہ بر تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، اور قیامت
وفی حدیث عمرو بن تغلب مرفوعاً	نہیں آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ
وان من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما	کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔
عراض الوجوه۔	اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ
(صحیح بخاری)	علیہ وسلم نے فرمایا " علامتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے

کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے عریض (چوڑے) ہوں گے۔

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ان کی یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے کہ "یلبسون الشعر" یعنی وہ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے۔ ان احادیث میں جس قوم سے مسلمانوں کی جنگ کی خبر دی گئی ہے یہ تاتاری ہیں جو ترکستان سے قہرِ الٰہی بن کر عالمِ اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے، اس قوم کی جو جو تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھیں وہ سب کی سب فتنۂ تاتار میں رو نما ہو کر رہیں، یہ فتنہ ۶۵۶ھ میں اپنے عروج پر پہنچا جب کہ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کا عبرتناک حادثہ پیش آیا، انھوں نے بنو عباس کے آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور عالمِ اسلام کے بیشتر ممالک ان کی زد میں آکر زیر و زبر ہو گئے۔

لہ صحیح بخاری ص ۴۱۰ ج اول، کتاب الجہاد باب قتال الترک وص ۵۰۷ ج اول باب علامات النبوۃ کتاب المناقب ۲ے صحیح مسلم ص ۳۹۵ ج ۲ ۳ے فتح الباری ص ۴۷۰ ج ۶۔ عمدۃ القاری ص ۲۰۱ ج ۱۴ ج ۱۴ وصفحہ ۱۳۲ الاشاعۃ ص ۳۵۔ والاذاعۃ ص ۸۲

شارحِ مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیونکہ ان کی ولادت ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی، وہ انہی احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ،

> یہ سب پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں، کیونکہ ان ترکوں سے جنگ ہو کر رہی، وہ سب صفات ان میں موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں، آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ، ناکیں چھوٹی اور چپٹی چہرے عریض، ان کے چہرے ایسی ڈھال کی طرح ہیں جن پر تہ بر تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، بالوں کے جوتے پہنتے ہیں، غرض یہ ان تمام صفات کے ساتھ ہمارے زمانہ میں موجود ہیں مسلمانوں نے ان سے بارہا جنگ کی ہے اور اب بھی ان سے جنگ جاری ہے، ہم خدائے کریم سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق میں بہرحال انجام بہتر کرے ان کے معاملہ میں بھی اور دوسروں کے معاملہ میں بھی، اور مسلمانوں پر اپنا لطف و حمایت ہمیشہ برقرار رکھے، اور رحمۃ نازل فرمائے اپنے رسول پر جو اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہوتی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے[1]

نارُالحجاز

قیامت کی انہی علامات میں سے ایک حجاز کی وہ عظیم آگ ہے جس کی پیشگی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، بخاری اور مسلم[2] نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضیئی اعناق الابل ببصری۔	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کردے گی۔

---

[1] شرح مسلم ص ۳۹۵ ج ۲ اصح المطابع کراچی [2] صحیح بخاری ص ۱۰۵۳ ج ۲ باب خروج النار، کتاب الفتن، و صحیح مسلم ص ۳۹۳ ج ۲ کتاب الفتن۔

اور فتح الباری میں یہ روایت بھی ہے جس میں مزید تفصیل ہے ۔

عن عمر بن الخطاب یرفعہ لا تقوم الساعۃ حتی یسیل واد من اودیۃ الحجاز بالنار تضیٔ لہ اعناق الابل ببصری (فتح الباری ص ۷۸ ج ۱۳ بحوالہ الکامل لابن عدی)

کہ حضرت عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ "قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی ایسی آگ سے بہ پڑے جس سے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی "

بُصریٰ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان شام کا مشہور شہر ہے جو دمشق سے تین مرحلہ (تقریباً ۸۰ میل) پر واقع ہے ۔

یہ عظیم آگ بھی فتنۂ تاتار سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ طیبہ کے نواح میں اُنہی صفات کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے[۱] جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہیں ۔ یہ آگ جمعہ ۶ ر جمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کو نکلی اور بحرِ زخار کی طرح میلوں میں پھیل گئی جو پہاڑ اس کی زد میں آگئے انھیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا اتوار ۲۷ ر رجب (۵۲ دن) تک مسلسل بھڑکتی رہی اور پوری طرح ٹھنڈی ہونے میں تقریباً تین ماہ لگے ۔ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ، ینبوع تیماء حتیٰ کہ حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق بصریٰ جیسے دُور دراز مقام پر بھی دیکھی گئی، اس کی خبر تواتر کے ساتھ پورے عالمِ اسلام میں پھیل گئی تھی چنانچہ اُس زمانہ کے محدثین و مؤرخین نے اپنی تصانیف میں اور شعراء نے اپنے کلام میں اس کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، صحیح مسلم کے مشہور شارح علامہ نووی جو اُسی زمانہ کے بزرگ ہیں وہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :۔

> حدیث میں جس آگ کی خبر دی گئی ہے یہ علاماتِ قیامت میں سے ایک مستقل علامت ہے اور ہمارے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ ۶۵۴ھ میں نکلی ہے جو بہت عظیم آگ تھی،

---

[۱] فتح الباری ص ۷۹ ج ۱۳ و ارشاد الساری ص ۲۰۳ ج ۱۰ [۲] فتح الباری ص ۷۹ ج ۱۳ عمدۃ القاری للعینی ص ۲۱۲ تا ۲۱۳ ج ۲۴، ارشاد الساری للقسطلانی ص ۲۰۳ تا ۲۰۴ ج ۱۰ الاشاعۃ ص ۳۰ تا ۳۴، الاذاعۃ ص ۸۴ - وفاء الوفاء للسمہودی ص ۱۳۹ تا ۱۵۱ ج اوّل -

مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت میں تُرسو کے پیچھے نکلا ہے، تمام اہل شام اور سب شہروں میں اس کا علم بدرجہ متواتر پہنچ چکا ہے اور خود مجھے مدینہ کے اُن لوگوں نے خبر دی ہے جو اُس وقت وہاں موجود تھے[۱]"

مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبیؒ بھی اُسی زمانہ کے بلند پایہ عالم ہیں[۲] انھوں نے اپنی کتاب "التذکرۃ باموراالآخرۃ" میں اس آگ کی مزید تفصیلات بیان کی ہیں بخاری و مسلم کی اُسی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"حجاز میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ نکلی ہے، اس کی ابتداء زبردست زلزلہ سے ہوئی جو بدھ ۳ رجمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کی رات میں عشاء کے بعد آیا اور جمعہ کے دن چاشت کے وقت تک جاری رہ کر ختم ہوگیا، اور آگ قریظہ کے مقام پر حرّہ کے پاس نمودار ہوئی جو ایسے عظیم شہر کی صورت میں نظر آرہی تھی جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہو اور اُس پر کنگرے، بُرج اور مینارے بنے ہوئے ہوں، کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے جو اُسے ہانک رہے تھے، جس پہاڑ پر گذرتی تھی اُسے ڈھا دیتی اور پگھلا دیتی تھی، اس مجموعہ میں سے ایک حصہ سرخ اور نیلا نہر کی سی شکل میں نکلتا تھا جس میں بادل کی سی گرج تھی، وہ سامنے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور عراقی مسافرین کے اڈہ تک پہنچ جاتا تھا، اس کی وجہ سے راکھ ایک بڑے پہاڑ کی مانند جمع ہوگئی، پھر آگ مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی، مگر اس کے باوجود مدینہ میں ٹھنڈی ہوا آتی رہی، اس آگ میں سمندر کے سے جوش و خروش کا مشاہدہ کیا گیا۔ میرے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ میں نے اُس آگ کو پانچ یوم کی مسافت سے فضاء میں بلند ہوتا ہوا دیکھا، اور میں نے سُنا ہے کہ وہ مکہ اور بُصریٰ کے پہاڑوں سے بھی دیکھی گئی ہے[۳]۔ علامہ قرطبیؒ آگے فرماتے ہیں کہ "یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے دلائل میں سے ہے[۴]"

---

[۱] شرح صحیح مسلم ص ۳۹۳ ج ۲ [۲] وفات ۶۷۱ھ

[۳] فتح الباری ص ۶۷ ج ۱۳ نقلاً عن التذکرۃ

[۴] مختصر تذکرۃ القرطبی للشیخ عبدالوہاب الشعرانی ص ۱۲۰

اُسی زمانہ کے ایک اور جلیل القدر محدث ابو شامہؒ المقدسی الدمشقی ہیں انھوں نے اپنی کتاب "ذیل الروضتین" میں وہ خطوط نقل کئے ہیں جو اس واقعہ کے فوراً بعد ان کو مدینہ طیبہ کے قاضی اور دیگر حضرات کی طرف سے ملے، یہ خود اُس وقت دمشق میں تھے۔ فرماتے ہیں:-

"اوائل شعبان ۶۵۴ھ میں کئی خطوط مدینہ شریف سے آئے اُن میں ایک عظیم واقعہ کی تفصیلات ہیں جو وہاں رونما ہوا ہے، اِس واقعہ سے اُس حدیث کی تصدیق ہو گئی جو بخاری و مسلم میں ہے (آگے وہی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں) اُس آگ کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے جن لوگوں پر مجھے اعتماد ہے اُن میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ اُس آگ کی روشنی سے تیماء کے مقام پر خطوط لکھے گئے ہیں (بعض خطوط نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اور بعض خطوط میں ہے کہ جمادی الثانیہ کے پہلے جمعہ کو مدینہ کی مشرقی سمت میں ایک عظیم آگ رونما ہوئی اس کے اور مدینہ کے درمیان نصف یوم کی مسافت تھی، یہ آگ زمین سے نکلی اور اس میں سے آگ کی ایک وادی دستر اسی بہہ پڑی، یہاں تک کہ وہ جبل اُحد کی محاذات میں آگئی۔ ایک اور خط میں ہے کہ ایک عظیم آگ کے باعث حرّہ کے مقام پر سے زمین پھٹ پڑی آگ کی مقدار (طول وعرض میں) مسجد نبوی کے برابر ہو گی اور دیکھنے میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدینہ ہی میں ہے، اُس میں سے ایک وادی سی بہہ پڑی جس کی مقدار چار فرسخ اور عرض چار میل تھا وہ سطح زمین پر بہتی تھی اُس میں سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ سے نمودار ہوتے تھے۔ ایک اور خط میں ہے کہ اُس کی روشنی اتنی پھیلی کہ لوگوں نے اُس کا

۱؎ حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کیا اور نقل میں قابلِ اعتماد "ثِقَةٌ فِی النَّقلِ" قرار دیا ہے، ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۹۹ھ میں اور وفات ۶۶۵ھ میں ہوئی تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۲۴۳ ج ۴

۲؎ البدایہ والنہایہ ص ۱۸۸ ج ۱۳ وفاالوفاء للسمہودی ص ۱۴۳ ج ۱ اول

۳؎ تیماء مدینہ طیبہ سے اتنی ہی دور ہے جتنی دور بُصریٰ ہے ارشاد الساری للقسطلانی ص ۴۴ ج ۱

مشاہدہ مکہ سے کیا (آگے فرماتے ہیں) یہ آگ مہینوں باقی رہی پھر ٹھنڈی ہو گئی، جو بات مجھ پر واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں جس آگ کا ذکر ہے یہ وہی ہے جو مدینہ کے نواح میں ظاہر ہوئی ہے۔[1]

علامہ سمہودی نے وفاء الوفاء میں اس زمانہ کے لوگوں کے بیانات نقل کئے ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے نواح میں آفتاب اور چاند کی روشنی دھویں کی کثرت کے باعث اتنی دھندلی ہو گئی تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگا ہوا ہے اور ابوشامہؒ کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے کہ۔

"اور ہمارے یہاں دمشق میں اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ دیواروں پر سورج کی روشنی دھندلی ہو گئی تھی اور ہم حیران تھے کہ اس کا سبب کیا ہے، یہاں تک کہ ہمیں اس آگ کی خبر پہنچ گئی۔"

اسی زمانہ کے ایک اور بزرگ علامہ قطب الدین القسطلانیؒ ہیں جو عین اس وقت جب کہ آگ لگی ہوئی تھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے[2]، انھوں نے اس آگ کی تحقیق میں بڑی کاوش سے کام لیا حتیٰ کہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا[3] جس میں عینی گواہوں کے بیانات قلم بند کئے ہیں۔ انھوں نے یہ عجیب واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ

"مجھے ایک ایسے شخص نے بتایا ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ اس نے حرّہ کے پتھروں میں سے ایک بہت بڑا پتھر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جس کا بعض حصہ حرم مدینہ کی حد سے باہر تھا آگ اس کے صرف اس حصہ میں لگی جو حدِ حرم سے خارج تھا اور جب پتھر کے اس حصہ پر پہنچی جو حدِ حرم میں داخل تھا تو بجھ گئی اور ٹھنڈی ہو گئی"

---

[1] فتح الباری ص ۷۹، ج ۱۳ بحوالہ الذیل الروضتین

[2] وفاء الوفاء ص ۱۴۵ ج ۱

[3] اس رسالہ کا نام "جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز" ہے۔ ارشاد الساری للقسطلانیؒ ص ۲۰۳ ج ۱۰ - یاد رہے کہ یہ قطب الدین القسطلانی شارح بخاری نہیں۔ بلکہ شارح بخاری سے مقدم ہیں اور شارح بخاری علامہ شہاب الدین القسطلانی نے ان کے حوالے اپنی کتاب ارشاد الساری میں دیئے ہیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ہے کہ اتنی بڑی آگ حرمِ مدینہ میں داخل نہ ہوسکی حتّٰی کہ ایک ہی پتھر کا جو حصہ حرم سے باہر تھا اُسے آگ نے جلا دیا اور جو حصہ اندر تھا وہاں پہنچ کر آگ خود ٹھنڈی ہوگئی۔

علامہ سمہودیؒ جو مدینہ طیبہ کے مشہور مؤرخ ہیں اُنھوں نے مدینہ طیبہ کے مقاماتِ مقدسہ اور چپہ چپہ کی تاریخ اور تفصیلات جس کاوش سے اپنی کتاب "وفاالوفا" میں بیان کی ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی اُنھوں نے آگ کی تفصیلات تقریباً ۱۳ صفحات میں قلم بند کی ہیں[1]، اور جن حضرات کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا ان کے بیانات تفصیل سے نقل کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ، تیماء، ینبوع، جبالِ سایہ اور بُصریٰ جیسے دور دراز مقامات میں دیکھی گئی۔

اُسی زمانہ کے ایک بزرگ قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی ہیں جو دمشق میں حاکم رہے ہیں ان کی ولادت ۶۴۲ھ میں ہوئی قاضی القضاۃ ہونے سے پہلے یہ بُصریٰ میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے اور آگ کے واقعہ کے وقت بھی بُصریٰ میں تھے اُنھوں نے مشہور مفسر ومؤرخ حافظ ابن کثیر کو خود بتایا کہ

"جن دنوں یہ آگ نکلی ہوئی تھی میں نے بُصریٰ میں ایک دیہاتی کو خود سُنا جو میرے والد کو بتارہا تھا کہ ہم لوگوں نے اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں[3]"

یہ بعینہٖ وہ بات ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں دی تھی کہ اُس آگ سے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔ اس آگ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائی تھیں، ایک یہ کہ وہ آگ حجاز میں نکلے گی، دوسری یہ کہ اُس سے ایک وادی بہہ پڑے گی، اور تیسری یہ کہ اُس سے بُصریٰ کے مقام

---

[1] اور اس آگ کے بارے میں احادیث نبویہ بھی کئی ذکر کی ہیں جن میں مزید تفصیل ہے اور آگ اُسی تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ [2] ان کے والد شیخ صفی الدین ہیں یہ بھی بُصریٰ کے اُسی مدرسہ میں مدرس تھے۔ البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲ ج ۱۳ وفاالوفا ص ۱۴۹ ج ۱ [3] دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۱۹۱ تا ۱۹۲ ج ۱۳ نیز یہ واقعہ وفا الوفا میں علامہ سمہودی نے بھی ذکر کیا ہے ص ۱۴۹ ج ۱۔

پراؤنڈوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی، یہ سب باتیں من وعن کھل کر ظاہر ہو گئیں۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ایسے معجزات ہیں جو آپ کے وصال کے صدیوں بعد ظاہر ہوئے، اور آئندہ کے بھی جن واقعات کی خبر آپ نے دی ہے بلاشبہ وہ بھی ایک ایک کر کے سامنے آتے جائیں گے اور آئندہ نسلوں کے لئے آپ کی صداقت و حقانیت کی تازہ ترین دلیل بنیں گے۔

یوں تو علامات بعیدہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی کہ وہ قیامت سے پہلے رُو نما ہوں گے اور وہ رونما ہو کر رہے، علامہ برزنجیؒ نے اپنی مشہور کتاب "الاشاعۃ" میں اور بھی بہت سے واقعات لکھے ہیں، ہم نے صرف چند مثالیں پیش کی ہیں مگر کلام پھر بھی طویل ہو گیا تاہم یہ تطویل بھی انشاء اللہ نفع سے خالی نہ ہوگی۔

قسم دوم (علاماتِ متوسطہ)

قیامت کی علامات متوسطہ وہ ہیں جو ظاہر تو ہو گئی ہیں مگر ابھی انتہا کو نہیں پہنچیں ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ تیسری قسم کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی، علامات متوسطہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہو گی جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو، دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ نصیبہ ور وہ شخص ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اور اس کا باپ بھی کمینہ ہو، لیڈر بہت اور امانت دار کم ہوں گے، قبیلوں اور قوموں کے لیڈر منافق، رذیل ترین اور فاسق ہوں گے، بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے پولیس[1] کی کثرت ہو گی

---

[1] یہ حدیث علامہ برزنجی نے الاشاعۃ میں طبرانی سے نقل کی ہے، پوری عبارت یہ ہے اِنّ من اعلام الساعۃ واشراطہا ان تکثر الشُرَط (الی قولہ) الطبرانی عن ابن مسعود والشرط بضم المعجمۃ وفتح المہملۃ ھُم، اعوان السلطان قال السخاوی وھم الآن اعوان الظلمۃ ویطلق غالباً علی اقبح جماعۃ الوالی وربما توسع فی اطلاقہ علی ظلمۃ الحکام کما فی

(جو ظالموں کی پشت پناہی کرے گی) بڑے عہدے نااہلوں کو ملیں گے، لڑکے حکومت کرنے لگیں گے، تجارت بہت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ تجارت میں عورت اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا، ناپ تول میں کمی کی جائے گی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، مگر تعلیم محض دنیا کے لئے حاصل کی جائے گی، قرآن کو گانے باجے کا آلہ بنا لیا جائے گا۔ ریاء شہرت اور مالی منفعت کے لئے گا گا کر قرآن پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی اور فقہاء کی قلت ہوگی، علماء کو قتل کیا جائے گا، اور ان پر ایسا سخت وقت آئے گا کہ وہ سرخ سونے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے، اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، اچھائی کو برا اور برائی کو اچھا سمجھا جائے گا، اجنبی لوگوں سے حسن سلوک کیا جائیگا اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کئے جائیں گے، بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی، مسجدوں میں شور شغب اور دنیا کی باتیں ہوں گی، سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا (حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے، خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) طلاقوں کی کثرت ہوگی، نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ لوگ فخر اور ریاء کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔

شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انہیں حلال سمجھا جائیگا سود، جوا، گانے باجے کے آلات، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی، بے حیائی اور حرامی اولاد کی کثرت ہوگی، دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی، ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہوگی، لوگ موٹی موٹی گدیوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہنتی ہوں گی مگر (لباس باریک اور چست ہونے کے باعث) وہ ننگی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے لچک لچک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی یہ لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے، نہ اس کی خوشبو پائیں گے۔ مومن آدمی ان کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا، مومن ان برائیوں کو دیکھے گا، مگر

انھیں روک نہ سکے گا جس کے باعث اس کا دل اندر ہی اندر گھلتا رہے گا۔

علامات متوسطہ میں اور بھی بہت سی علامات ہیں اِن سب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے دور میں دی تھی جب کہ ان کا تصور بھی مشکل تھا، مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے اُن سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں، کوئی علامت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور کوئی ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے، جب یہ سب علامات اپنی انتہا کو پہنچیں گی تو قیامت کی بڑی بڑی، اور قریبی علامات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اللہ عزّ وجلّ ہمیں ہر فتنہ کے شر سے محفوظ رکھے اور سلامتی ایمان کے ساتھ قبر تک پہنچا دے۔

قسم سوم (علاماتِ قریبہ)

یہ علامات بالکل قُربِ قیامت میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی، یہ بڑے بڑے عالمگیر واقعات ہوں گے لہٰذا ان کو "علاماتِ کبریٰ" بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ظہور مہدی خروج دجال، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض اور یمن سے نکلنے والی آگ وغیرہ جب اس قسم کی تمام علامات ظاہر ہو چکیں گی تو کسی وقت بھی اچانک قیامت آجائے گی۔

جو کتاب اس وقت آپ کے سامنے ہے اس کے حصۂ دوم کی تقریباً تمام حدیثیں علاماتِ قیامت کی اسی قسم سے متعلق ہیں، مگر وہاں یہ علامات منتشر اور متفرق طور پر آئی ہیں، اگلے اوراق میں ہم وہی سب علامات ایک فہرست کی شکل میں مفصل اور ترتیب وار بیان کریں گے۔

اس فہرست کی خصوصیات

۱۔ قیامت کی جو علامات اور اُن کی جو جو تفصیلات حصۂ دوم کی احادیث میں آئی ہیں وہ سب

لہ یہ علامات "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" سے مختصراً نقل کی گئی ہیں اور بہت سی علامات بخوفِ طوالت حذف کردی ہیں، تفصیل اور متعلقہ احادیث وہیں دیکھی جاسکتی ہیں، از ص ۷۰ تا ۸۷۔

کی سب اس فہرست میں لے لی گئی ہیں خواہ احادیث میں اُن کا ذکر ضمناً ہی ہوا ہو، اس طرح یہ فہرست پورے حصۂ دوم کا خلاصہ ہے۔ البتہ چار موضوع اور تین ضعیف حدیثیں جو حصۂ دوم میں آگئی ہیں ان سے کوئی علامت اس فہرست میں یا فہرست کے حاشیہ میں نہیں لی گئی۔

۲۔ حصۂ دوم میں موقوف حدیثیں یعنی صحابہ و تابعین کے اقوال بھی کثرت سے آئے ہیں ان کی ایسی علامات جو احادیث مرفوعہ میں نہیں، اصل فہرست کی بجائے فہرست کے حاشیہ میں حسبِ موقع درج کی گئی ہیں، نیز حصۂ دوم میں حدیث مرفوع ۱۰۱ کی سند نہیں معلوم ہو سکی لہٰذا اس سے لی ہوئی علامت بھی اصل فہرست کی بجائے حاشیہ میں لکھی ہے لہٰذا اصل فہرست صرف اُن علاماتِ قیامت پر مشتمل ہے جو حصۂ دوم کی مستند احادیث مرفوعہ میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی میں قوی سند کے ساتھ آئی ہیں۔

۳۔ فہرست کو اتنی تفصیل اور ایسے تسلسل سے مرتب کیا گیا ہے کہ اگر حوالوں کے کالم سے قطع نظر کر کے محض علامات ہی کا کالم مسلسل پڑھتے جائیں تو یہ ایک مربوط اور مستقل مضمون کا کام دے گی۔

۴۔ جو علاماتِ قیامت حصۂ سوم کی احادیث میں نہیں اگرچہ دوسری مستند احادیث میں موجود ہیں انھیں فہرست میں نہیں لیا گیا تاہم بیشتر علاماتِ قیامت کا بیان اس فہرست میں آگیا ہے خصوصاً فتنۂ دجال اور نزولِ عیسیٰ کی جتنی تفصیلات اس میں ہیں کسی اردو عربی یا اردو کتاب میں مستند حوالوں کے ساتھ احقر کی نظروں سے نہیں گزریں۔

۵۔ علامات کے بیان میں واقعاتی اور زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، لیکن جن علامتوں کی ترتیبِ زمانی احادیث سے معلوم نہیں ہو سکی اُن میں ترتیب پر دلالت کرنے والے الفاظ سے احتراز کیا ہے۔

۶۔ علامات پر سلسلہ وار نمبر ڈال دیئے گئے ہیں نیز ہر علامت کے سامنے حصۂ دوم کی اُن تمام احادیث کے نمبر درج ہیں جن میں وہ علامت مذکور ہے، ہر حدیث کے نمبر کے

ساتھ اُس کتاب کا نام بھی درج ہے جس سے وہ حدیث حصۂ دوم میں لی گئی ہے۔ اگر وہ حدیث متعدد کتبِ حدیث میں ہے تو صرف اُس کتاب کا نام درج کیا ہے جس کے الفاظ میں وہ حدیث نقل کی گئی ہے، اور جہاں صاحب اللفظ کی تعیین نہ ہو سکی وہاں ایک سے زیادہ کتابوں کے نام درج کر دیئے ہیں۔

۷۔ کسی کسی علامت کے بیان میں کچھ عبارت قوسین میں ملے گی وہ عبارت طبع زاد نہیں بلکہ وُہ بھی حصۂ دوم ہی کی حدیثوں میں ہے اور قوسین میں اُس کو اس لئے لکھا ہے کہ اس علامت کے لئے سامنے کے کالم میں جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون اُن میں سے بعض میں ہے بعض میں نہیں، حواشی میں کہیں کہیں اس کی صراحت بھی کر دی ہے۔ واللہ الموفق والمعین علیہ توکلنا وبہ نستعین۔



فہرست علاماتِ قیامت

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۔ قیامت سے پہلے ایسے بڑے بڑے واقعات[1] رونما ہوں گے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھا کریں گے کیا ان کے بارے میں تمہارے نبی نے کچھ فرمایا ہے؟	ص۱۷ حاکم وغیرہ۔
۲۔ تیس بڑے بڑے کذاب ظاہر ہوں گے، سب سے آخری کذاب کانا دجال ہوگا۔	ص۱۷ حاکم وغیرہ۔
۳۔ لیکن نزولِ عیسیٰ[1] تک اس امت میں ایک جماعت حق کے لئے برسرِ پیکار رہے گی۔	ص۲ مسلم، و ص۳۲ احمد، و ص۴۴ کنز العمال، ابن عساکر، و ص۴۷ احمد، سیرت مغلطائی، و ص۱۰۵ الحادی للسیوطی، سنن ابی عمرو الدانی، و ص۱۰۲ ابو یعلیٰ۔
۴۔ جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی	ص۴۴ کنز العمال، ابن عساکر۔
امام مہدی	
۵۔ اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔	ص۲ مسلم وغیرہ و ص۱۰۵ السیوطی، ابو عمرو الدانی و ص۱۰۲ ابو یعلیٰ و ص۱۱۲ الحاوی، ابو نعیم۔

[1] اس علامت کے لئے سامنے کے کالم میں جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون اُن میں سے حدیث ۲ میں نہیں۔ باقی سب حدیثوں میں ہے اور قوسین کے علاوہ باقی مضمون حدیث ۳ سمیت سب حدیثوں میں ہے آگے بھی جو عبارت قوسین میں ذکر کی جائے گی۔ وہ اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ اس علامت کے لئے جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون اُن سب حدیثوں میں نہیں بلکہ بعض میں ہے۔ کہیں کہیں حواشی میں اس کی صراحت بھی کر دی گئی ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۶۔ جو نیک سیرت ہوں گے	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ، و ح۱۱۲ الحاوی، ابونعیم۔
۷۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت (اور اولاد[۱]) میں سے ہوں گے	ح۱۴ ابونعیم، کنز العمال، و ح۱۰۷ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ح۱۱۲ الحاوی، ابونعیم۔
۸۔ اور انہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول[۲] ہوگا۔	ح۱ بخاری و مسلم مع حاشیہ و ح۳ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ ح۱۱۶ احمد، و ح۲۱ احمد، حاکم و ح۴۱ کنز العمال، ابونعیم و ح۱۰۴ الحاوی للسیوطی، اخبار المہدی لابی نعیم تا ح۱۰۶ الحاوی، سنن عمرو الدانی و ح۱۱۰ الحاوی، نعیم بن حماد و ح۱۱۱ الحاوی، ابن ابی شیبہ و ح۱۱۲ الحاوی، ابونعیم و ح۱۱۵ الحاوی، ابونعیم۔
۹۔ جو آیتِ قرآنیہ "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی رُو سے قُربِ قیامت کی ایک علامت ہے۔	ح۹۲ الدر المنثور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی۔ وغیرہم تا ح۹۶ و ح۱۰۳ ابن حبان
۱۰۔ مسلمانوں کا ایک لشکر جو اللہ کی پسندیدہ جماعت پر مشتمل ہوگا، ہندوستان پر جہاد کرے گا[۳] اور فتح یاب ہوکر اس کے حکمرانوں کو طوق و سلاسل میں جکڑ لائے گا۔	ح۹ نسائی، احمد وغیرہما و ح۴۶ کنز العمال، ابونعیم۔
۱۱۔ جب یہ لشکر واپس ہوگا تو شام میں عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا۔	ح۴۶ کنز العمال، ابونعیم

۱ قوسین کا مضمون صرف ۳ احادیث میں ہے ۲ حضرت ارطاۃ کے اثر میں ہے کہ دجال بھی امام مہدی کے زمانہ میں نکلے گا حدیث ح۱۱۲ نعیم بن حماد، الحاوی ۳ ہندوستان پر اب تک متعدد جہاد ہو چکے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہاں کونسا جہاد مراد ہے، اگر آئندہ کا کوئی جہاد ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور پچھلا کوئی جہاد مراد ہے تو علامت ح۱۱ میں جو آرہا ہے کہ جب یہ لشکر واپس ہوگا الخ تو اس سے مراد اس لشکر کی نسلیں ہوں گی۔ ۱۲ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث

خروج دجال سے پہلے کے واقعات

۱۲۔ رومی اعماق یا دابق کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ اُن سے جہاد کے لئے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا جو اُس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو رومی اپنے قیدی واپس مانگیں گے اور مسلمان انکار کریں گے، اس پر جنگ ہوگی جنگ میں ایک تہائی مسلمان فرار ہو جائیں گے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو افضل الشہدا ہوں گے اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے جو آئندہ ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے	؎ صحیح مسلم
۱۳۔ پھر یہ لوگ قسطنطنیہ[1] فتح کریں گے۔	؎ صحیح مسلم
۱۴۔ جب وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروجِ دجال کی جھوٹی خبر مشہور ہو جائے گی جسے سنتے ہی یہ لشکر وہاں سے روانہ ہو جائے گا۔	؎ صحیح مسلم

---

[1] حدیث ۱۲۴ جو حضرت ارطاۃ پر موقوف ہے اس میں ہے کہ امام مہدی قسطنطنیہ پر جہاد کریں گے معلوم ہوا کہ ان لشکروں کی قیادت امام مہدی کر رہے ہوں گے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث

"خروجِ دجّال"

۱۵۔ اور (جب[1] یہ لوگ شام پہنچیں گے تو) دجال واقعی نکل آئے گا[2]	ح۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم وغیرہم و ح۶ مسلم، احمد، حاکم، ابن عساکر و ح۷ مسلم و ح۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ح۱۴ احمد، ابن ابی شیبہ، حاکم، طبرانی و ح۲۳ حاکم، طبرانی، ابن مردویہ و ح۲۷ درمنثور ابن جریر و ح۲۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر و ح۴۲ کنزالعمال نُعیم بن حماد۔
۱۶۔ اس سے پہلے تین بار ایسا واقعہ پیش آ چکا ہوگا کہ لوگ گھبرا اُٹھیں گے۔	ح۱۶ احمد وغیرہ۔
۱۷۔ خروجِ دجّال کے وقت اچھے لوگ کم ہوں گے، باہمی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔	ح۲۰ حاکم
۱۸۔ دین میں کمزوری آ چکی ہوگی۔	ح۲۰ حاکم و ح۲۱ احمد، حاکم۔
۱۹۔ اور علم رخصت ہو رہا ہوگا۔	ح۲۱ احمد وغیرہ۔
۲۰۔ عرب اس زمانہ میں کم ہوں گے[3]۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ۔
۲۱۔ دجّال کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے۔	ح۱۶ احمد وغیرہ۔
۲۲۔ یہودیوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی جو مرصّع تلواروں سے مسلح ہوں گے اور اُن پر	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۶ احمد وغیرہ

---

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ح۷ میں اور باقی مضمون حوالہ کی سب حدیثوں میں ہے [2] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث موقوف ح۱۰۹ میں ہے کہ خروجِ دجال کسی صدی کے آغاز پر ہوگا الحاوی للسیوطی

[3] تعداد کے اعتبار سے کم ہوں گے یا قوت کے اعتبار سے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
بیش قیمت دبیز کپڑے "ساج" کا لباس ہوگا۔	
۲۳۔ دجّال شام و عراق کے درمیان نکلے گا۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۳ ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہما
۲۴۔ اور اصفہان کے ایک مقام "یہودیہ" میں نمودار ہوگا[1]	۳۳ احمد، الدرالمنثور۔

"دجّال کا حلیہ"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۲۵۔ دجّال جوان ہوگا (اور عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا)	۵ مسلم وغیرہ و ۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۲۶۔ (رنگ گندمی اور) بال پیچدار ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۳۸ طبرانی وغیرہ
۲۷۔ دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔	۲۵ احمد وغیرہ۔
۲۸۔ ایک (بائیں) آنکھ سے کانا ہوگا۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۳ ابن ماجہ ۲۱ حاکم و ۳۱ احمد و حاکم و ۲۵ احمد و ۲۶ حاکم کنزالعمال و ۳۸ طبرانی، کنزالعمال وغیرہما و ۶۵ درمنثور، ابن جریر۔
۲۹۔ دوسری (دائیں[2]) آنکھ میں موٹی پھلی ہوگی۔	۲۵ احمد وغیرہ و ۲۶ حاکم وغیرہ و ۳۸ طبرانی وغیرہ۔

[1] حدیث ۵ و ۱۳ میں گزرا ہے کہ دجّال شام و عراق کے درمیان نکلے گا جس سے تعارض کا شبہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی تعارض نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے شام و عراق کے درمیان نکلے مگر اس وقت اس کا خروج نمایاں نہ ہو پھر اصفہان کی بستی یہودیہ میں نمودار ہو اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جمعیت میں اضافہ ہوجائے پس حدیث ۵ و ۱۳ میں اس کا ابتدائی خروج مراد ہو اور حدیث ۳۳ میں خروج کی شہرت۔ رفیع [2] جس کی تفصیل صحیح مسلم کی ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ "اعور العین الیمنیٰ کأنّها عِنَبَةٌ طافية" یعنی دجّال دائیں آنکھ سے (بھی) کانا ہوگا جو انگور کی طرح باہر کو ابھری ہوئی ہوگی (ص ۹۵ ج ۱)

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۳۰۔ پیشانی پر کافر (اس طرح) لکھا ہوگا (ک ف ر)	ح۱۳ ابن ماجہ و ح۲۱ احمد، حاکم و ح۲۵ احمد، و ح۲۶ حاکم وغیرہ۔
۳۱۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۲۱ احمد، حاکم و ح۲۶ حاکم وغیرہ
۳۲۔ وہ ایک گدھے پر سواری کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔	ح۲۱ احمد، حاکم و ح۱۰۸ حاکم، سیوطی
۳۳ دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔	ح۵ مسلم وغیرہ
۳۴۔ تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا، (جیسے زمین اس کے واسطے لپیٹ دی گئی ہو)۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۷ حاکم وغیرہ و ح۲۰ حاکم و ح۲۱ احمد، حاکم
۳۵۔ اور ہر طرف فساد پھیلائے گا	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۳۶۔ مگر (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ (اور بیت المقدس[1]) میں داخل نہ ہو سکے گا۔	ح۱۳ ابن ماجہ و ح۱۷ حاکم و ح۲۰ حاکم و ح۲۱ احمد، حاکم و ح۳۵ احمد و ح۴۸ معمر، در منثور، و ح۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی
۳۷۔ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے سات دروازے[2] ہوں گے۔	ح۲۲ احمد، الدر المنثور۔
۳۸۔ اور (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو اسے اندر گھسنے	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ، و ح۲۱ احمد، حاکم و ح۲۳ احمد وغیرہ و ح۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی

۱؎ بیت المقدس کا ذکر صرف حدیث ح۲۱ میں ہے ۲؎ بظاہر دروازوں سے مراد راستے ہیں کیونکہ آگے اسی حدیث ح۲۲ میں ہے کہ "ان سات میں سے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے" حدیث ح۱۰۲ میں بھی دروازوں ہی کا ذکر ہے۔ رفیع

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
نہ دیں گے۔	
۳۹۔ لہٰذا وہ مدینہ طیبہ کے باہر ظریب احمر میں کھاری زمین کے ختم پر اور خندق کے درمیان ٹھہرے گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۳۲ احمد، الدر المنثور و ص۶۸ در منثور، معمر و ص۱۰۲ مجمع الزوائد، طبرانی۔
۴۰۔ اور بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہو جائے گا۔	ص۲۰ حاکم
۴۱۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں (تین) زلزلے آئیں گے جو ہر منافق مرد و عورت کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۶۸ معمر، در منثور
۴۲۔ یہ سب منافقین دجال سے جا ملیں گے	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۳۲ احمد وغیرہ و ص۶۸ معمر، در منثور
۴۳۔ عورتیں دجال کی پیروی سب سے پہلے کریں گی۔	ص۱۰۲ مجمع الزوائد، طبرانی
۴۴۔ غرض مدینہ طیبہ ان سے بالکل پاک ہو جائے گا اس لئے اس دن کو یوم نجات کہا جائے گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ
۴۵۔ جب لوگ اسے پریشان کریں گے تو وہ غصہ کی حالت میں واپس ہو گا۔	ص۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی
	"فتنۂ دجال"
۴۶۔ فتنۂ دجال اتنا سخت ہو گا کہ تاریخ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہو گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۳۸ طبرانی، فتح الباری
۴۷۔ اسی لئے تمام انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۲۵ احمد وغیرہ

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۴۸۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔	ص۳۸ طبرانی، فتح الباری
۴۹۔ وہ پہلے[1] نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۱۵ حاکم وغیرہ ص۳۱ احمد، حاکم، و ص۳۸ طبرانی، و فتح الباری
۵۰۔ اس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا	ص۳۱ احمد، حاکم
۵۱۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو وہ باہر نکل کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	ص۵ مسلم وغیرہ
۵۲۔ مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	ص۳۸ طبرانی، و فتح الباری
۵۳۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے۔	ص۳۱ احمد، حاکم
۵۴۔ چنانچہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو مجھے تو اپنا رب مان لے گا؟ دیہاتی وعدہ کرے گا تو اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آکر کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۵۵۔ نیز دجال کے ساتھ دو فرشتے دو نبیوں کے ہم شکل ہوں گے جو اس کی تکذیب لوگوں	ص۳۵ احمد، درمنثور

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ص۱۳ میں ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
کی آزمائش کے لئے اس طرح کریں گے کہ سننے والوں کو تصدیق کرتے ہوئے معلوم ہوں گے۔	
۵۶۔ جو شخص اس کی تصدیق کرے گا کافر ہو جائے گا اور اس کے پچھلے تمام نیک اعمال باطل و بے کار ہو جائیں گے اور جو اس کی تکذیب کرے گا اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔	م۱۷ حاکم وغیرہ و م۲۸ طبرانی، فتح الباری
۵۷۔ اس کا ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اس کی بات مان لیں گے ان کی زمینوں میں دجال کے کہنے پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور اسی کے کہنے پر ان کی زمین نباتات اُگائے گی، ان کے مویشی خوب فربہ ہو جائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے ان میں قحط پڑے گا اور ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔	م۵ مسلم وغیرہ، و م۱۲ ابن ماجہ وغیرہ۔
۵۸۔ غرض اس کی پیروی کرنے والوں کے سوا سب لوگ اُس وقت مشقت میں ہونگے۔	م۳۱ احمد، حاکم
۵۹ اور عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی اسے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔	م۲۸ الجامع الصغیر للسیوطی، ابوداؤد الطیالسی و م۲۷ احمد وغیرہ۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۶۰۔ (نہروں اور وادیوں کی صورت میں) اس کے ساتھ ایک جنت ہوگی اور ایک آگ لیکن حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت	۱۳؎ ابن ماجہ وغیرہ، و ۳۵؎ احمد وغیرہ و ۳۶؎ حاکم وغیرہ و ۳۹؎ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر، کنز العمال
۶۱۔ جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر وثواب یقینی اور گناہ معاف ہوجائیں گے	۳۹؎ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر وغیرہما
۶۲۔ اور جو شخص دجّال پر سورۂ کہف کی ابتدائی (دس) آیات پڑھ دیگا وہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتیٰ کہ اگر دجّال اُسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے تو وہ اس پر ٹھنڈی ہوجائے گی۔	۵؎ مسلم وغیرہ و ۱۳؎ ابن ماجہ وغیرہ
۶۳۔ دجّال تلوار (یا آرے) سے ایک (مومن) نوجوان کے دو ٹکڑے کرکے الگ الگ ڈال دے گا، پھر اس کو آواز دے گا، تو (اللہ کے حکم سے) وہ زندہ ہوجائے گا۔	۵؎ مسلم وغیرہ و ۱۳؎ ابن ماجہ وغیرہ و ۲۱؎ احمد، حاکم۔
۶۴۔ اور دجال اس سے پوچھے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا "میرا رب اللہ ہے" اور تو اللہ کا دشمن دجّال ہے، مجھے آج پہلے سے زیادہ تیرے دجّال ہونے کا یقین ہے۔	۱۳؎ ابن ماجہ وغیرہ
۶۵۔ دجّال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور کے مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہ دی جائے گی۔	۲۱؎ احمد، حاکم

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۶۶۔ اس کا فتنہ بس چالیس روز رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کی برابر اور ایک دن ایک ماہ کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا، باقی ایام حسبِ معمول ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۳۱ احمد، حاکم
۶۷۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ایک تو دو سمندروں کے سنگم پر ہوگا، دوسرا "حیرہ" (عراق) کے مقام پر اور تیسرا شام میں، وہ مشرق کے لوگوں کو شکست دے گا اور اس شہر میں سب سے پہلے آئے گا جو دو سمندروں کے سنگم پر ہے۔	۱۶ احمد وغیرہ
۶۸۔ (شہر کے[۱]) لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔	۱۶ احمد، ۶۵ ابن ابی شیبہ، الدر المنثور
۶۹۔ ایک گروہ (وہیں رہ جائے گا اور[۲]) دجّال کی پیروی کرے گا، اور ایک دیہات میں چلا جائے گا۔	۱۶ احمد و ۶۵ ابن ابی شیبہ وغیرہ
۷۰۔ اور ایک گروہ اپنے قریب والے شہر میں[۳] منتقل ہو جائے گا، پھر دجّال اس قریب والے شہر میں آئے گا اس میں بھی لوگوں کے	۱۶ احمد

۱ ۲ ۳ قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۶ میں اور باقی مضمون ۱۶ و ۶۵ دونوں حدیثوں میں ہے ۳ حضرت ابن مسعودؓ کے اثر (حدیث ۶۵) میں ہے کہ تیسرا گروہ ساحلِ فرات کی طرف نکل جائے گا جو دجّال سے جنگ کریگا۔ ابن ابی شیبہ وغیرہ

علاماتِ قیامت بترتیبِ زمانی	حوالۂ احادیث
اسی طرح تین گروہ ہوجائیں گے، اور تیسرا گروہ اس قریب والے شہر میں منتقل ہو جائے گا جو شام کے مغربی حصہ میں ہوگا۔	
۷۱۔ یہاں تک کہ مؤمنین (اردن و بیت المقدس) میں جمع ہوجائیں گے۔[۱]	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۱۷ حاکم ۳۶ حاکم
۷۲۔ اور دجال شام میں (فلسطین کے ایک شہر تک) پہنچ جائے گا (جو باب لُدّ پر واقع ہوگا)	۴۳ احمد، ابن ابی شیبہ، الدرالمنثور د ۶۸ جامع معمر بن راشد، درمنثور
۷۳۔ اور مسلمان "افیق" نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لئے بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے۔[۲]	۱۶ احمد وغیرہ
۷۴۔ بالآخر مسلمان (بیت المقدس کے) ایک پہاڑ پر محصور ہوجائیں گے۔	۲۰ حاکم، و ۶۹ جامع معمر، درمنثور
۷۵۔ جس کا نام "جَبَلُ الدُّخان" ہے۔	۳۱ احمد، حاکم

[۱] ابن مسعودؓ کی حدیث موقوف ۵۵ میں ہے کہ "شام کی بستیوں میں جمع ہوجائیں گے (ابن ابی شیبہ) اور قتادہؒ کے اثر (حدیث ۱۱۳) میں ہے کہ "شام میں جمع ہوجائیں گے۔ (نعیم بن حماد، الحاوی) یاد رہے کہ اصل ملک شام اردن اور بیت المقدس پر بھی مشتمل تھا جیسا کہ حصہ سوم کے حواشی میں ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

[۲] نیز ابن مسعودؓ کی حدیث موقوف ۵۵ میں ہے کہ شام کی بستیوں میں جمع ہونے کے بعد مسلمان ایک دستہ دجال کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے جس میں ایک شخص بھورے یا چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا، یہ پورا دستہ شہید کردیا جائے گا۔ کوئی بھی زندہ نہ لوٹے گا۔

(ابن ابی شیبہ وغیرہ)

علامت قیامت بترتیب زمانی	بحوالۂ احادیث
۷۶۔ اور دجال (پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر) مسلمانوں (کی ایک جماعت) کا محاصرہ کرلے گا۔	۲۰ حاکم و ۳۱ احمد، حاکم و ۶۸ جامع معمر، درمنثور و ۱۱۵ الحاوی۔ ابونعیم
۷۷۔ یہ محاصرہ سخت ہوگا۔	۳۱ احمد، حاکم
۷۸۔ جس کے باعث مسلمان سخت مشقت (اور فقر و فاقہ[1]) میں مبتلا ہوجائیں گے۔	۱۶ احمد وغیرہ، ۲۰ حاکم وغیرہ، و ۳۱ احمد، حاکم و ۱۱۵ الحاوی، کتاب الفتن لابی نعیم
۷۹۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلاکر کھائیں گے۔	۱۶ احمد وغیرہ و ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۸۰۔ دجال آخری بار اردن کے علاقہ میں "افیق" نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا وادیٔ اُردن میں موجود ہوگا، وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کردے گا، ایک تہائی کو شکست دے گا، اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے۔	۳۶ حاکم
۸۱۔ (جب محاصرہ طول کھینچے گا تو مسلمانوں کا امیر[2] ان سے کہے گا کہ (اب کس کا انتظار ہے) اس سرکش سے جنگ کرو تاکہ شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تم کو حاصل ہوجائے، چنانچہ سب لوگ پختہ عہد کر	۲۰ حاکم و ۳۶ حاکم وغیرہ و ۶۸ معمر وغیرہا

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۶ و ۱۱۵ میں ہے۔

[2] یعنی امام مہدی، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے امیر وہی ہوں گے جیسا کہ آگے آئیگا اور پیچھے بھی گذرا ہے رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
لیں گے کہ صبح ہوتے ہی (نمازِ فجر کے بعد) دجال سے جنگ کریں گے۔	

"نزولِ عیسیٰ علیہ السلام"

۸۲۔ وہ رات سخت تاریک ہوگی	۹۸ معمر وغیرہ
۸۳۔ اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہونگے	۲ مسلم
۸۴۔ کہ صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی (کہ تمہارا فریادرس آپہنچا)[1] لوگ تعجب سے کہیں گے "یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے[2]"	۱۶ احمد و ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۸۵۔ غرض (نمازِ فجر کے وقت) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے۔	از حدیث ۱ تا ۱۱۶ (علاوہ حدیث ۲، و ۴۲، و ۸۶ تا ۹۱ و ۹۸، کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بارے میں ہیں)۔
۸۶۔ نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں[3] گے۔	۵ مسلم

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ"

۸۷۔ آپ مشہور صحابی حضرت عروۃ بن مسعودؓ	۶ مسلم، احمد، حاکم وغیرہم و ۹۴ در منثور،

---

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۶ میں ہے۔

[2] حضرت کعبِ احبارؒ کے اثر (حدیث ۱۱۵) میں ہے کہ "پس لوگ نظر دوڑائیں گے تو ان کی نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی۔ نعیم بن حماد، الحاوی للسیوطی

[3] کعبِ احبارؒ کے اثر (حدیث ۱۱۴) میں ہے کہ "آپ کو ایک بادل نے اٹھا رکھا ہوگا اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
کے مشابہ ہوں گے[1]	ابن جریر
۸۸ ۔ قد و قامت درمیانہ، رنگ سُرخ و سفید	۱۰ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، ابن جریر، ۱۵ احمد۔
۸۹ ۔ اور بال (شانوں تک پھیلے ہوئے) سیدھے[2] صاف اور چمکدار ہوں گے جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں۔	۱۰ ابوداؤد وغیرہ مع حاشیہ از بخاری و ۱۵ احمد۔
۹۰ ۔ سر جھکائیں گے تو اس سے موتیوں کی مانند قطرے ٹپکیں گے یا ٹپکتے ہوئے[3] معلوم ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۵ و ۱۰۱ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ۱۴۳ تاریخ دمشق۔
۹۱ ۔ جسم پر ایک زرہ	۶۸ معمر وغیرہ
۹۲ ۔ اور ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے[4] ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۰ ابوداؤد و ۱۵ احمد

۱ نیز ابن زید کے اثر (حدیث ۹۶) میں یہ بھی ہے کہ اُس وقت آپ کہولت کی عمر میں ہوں گے۔ لقولہ تعالیٰ: "وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا" درمنثور، ابن جریر۔

۲ صحیح مسلم کتاب الایمان کی ایک حدیث میں ہے "عیسیٰ جَعْدٌ مَرْبُوعٌ" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بال گھنگریالے ہیں، اور اکثر احادیث میں ہے کہ سیدھے (سَبِطٌ) ہوں گے، دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کی ہے کہ جہاں سیدھا (سبط) فرمایا وہاں مراد یہ ہے کہ زیادہ پیچ دار نہ ہوں گے اور جہاں پیچ دار فرمایا اُس سے مراد یہ ہے کہ بالکل سیدھے بھی نہ ہوں گے جس کا حاصل یہ ہے کہ بال نہ بہت پیچ دار ہوں گے نہ بالکل سیدھے بلکہ کسی قدر گھنگریالے ہوں گے (شرح نووی مع صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۴) ۳ روایات دونوں طرح کی ہیں، قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۵ اور ۱۰۱ میں ہے

۴ کعب احبارؒ کے اثر (حدیث ۱۱۴) میں یہ بھی ہے کہ وہ دو کپڑے ملائم ہوں گے، ایک چادر ہوگی دوسرا تہبند۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۹۳۔ جس جماعت میں آپ کا نزول ہوگا، وہ اس زمانہ کے صالح ترین آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں پر مشتمل ہوگی۔	۴۹ دیلمی
۹۴۔ ان کے استفسار پر آپ اپنا تعارف کرائیں گے۔	۶۸ معمر وغیرہ
۹۵۔ اور دجال سے جہاد کے بارے میں ان کے جذبات وخیالات معلوم فرمائیں گے۔	۳۱ احمد، حاکم و ۶۸ درمنثور معمر
۹۶۔ اس وقت مسلمانوں کے امیر امام مہدی ہوں گے۔	۲ مع حاشیہ و ۱۰۴ الحاوی للسیوطی، واخبار المہدی لابی نُعیم و ۱۰۵ الحاوی ابوعمرو الدانی و ۱۱۲ الحاوی۔ ابونعیم۔
۹۷۔ جن کا ظہور نزولِ عیسیٰؑ سے پہلے ہوچکا ہوگا۔	۲۷ نسائی، ابونُعیم، حاکم، کنزالعمال و ۶۲ مشکوٰۃ رزین و ۱۱۲ الحاوی للسیوطی۔ ابونعیم

" مقام نزول، وقت نزول اور امام مہدی "

۹۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس (یا بیت المقدس[۱] میں امام مہدی کے پاس) ہوگا۔	۵ مسلم وغیرہ مع حاشیہ و ۳۰ طبرانی، ابن عساکر، ~~و تاریخ الکبیر بخاری، تاریخ ابن عساکر~~ المختارہ و ۱۰۵ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ۱۱۰ الحاوی، نُعیم بن حماد۔

[۱] بیت المقدس کی صراحت صرف حدیث ۱۰۵ میں ہے اور حدیث ۵ و ۳۰ و ۴۵ میں صراحت ہے کہ نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس ہوگا ہوسکتا ہے کہ آسمان سے نزول تو دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس ہی ہو مگر اخیر شب میں آپ بیت المقدس کے محصور مسلمانوں کے پاس پہنچ جائیں جہاں امام مہدی بھی ہوں گے دوسری متعدد احادیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں اور حدیث ۱۱۰ میں ہے کہ نزول امام مہدی کے پاس ہوگا اس میں مقام کا نام مذکور نہیں اور کعب احبارؓ کے اثر ۱۲۵ میں ہے کہ نزول دمشق کے مشرقی دروازے پر سفید پل کے پاس ہوگا۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۹۹ - اس وقت امام (مہدی) نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔	ص۱۳ ابن ماجہ، و ص۱۰۴ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ص۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۰ - اور نماز کی اقامت ہو چکی ہو گی	ص۲ مسلم و ص۱۳ ابن ماجہ و ص۱۱۵ الحاوی للسیوطی ابونُعیم۔
۱۰۱ - امام (مہدی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے مگر وُہ انکار کریں گے۔	ص۲ مسلم، احمد و ص۱۳ ابن ماجہ، ص۱۶ احمد، ص۲۱ احمد، حاکم و ص۱۰۴ الحاوی، اخبار المہدی لابی نعیم و ص۱۰۵ الحاوی، سنن ابی عمرو الدانی و ص۱۰۶ ابویعلیٰ و ص۱۰۴ سیوطی۔ ابوعمرو الدانی
۱۰۲ - اور فرمائیں گے کہ (یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ) اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔	ص۲ مسلم، ص۱۶ احمد و ص۱۰۴ سیوطی، ابونعیم ص۱۰۵ سیوطی، ابوعمرو الدانی و ص۱۰۶ ابویعلیٰ
۱۰۳ - جب امام (مہدی) پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ (ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر) فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ۔	ص۱۳ ابن ماجہ و ص۲۱ احمد، حاکم
۱۰۴ - کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہو چکی ہے۔	ص۱۳ ابن ماجہ ص۱۰۴ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ص۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۵ - چنانچہ اس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔	ص۲ بخاری و مسلم مع حاشیہ ص۱۳ ابن ماجہ، و ص۱۶ احمد و ص۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۶ - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے پڑھیں گے۔	ص۱۴۱ کنز العمال، ابونعیم و ص۱۰۳ الحاوی، ابوعمرو الدانی و ص۱۱۰ الحاوی، نعیم بن حماد و ص۱۱۱ الحاوی، ابن ابی شیبہ۔
۱۰۷ - اور رکوع سے اٹھ کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد یہ جملہ فرمائیں گے۔	ص۲۴ ابن حبان، مجمع الزوائد ص۱۳۶ شرح وقایہ

"قتل اللہ الدجال واظہر المؤمنین"

"دجّال سے جنگ"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۰۸۔ غرض نماز فجر سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجّال ہوگا، اور اس کے ساتھ ستّر ہزار مسلح یہودی ہوں گے۔	۱۳ ابن ماجہ
۱۰۹۔ آپ ہاتھ کے اشارہ سے فرمائیں گے کہ میرے اور دجّال کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔	۲۶ حاکم، ابن عساکر
۱۱۰۔ دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے (یا جیسے رانگ اور چربی پگھلتی ہے)۔	۵ مسلم و ۱۳ ابن ماجہ ۱۴ احمد، ۱۶ احمد، ۲۱ احمد، حاکم و ۲۲ ابن ابی شیبہ، کنزالعمال، ۲۶ حاکم، ابن عساکر و ۴۸ معمر۔
۱۱۱۔ اس وقت جس کافر پر عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے گی مر جائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائیگی وہیں تک سانس پہنچے گا۔[۱]	۵ مسلم
۱۱۲۔ مسلمان پہاڑ سے اتر کر دجّال کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں پر ایسا رعب چھائے گا کہ ڈیل ڈول والا یہودی تلوار تک نہ اُٹھا سکے گا۔	۴۸ معمر وغیرہ

---

[۱] اس کی تشریح حصہ دوم میں حدیث ۲۴ کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۱۳۔ عرض جنگ ہوگی۔	ح۲۱ حاکم، الدر المنثور
۱۱۴۔ اور دجّال بھاگ کھڑا ہوگا	ح۱۳ ابن ماجہ

"قتل دجال اور مسلمانوں کی فتح"

۱۱۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۶ مسلم، احمد، حاکم وغیرہم و ح۳۱ احمد، حاکم
۱۱۶۔ اور فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تیرے لئے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔	ح۱۳ ابن ماجہ
۱۱۷۔ اس وقت آپ کے پاس (دو نرم تلواریں اور) ایک حربہ ہوگا۔	ح۷ مسلم و ح۱۴ احمد، ح۱۶ احمد۔
۱۱۸۔ جس سے آپ دجّال کو بابِ لُدّ[1] پر قتل کردیں گے۔	ح۵ تا ح۷ و ح۱۰ ابوداؤد و ح۱۱ ترمذی، احمد، و ح۱۳ و ح۱۶ احمد و ح۲۰ حاکم، ح۳۱ و ح۳۳ احمد، ابن ابی شیبہ، و ح۳۴ ابن ابی شیبہ، کنز العمال و ح۳۸ طبرانی، فتح الباری و ح۵۵ الاشاعۃ و ح۶۵ درمنثور، ابن جریر و ح۶۶ درمنثور طبرانی و ح۶۸ معمر، و ح۷۵ ابن ابی شیبہ، و ح۸۲ ابن جریر و ح۹۱ درمنثور، ابن جریر، و ح۱۰۱ درمنثور، و ح۱۰۸ حاکم، الحاوی و ح۱۰۹ الحاوی، تفسیر ابن ابی حاتم۔
۱۱۹۔ پاس ہی "افیق نامی گھاٹی" ہوگی۔	ح۳۵ ابن ابی شیبہ۔

[1] لُدّ فلسطین کا ایک مقام ہے جس کی تعیین مستند احادیث مرفوعہ میں کی گئی ہے یہ مقام آج کل یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور یہاں نام نہاد اسرائیلی حکومت کا ایک ایئرپورٹ بھی ہے۔ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۲۰۔ حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ لگے گا۔	م۱۶ احمد
۱۲۱۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس کا خون جو آپ کے حربہ پر لگ گیا ہوگا، مسلمانوں کو دکھائیں گے۔	م۷ مسلم
۱۲۲۔ بالآخر دجال کے ساتھی (یہودیوں) کو شکست ہو جائے گی۔	م۱۳ ابن ماجہ، م۱۶ احمد، م۱۷ حاکم، و م۲۰ حاکم، و م۲۱ احمد، حاکم، و م۳۲ مسلم، ابن ابی شیبہ، کنز العمال۔
۱۲۳۔ اور اُن کو مسلمان (چُن چُن کر) قتل کریں گے۔	م۱۳ ابن ماجہ و م۲۱ احمد، حاکم و م۳۴ ابن ابی شیبہ و م۳۶ حاکم، کنز العمال،
۱۲۴۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دیگی	م۱۳ ابن ماجہ، م۱۴ احمد وغیرہ
۱۲۵۔ حتیٰ کہ درخت اور پتھر بول اُٹھیں گے کہ یہ (ہمارے پیچھے) کافر (یہودی چھپا ہوا) ہے (آکر اسے قتل کردو)۔	م۱۳ ابن ماجہ م۱۴ احمد، م۱۸ احمد، م۱۷ حاکم، م۲۱ احمد، حاکم، م۳۴ مسلم، ابن ابی شیبہ۔
۱۲۶۔ باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔	م۱ بخاری و مسلم، احمد، م۲ احمد، م۷۶ درمنثور، حاکم تا م۷۸ ابن جریر وغیرہ و م۸۰ درمنثور، ابن المنذر، و م۸۱ عبدالرزاق، عبد بن حمید، درمنثور و م۸۲ تا م۸۴ ابن جریر و م۸۵ درمنثور، ابن ابی حاتم و م۱۰ درمنثور۔
۱۲۷۔ عیسیٰ علیہ السلام (اور مسلمان) خنزیر کو قتل کریں گے (اور صلیب توڑ دیں گے[1])	م۱ بخاری، مسلم، احمد، و م۲ احمد، و م۱۰ ابوداؤد، و م۱۲ ابن ماجہ، و م۱۵ احمد، و م۳۶ حاکم، کنز العمال م۹۷ درمنثور، الطبرانی
۱۲۸۔ پھر آپ کی خدمت میں اطراف و اکناف کے لوگ جو دجال (کے دھوکہ فریب) سے بچے رہے ہوں گے حاضر ہوں گے اور	م۵ مسلم وغیرہ

[1] یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
آپ ان کو جنت میں عظیم درجات کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے	
۱۲۹۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطن واپس ہو جائیں گے۔	ح۱۴۱ احمد
۱۳۰۔ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت و صحبت میں رہے گی۔	ح۴۰ الدر المنثور والحکیم الترمذی
۱۳۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے، وہاں سے حج یا عمرہ (یا دونوں) کریں گے۔[1]	ح۴ مسلم، احمد، حاکم و ح۷ ابن عساکر، کنز العمال
۱۳۲۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس پر جا کر سلام عرض کریں گے اور آپ ان کے سلام کا جواب[2] دیں گے۔	ح۴ حاکم و ح۶۲ مجمع الزوائد، روح المعانی، عند قولہٖ تعالیٰ "وخاتم النبیین"

"یاجوج ماجوج"

۱۳۳۔ لوگ امن و چین کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی۔	ح۱۰ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۳۴۔ اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ، و ح۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و آیت قرآنیہ بر حاشیہ حدیث ح۸ و ح۲۳ طبرانی، حاکم و ح۳۶ حاکم، ابن عساکر، و ح۴۵ ابن ابی شیبہ، ح۵ مسلم وغیرہ۔

[1] اس کے اور اگلے واقعہ کے بارے میں صراحت نہیں ملی کہ یہ یاجوج ماجوج کے واقعہ سے پہلے ہوں گے یا بعد۔ رفیع [2] یہ لفظ صرف حدیث ح۴ میں ہے جو مرفوع ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۳۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو طور کی طرف جمع کر لیں کیونکہ یاجوج وماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کا نہ ہوگا۔	۵ مسلم وغیرہ
۱۳۶۔ یاجوج ماجوج اتنی بڑی تعداد میں تیزی سے نکلیں گے کہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۴ احمد
۱۳۷۔ وہ شہروں کو روند ڈالیں گے زمین میں (جہاں پہنچیں گے) تباہی مچادیں گے اور جس پانی پر گذریں گے اسے پی کر ختم کردیں گے۔	۱۴ احمد وغیرہ و ۴۵ ابن ابی شیبہ وغیرہ و ۱۰۹ حاکم، الحاوی۔
۱۳۸۔ ان کی ابتدائی جماعت جب بحیرہ (طبریہ) پر گذرے گی تو اس کا پورا پانی پی جائے گی اور جب ان کی آخری جماعت وہاں سے گذرے گی تو اسے دیکھ کر کہے گی۔ "یہاں کبھی پانی (کا اثر) تھا"!	۵ مسلم وغیرہ و ۳۶ حاکم، ابن عساکر
۱۳۹۔ بالآخر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہل زمین پر تو ہم غلبہ پاچکے، آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔	۳۶ حاکم، ابن عساکر
۱۴۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اس وقت محصور ہوں گے جہاں غذا کی	۵ مسلم وغیرہ

لہ قوسین کا مضمون صرف ۱۴ میں ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
سخت قلت کے باعث لوگوں کو ایک بیل کا سَر سو دینار سے بہتر معلوم ہو گا۔	
"یاجوج ماجوج کی ہلاکت"	
۱۴۱۔ لوگوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لیے بد دعا فرمائیں گے	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۴ احمد
۱۴۲۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں (اور کانوں[1]) میں ایک کیڑا اور حلق میں ایک پھوڑا (نکال دے گا۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۳۶ حاکم، ابن عساکر، و ح۱۰۸ حاکم السیوطی فی الحاوی۔
۱۴۳۔ جس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ
۱۴۴۔ اور وہ سب (دفعۃً) ہلاک ہو جائیں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ، و ح۱۴ احمد، و ح۳۶ حاکم، ابن عساکر و ح۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۴۵۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین[1] پر اتریں گے مگر پوری زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں کی (چکناہٹ اور) بدبُو سے بھری ہو گی	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۴ احمد، و ح۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۴۶۔ جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہو گی۔	ح۳۶ حاکم، ابن عساکر و ح۱۰۸ حاکم وغیرہ
۱۴۷۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اور ان کے ساتھی) دعا کریں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۰۸ حاکم وغیرہ
۱۴۸۔ پس اللہ تعالیٰ (ایک ہوا اور) لمبی گردنوں والے (بڑے بڑے) پرندے بھیج دیگا جو اُن کی لاشیں اُٹھا کر (سمندر میں اور	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۳۶ حاکم، ابن عساکر وغیرہما، و ح۱۰۸ حاکم وغیرہ

[1] کوہ طور سے۔ رفیع

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔	
۱۴۹۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کر دیگی	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۴۱ احمد
۱۵۰۔ اور زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی	ح۵ مسلم وغیرہ

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات"

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۵۱۔ دنیا میں آپ کا نزول (وقیام) امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا۔	ح۱ بخاری، مسلم، ح۳۲ احمد، و ح۳۳ طبرانی، کنز العمال
۱۵۲۔ اور اس اُمت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ ہوں گے۔	ح۶۷ در منثور، طبرانی
۱۵۳۔ چنانچہ آپ قرآن وحدیث (اور اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	ح۳۸ طبرانی وغیرہ و ح۵۵ الاشاعۃ ابو الشیخ ابن حیان۔
۱۵۴۔ اور (نمازوں میں) لوگوں کی امامت کریں گے۔	ح۴۲ احمد، و ح۴۴ ابن حبان، بزار مع حاشیہ
۱۵۵۔ آپ کا نزول اس امت کے آخری دَور میں ہوگا	ح۱۸ کنز العمال، در منثور و ح۱۹ ابن ابی شیبہ، حاکم، حکیم ترمذی، در منثور، و ح۴۷ نسائی، تاریخ حاکم ابو نعیم، ابن عساکر وغیرہم و ح۶۴ کنز العمال، حلیۃ ابی نعیم و ح۶۵ در منثور، ابن جریر، و ح۶۶ مشکوٰۃ، رزین۔

ل اس کی صراحت صرف حدیث ح۴ میں ہے، البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر (حدیث ح۶) میں یہ صراحت بھی ہے کہ آپ نمازیں اور جمعہ پڑھایا کریں گے۔ ابن عساکر، و کنز العمال اور کعب احبار رح کے اثر (حدیث ح۱۱۵) میں یہ تفصیل بھی ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کی نماز تو امام مہدی رح پڑھائیں گے اور بعد میں امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے۔ نعیم بن حماد الحادی

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۵۶۔ اور نزول کے بعد دنیا میں چالیس سال قیام کریں گے۔	ح۱۰ ابوداؤد، درّ منثور۔ ح۳۳ احمد ح۵۳ مرقاۃ الصعود ح۵۵ الاشاعۃ
۱۵۷۔ اسلام کے دورِ اوّل کے بعد یہ اس اُمّت کا بہترین دَور ہوگا۔	ح۶۴ کنزالعمال۔ ابونعیم
۱۵۸۔ آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔	ح۹ نسائی، احمد، المختارہ، اوسط طبرانی
۱۵۹۔ اور جو لوگ اپنا دین بچانے کے لئے آپ سے جا ملیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔	ح۵۲ کنزالعمال، نعیم بن حماد
۱۶۰۔ اس زمانہ میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔	ح۱۰ ابوداؤد، درمنثور، ح۱۳ ابن ماجہ، ح۱۵ احمد، و ح۱۸ عبدالرزاق، عبد بن حمید، ح۸۵ درمنثور، ابن ابی حاتم
۱۶۱۔ جہاد موقوف ہوجائے گا[۱]	ح۱ بخاری، مسلم۔
۱۶۲۔ اور نہ خراج وصول کیا جائے گا۔	ح۴ احمد۔
۱۶۳۔ نہ جزیہ	ح۱۰ ابوداؤد، و ح۱۲ ابن ماجہ، و ح۱۵ احمد و ح۲۶ حاکم و ح۲۹ درمنثور، الطبرانی، مجمع الزوائد۔
۱۶۴۔ مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ مال کوئی قبول نہ کرے گا[۲]	ح۱ بخاری و مسلم وغیرہما و ح۱۴ احمد و ح۱۲ ابن ماجہ
۱۶۵۔ زکوٰۃ و صدقات کا لینا ترک کردیا جائیگا۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ

[۱] کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ ہوگا جس سے جہاد کیا جائے یا جزیہ و خراج وصول کیا جائے۔ رفیع

[۲] ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر (حدیث ح۱۵) میں ہے کہ لوگ اُن کی بدولت دوسروں سے مستغنی ہوجائیں گے، ابن عساکر، کنز العمال۔

علاماتِ قیامت ترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۶۶۔ اور لوگ ایک سجدہ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند کریں گے۔	۱ بخاری، مسلم
۱۶۷۔ ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی[1]	۵ مسلم وغیرہ
۱۶۸۔ پوری دنیا امن و امان سے بھر جائیگی۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۱۵ احمد و ۱۶ طبرانی وغیرہ
۱۶۹۔ سات سال تک کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی۔	۶ مسلم، احمد، کنز العمال، در منثور۔
۱۷۰۔ سب کے دلوں سے (بُخل) کینہ اور بغض و حسد نکل جائے گا۔	۱ و ۶ مسلم وغیرہ و ۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۵۶ کنز العمال، ابونعیم۔
۱۷۱۔ چالیس سال تک نہ کوئی مریگا نہ بیمار ہوگا۔	۲۰ حاکم، سیوطی فی الحاوی
۱۷۲۔ ہر زہریلے جانور کا زہر نکال لیا جائیگا۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۳۔ سانپ اور بچھو بھی کسی ایذا نہ دیں گے۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۵۶ کنز العمال، ابونعیم، و ۲۰ حاکم، السیوطی
۱۷۴۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔	۱۵ احمد۔
۱۷۵۔ یہاں تک کہ بچہ اگر سانپ کے منہ میں بھی ہاتھ دیگا تو وہ گزند نہ پہنچائیگا۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۶۔ درندے بھی کسی کو کچھ نہ کہیں گے	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۲۰ حاکم، السیوطی فی الحاوی۔
۱۷۷۔ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا۔	۵۶ کنز العمال، ابونعیم۔

[1] ابوہریرہ رض کے اثر (حدیث ۵۶) میں ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام حلال اشیاء کی فراوانی کردیں گے" (ابن عساکر، کنز العمال) یعنی اُن کے زمانہ میں حلال اشیاء کثرت سے پیدا ہوں گی۔ رفیع۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۷۸۔ حتیٰ کہ کوئی لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی تو وہ اسے کچھ نہ کہے گا۔	ص۱۳۱ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۹۔ اونٹ شیروں کے ساتھ چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے۔	ص۱۵ احمد
۱۸۰۔ بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔	ص۱۳ ابن ماجہ
۱۸۱۔ زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی بڑھ جائے گی کہ بیج ٹھوس پتھر میں بھی بویا جائے گا تو اُگ آئے گا۔	ص۵۷ کنز العمال، ابونعیم
۱۸۲۔ ہل چلائے بغیر بھی ایک مُد سے سات سو مُد گندم پیدا ہوگا۔	ص۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۸۳۔ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اسے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔	ص۵ مسلم وغیرہ
۱۸۴۔ دُودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دُودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کو، ایک گائے پورے قبیلہ کو اور ایک بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔	ص۵ مسلم وغیرہ
۱۸۵۔ غرض نزولِ عیسیٰ کے بعد زندگی بڑی	ص۵۶ کنز العمال، ابونعیم

خوش گوار ہوگی

"عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۸۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نزول کے بعد[1]) دنیا میں نکاح[2] فرمائیں گے۔	ح۵۸ مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال، و ح۶۳ فتح الباری، نعیم بن حماد و ح۱۰۱ الخطط للمقریزی
۱۸۷۔ اور آپ کے اولاد بھی ہوگی	ح۵۸ مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال و ح۱۰۱ الخطط للمقریزی۔
۱۸۸۔ (نکاح[3] کے بعد) دنیا میں آپ کا قیام انیس[19] سال رہے گا۔	ح۶۳ فتح الباری، نعیم بن حماد

"آپ کی وفات اور جانشین"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۸۹۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔	ح۱ ابوداؤد ح۱۵ احمد، ح۵۵ الاشاعہ للبرزنجی و ح۵۴ ابن جریر، درمنثور، ح۷۶ حاکم تا ح۸۰ درمنثور، ابن جریر بحوالہ آیت قرآنیہ و ح۹۴ ابن جریر و ح۹۵ ابن ابی حاتم، درمنثور۔
۱۹۰۔ اور مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے[4]۔	ح۱ ابوداؤد وغیرہ و ح۱۵ احمد

---

[1] اس کی تصریح صرف حدیث ح۵۸ میں ہے [2] حدیث مرفوع ح۱۰۱ میں ہے کہ یہ نکاح حضرت شعیبؑ کی قوم یعنی قبیلہ جذام میں ہوگا یہ حدیث علامہ مقریزی نے "الخطط" میں بغیر سند کے ذکر کی ہے [3] حدیث ہذا میں اس کی پوری صراحت نہیں البتہ الفاظِ حدیث سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ انیس سال کی مدت نکاح کے بعد ہے نیز حدیث ح۱ اور ح۲۱، ۳۲ و ح۵۲ و ح۵۵ بھی اسی کی مؤید ہیں ۱۲ رفیع [4] اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی حدیث موقوف ح۲۶ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے گا ترمذی۔ اور عبداللہ بن سلامؓ ہی کی حدیث موقوف ح۹۵ میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دو رفیقوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا پس عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی، رواہ البخاری فی تاریخہ والطبرانی کما فی الدر المنثور۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۹۱۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلۂ بنی تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام مُقعد ہوگا، خلیفہ مقرر کریں گے۔	ص۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی
۱۹۲۔ پھر مُقعد کا بھی انتقال ہوجائے گا۔	ص۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی

"متفرق علاماتِ قیامت"

۱۹۳۔ اور آپ کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچّہ دے گی تو قیامت تک اس پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی[۱]	ص۳۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر، کنز العمال ص۲۱۴ نعیم بن حماد، کنز العمال
۱۹۴۔ زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات ہوں گے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔	ص۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و ص۲۳ طبرانی حاکم، ابن مردویہ، کنز العمال

[۱] ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ دوسری قسم کی سواریوں کا رواج ہوگا اور گھوڑے کی سواری بالکل متروک ہوجائے گی، یا یہ مراد ہو کہ جہاد کے لئے سواری نہ ہوگی کیونکہ جہاد قیامت تک منقطع رہے گا، یا پھر یہاں قیامت سے قیامت کی کوئی بڑی علامت مثلاً آفتاب کا مغرب سے طلوع یا دابۃ الارض یا دخان یا سب مؤمنین کی موت مراد ہو کیونکہ احادیث میں بعض علاماتِ قیامت کو بھی قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی تفصیل ہم نے فہرست سے پہلے "اسباب تعارض" کے ذیل میں ذکر کی ہے۔ یہ توجیہات اس لئے ضروری ہیں کہ دوسری روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت تک کم از کم (ایک سو بیس) ۱۲۰ سال ضرور لگیں گے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے اثر (حدیث ۹۴) میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت سے پہلے ایک سو بیس برس تک عرب لوگ شرک و بت پرستی میں مبتلا رہیں گے (الاشاعۃ للبرزنجی) اور فتح الباری میں تو حضرت عمرو بن العاصؓ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ آفتاب کے مغرب سے طلوع کے بعد لوگ دنیا میں ایک سو بیس سال تک رہیں گے پھر قیامت آئے گی، دیکھئے عربی حاشیہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص۲۴۱ طبع حلب۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
"دھواں"	
۱۹۵۔ ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔	م۵ مسلم، ابوداؤد وغیرہما مع آیت قرآنیہ بر حاشیہ ۲۲ طبرانی، حاکم۔
۱۹۶۔ اس سے مؤمنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا مگر کفار کے سَر ایسے ہو جائیں گے جیسے انھیں آگ پر بھون دیا گیا ہو۔	حاشیہ حدیث م۵ بحوالہ تفسیر ابن جریر مرفوعًا وموقوفًا
"آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا"	
۱۹۷۔ قیامت کی ایک علامت یہ ہوگی کہ ایک روز آفتاب مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔	م۵ مسلم وغیرہ و م۲۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ و م۳۰ احاکم السیوطی فی الحادی
۱۹۸۔ جسے دیکھتے ہی سب کافر ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ان کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا اور گنہگار مسلمانوں کی توبہ بھی اس وقت قبول نہ ہوگی۔	حاشیہ حدیث م۵ بحوالہ صحیح بخاری و آیت قرآنیہ
"دابۃ الارض"	
۱۹۹۔ ایک جانور[1] زمین سے نکلے گا	م۵ مسلم وغیرہ و م۲۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ
۲۰۰۔ جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔	آیت قرآنیہ بر حاشیہ حدیث م۵
"یمَن کی آگ"	
۲۰۱۔ پھر ایک آگ یمن (عدن کی گہرائی) سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر (شام) کی طرف ہانک کرلی جائے گی۔	م۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ مع حاشیہ و م۲۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، و م۲۴ تفسیر ابن جریر، درمنثور

---

[1] یعنی دابۃ الارض۔

حوالہ احادیث	علاماتِ قیامت بترتیب زمانی
حاشیہ بر حدیث ح ۵ بحوالہ احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، حاکم۔	۲۰۲۔ اور سب مومنین کو ملک شام میں جمع کر دے گی۔
ح ۵۵ الاشاعۃ	۲۰۳۔ مُقعد کی موت کے بعد تیس سال گذرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اُٹھا لیا جائے گا۔
ح ۱۷ حاکم	۲۰۴۔ پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد قبضِ ارواح ہوگا۔
	" مومنین کی موت اور قیامت "
ح ۵ مسلم وغیرہ و ح ۱۱۶ الحادی للسیوطی، نُعیم بن حماد۔	۲۰۵۔ ایک (خوش گوار[1]) ہوا آئے گی جو تمام مؤمنین کی روحیں قبض کرلے گی، اور کوئی مُومن دنیا میں باقی نہ رہے گا۔
ح ۵ مسلم وغیرہ	۲۰۶۔ پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ[2] رہیں گے۔
ح ۵ مسلم وغیرہ	۲۰۷۔ اور گدھوں کی[3] طرح جماع کیا کریں گے۔
ح ۱۴ احمد	۲۰۸۔ پہاڑ دُھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کر دی جائے گی۔ اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اُس گابھن کی طرح ہوگا جس کے مالک ہر وقت اس انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب

[1] یہ لفظ صرف حدیث ح ۵ میں ہے [2] کعب احبار کے اثر (حدیث ح ۱۱۱) میں ہے کہ یہ لوگ نہ کسی دین کو جانتے ہوں گے نہ سنت کو مومنین کی موت کے بعد یہ لوگ تنو سال تک رہیں گے انہی پر قیامت آئے گی نعیم بن حماد، الحاوی

[3] یعنی کھلم کھلا، حدیث ح ۱۱۶ میں جو کعب احبار پر موقوف ہے اس کی صراحت ہے۔

بچہ جن دے۔

۲۰۹۔ بالآخر انہی بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی [۱] — ۵؎ مسلم وغیرہ و ۱۲؎ سیوطی نعیم بن حماد

قیامت کس طرح آئے گی اس کی ہولناک تفصیلات قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں مختلف عنوانات کے ساتھ بہت کثرت سے بیان کی گئی ہیں مگر حصہ دوم کی احادیث میں وہ تفصیلات نہیں ہیں۔ اس لئے ہم اس فہرست کو یہیں ختم کرتے ہیں، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و الصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل النبیین وخاتم المرسلین وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین و نسألُ اللہ شفاعتہٗ یوم الدین

کتبہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم طلبہ و دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۲۰ / صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

---

[۱] مسلم کی ایک اور حدیث صحیح میں ہے " لا تقومُ الساعۃ علیٰ احدٍ یقول اللہ اللہ ص ۸۴ ج ۱، مسلم ہی کی ایک اور حدیث مرفوع صحیح میں ہے لا تقوم الساعۃ الاّ علیٰ شرار الناس ص ۴۰۷ ج ۲۔

تومیں ماؤں کی گود میں پلتی ہیں ایک ناقابلِ انکار حقیقت

ایک عورت کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیئے

تحفۂ خواتین

المعروف بہ

خواتینِ اسلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں

تالیف: حضرت مولانا محمد عاشقِ الٰہی صاحب دامت برکاتہم





- عورتوں کے مسائل سے متعلق تقریباً دوسو احادیثِ نبوی کی تشریح۔
- انتخاب احادیث میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ اُن کو روایت کرنے والی صحابی خواتین ہیں۔
- تشریحِ احادیث کے ضمن میں دورِ حاضر کے مسلم معاشرہ پر نقد و تبصرہ۔
- موجودہ مسلم معاشرہ کا اسلام کے عہدِ اول سے موازنہ اور خرابی کے اسباب کی نشاندہی۔
- بلند پایہ مضامین، دلنشین اندازِ تحریر، سلیس اور آسان زبان میں زندگی کے ہر مرحلے میں رہنما خواتینِ اسلام کے لئے بیش بہا تحفہ۔

سفید آفسٹ
کاغذ بہترین
طباعت
عمدہ کتابت

ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴